مضامین ومشمولات

کلماتِ تکریم

مناظرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی **محمد مطیع الرحمٰن رضوی**، پورنوی، دام ظلہ العالی

آج کی دنیا میں موبائل کی حیثیت بالکل ایسی ہو گئی ہے جیسے رہنے کے لیے مکان کی حیثیت۔ ایک مکان میں تو پورے گھر والے رہ لیتے ہیں، جب کہ ایک موبائل سے دو آدمی کا بھی کام نہیں چلتا۔ اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ موبائل ہر گھر کے لیے ہی نہیں، ہر شخص کے لیے زندگی کی ضرورت بن گیا ہے تو شاید بے جا نہ ہو۔ ایک مسلمان کو بحیثیت مسلمان جس طرح کسی بھی چیز کا استعمال اسلامی اصول و قوانین کی روشنی میں کرنا چاہیے، اسی طرح موبائل کے استعمال کے لیے بھی اسلامی اصول و قوانین ان کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ عزیز گرامی مولانا طفیل احمد صاحب مصباحی نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس تعلق سے عام مسلمانوں کے لیے اسلامی اصول و ضوابط کا ایک حسین گلدستہ بنام "موبائل فون کے ضروری مسائل" سجا دیا ہے۔ فقیر رضوی نے ابھی اس کی فہرست پر ایک نظر ڈالی اور سرسری طور پر دو چند مقامات دیکھے، بڑا اطمینان حاصل ہوا اور خوشی ہوئی۔

خدا کرے مسلمان اس کے مطابق عمل پیرا ہوں اور مولانا موصوف کو رب تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت کی بہتر سے بہتر جزا ملے۔ (آمین)

فقیر **محمد مطیع الرحمٰن رضوی** غفرلہ
نزیل جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
۱۷ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۴ء

تقریظِ جلیل

خطیب اعظم ہند، مبلغ یورپ وایشیا حضرت علامہ محمد فروغ القادری دام ظلہ العالی
ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

مجھے یہ جان کے بے حد مسرت ہوئی کہ جواں سال فاضل اور مایہ ناز قلم کار حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی زید مجدہٗ نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور نے "موبائل فون کے ضروری مسائل" کے حوالے سے جدید رنگ و آہنگ میں شرعی بنیادوں پر ایک تفصیلی اور معلومات افزا کتاب مرتب فرمائی ہے۔ جو اپنے عناوین کے اعتبار سے حد درجہ مفید اور عصر حاضر کے متقاضیات کو اپنے دائرۂ اثر میں سمیٹے ہوئے ہے۔ زیر نظر کتاب مولانا کی ایک عمدہ کاوش ہے۔ انھوں نے جن حسّاس موضوعات پر گفتگو کی ہے وہ یقینی طور پر قارئین کی معلومات میں گراں قدر اضافہ کرتی ہے۔ اس میں موبائل فون کے فوائد ونقصانات کو جس جامعیت کے ساتھ مسائل کا باضابطہ احاطہ کیا گیا ہے، بلا شبہہ اپنے اندر ارباب علم و دانش کے لیے بھی دلچسپی کا سامان رکھتا ہے۔

مذکورہ کتاب میں جس پہلو سے مذہبی ترجیحات کو باضابطہ طور پر مدلّل اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس سے تصوراتی اور تجرباتی ہر دو لحاظ سے مصنف کتاب کے فلسفیانہ اور سائنٹفک (Scientific) تجزیے کا براہِ راست اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں قطعی دو رائے نہیں کہ جدید سائنسی تحقیقات نے مذہب کے تجرباتی اثبات کے لیے جو وسیع و عریض میدان فراہم کیے ہیں، زیر نظر کتاب میں اس نئے پیدا شدہ امکان کو منظم طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ کتاب صرف معروضی معالطہ (Objective Study) بھی پیش نہیں کرتی، بلکہ موضوعی اور داخلی اعتبار سے بھی اس کی معنویت وافادیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔

سائنس در اصل فکر انسانی کے ارتقا کا نام ہے اور یہ تدریجاً برسوں سے ترقی پذیر ہے۔ ارتقا کا نظریہ چاہتا ہے کہ انسان بحیثیت نوع اپنی متاع علم وآگہی کے ساتھ مسلسل ترقی کر رہا ہو اور اس میں قطعی دو رائے نہیں کہ اس کا تعلق کسی کے انکار یا اثبات سے نہیں بلکہ وہ ایک مجرد طریقۂ جستجو ہے۔ دورِ جدید کی ساری دریافتیں صرف اس بات کا اعتراف ہے کہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اسلام کا یہ دعویٰ کہ وہ

آفاق وانفس کی آخری اور لازوال صداقت ہے، یہ بالکل صحیح ہے۔ حالات، واقعات، تجربات اور مشاہدات سب اسی کی تصدیق کرتے ہیں۔

زیرنظر کتاب "موبائل فون کے ضروری مسائل" اہل علم کے سامنے ہے۔ وہ ان شاء اللہ ان تحقیقاتی مباحث کی قدر کریں گے تحقیق کے بعض نتائج سے کسی صاحب علم کو اختلاف ہو سکتا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ ایک اچھی کوشش ہے۔ بلا شبہہ اجتہاد و قیاس اسلامی قانون سازی کی تاریخ کا عظیم الشان محرّک ہے، جس سے غیر اسلامی قانون ساز ادارے تہی دامن ہیں۔ تحقیق و اجتہاد نے اسلامی قانون کو عموم و شمول عطا کیا ہے اور ہر دور کے نئے مسائل اور در پیش مشکلات کو حل کرنے کی راہ ہموار کی ہے۔

میں آخر میں محب گرامی قدر حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی کو ان کی اس گراں قدر علمی، قلمی کاوش اور مخلصانہ جدوجہد کو تہِ دل سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ کیوں کہ یہ ایک منفرد اور فنّی موضوع ہے جس پر انھوں نے قلم اٹھایا ہے اور فقہی اعتبار سے بھی اس کے بے شمار پہلو اجاگر کیے ہیں۔ عصر جدید کے چیلنجز (Challenges) کے مد مقابل یہ شرف پوری دنیا میں صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کے پاس مستقبل میں آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ جب کہ دنیا کے دوسرے تمام مذاہب کے نظام ہائے فکر و عمل اس باب میں خاموش ہیں۔ یہ اسلام کا عملی اعجاز اور مذہبی صداقت ہے کہ اس کے سر چشمۂ ہدایت سے پوری انسانیت رہتی دنیا تک مستفید ہوتی رہے گی۔ زیرنظر کتاب کے مطالعے سے مجھے یہ اندازہ بھی ہوا کہ اب ہماری دینی درس گاہوں کے فارغین عصری اور سائنسی موضوعات سے بھی گہری دلچسپی اور باضابطہ مطالعے کا ذوق رکھتے ہیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب قدیر مولانا کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ ان کی دقّت طرازیوں اور علمی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

خلوص کار: **محمد فروغ القادری**
ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ (برطانیہ)
1/2, 24 Queen Mary Avenue
Glasgow G428DT (U.K.)
Ph. 00447791097393
E-mail:mfquadri@hotmail.co.uk
۵/ دسمبر ۲۰۱۴ء

تاثرات

حضرت مولانا مفتی **محمد ناصر حسین** مصباحی دام ظلہ، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ہر زمانے میں انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے سائنس دانوں کی ایک سے بڑھ کر ایک حیرت انگیز ایجادات معرضِ وجود میں آتی رہی ہیں اور اپنے اپنے دور کے لوگوں سے خراجِ تحسین حاصل کرتی رہی ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اب تک بہت سے آلات، مشینیں اور زمینی و ہوائی سواریاں منظرِ عام پر آچکی ہیں، لیکن اب تک کی اُن تمام ایجادات میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور انقلاب آفریں "موبائل فون" ہے جس نے پوری دنیا کو سمیٹ کر انسان کی مٹھی میں کر دیا ہے۔ موبائل فون دنیا بھر میں سب سے زیادہ مقبول اور زندگی کے تمام شعبوں میں دخیل ہے۔

موبائل فون کی ضرورت اور اہمیت سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔ آج موبائل ہماری ضروریاتِ زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے، اس کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج اس کے استعمال کرنے والوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جن کے روز مرہ معاملات میں موبائل فون کا عمل دخل اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اب وہ اس کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر دم موبائل ہی سے چمٹے رہتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ موبائل فون کی ایجاد نے انسان کو جہاں بہت سارے فوائد بہم پہنچائے ہیں، وہیں بہت سارے نقصانات اور مشکلات سے بھی دوچار کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے موبائل فون بعض حالات میں اگر نعمت ہے تو کئی اعتبار سے لعنت بھی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں موبائل فون کا کوئی قصور نہیں ہے، وہ فی نفسہٖ نہ برا ہے نہ اچھا، اس کے اچھے بُرے ہونے کی بنیاد اور اس کے فوائد و نقصانات کا دارو مدار اس کے صحیح اور غلط استعمال پر ہے۔ وہ اچھا برا ہر کام انجام دے سکتا ہے، اگر جائز کاموں کے لیے اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور اگر ناجائز کاموں کے لیے استعمال کیا جائے تو نقصان ہی نقصان ہے۔ اور یہ نقصان

صرف دنیا ہی کا نہیں بلکہ آخرت کا بھی ہے۔

آج کروڑوں کی تعداد میں لوگ موبائل فون کا استعمال کرتے ہیں۔ کچھ لوگ جہاں ضرورت کی بنا پر استعمال کرتے ہیں، وہیں بہت سے لوگ اس کو فیشن، لہو ولعب اور عادت کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔ استعمال کرنے والوں میں کتنے ایسے ہیں جو جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر اس جدید آلہ کو آزادانہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے عوام کی رہنمائی کے لیے موبائل سے متعلق مسائل کی نشر و اشاعت وقت کا عین تقاضا ہے اور ان مسائل کا جاننا عوام کی دینی ضرورت ہے، اور ان کی اس ضرورت کو پورا کرنا علماے کرام کی دینی و ملی ذمہ داری ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''موبائل فون کے ضروری مسائل'' اسی احساسِ ذمہ داری کا نتیجہ ہے جسے ہمارے محبّ مکرّم حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور نے بڑی عرق ریزی سے رقم فرمایا ہے۔

مولانا موصوف نے طباعت سے پہلے اس کتاب کی ایک کاپی مجھے عنایت کی تھی، میں نے بڑے غور سے اس کا مطالعہ کیا، بیش قیمت معلومات پر مشتمل، انتہائی مفید اور اپنے مقصد میں کامیاب پایا۔ مولانا موصوف نے یہ کتاب عام فہم اور سلیس اردو زبان میں تحریر کی ہے۔ خشک اندازِ بیان سے پرہیز کرتے ہوئے کہیں کہیں بہت ہی پر لطف انداز اختیار کیا ہے، تاکہ قاری کو پڑھنے میں دلچسپی ہو۔

اس کتاب میں انھوں نے موبائل فون کے فوائد و نقصانات پر بھرپور روشنی ڈالی ہے، اور اس کے استعمال کے دینی و شرعی آداب بڑی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ موبائل کال، موبائل میسیج، آڈیو، ویڈیو، فوٹو گرافی، ای میل، ای کامرس، آن لائن خرید و فروخت اور موبائل فون کے ذریعہ نکاح و طلاق وغیرہ موبائل کے جملہ گوشوں سے متعلق مسائل بیان کیے ہیں، تاکہ اس نو ایجاد آلہ کو شریعت کی حدود میں رہ کر استعمال کیا جا سکے۔ جا بجا قرآنی آیات، احادیثِ کریمہ اور فقہی عبارات کے حوالوں سے مزین کر کے کتاب کو قابلِ اعتماد بنایا گیا ہے۔

خصوصیت کے ساتھ موبائل فون کے صحیح استعمال پر زور دیا گیا ہے اور اس کے غلط اور ناجائز استعمال سے پرہیز کرنے کی پوری تلقین کی ہے۔

ربِّ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اِس کتاب کو قبولِ عام بخشے اور مصنّفِ کتاب کو دینی و دنیوی سعادتوں سے بہرہ مند کرے، اس کے زور قلم کو مزید بڑھائے اور اس کے قارئین کی عمر، رزق، علم اور عمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد ناصر حسین مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

مطابق ۲۷/ فروری ۲۰۱۴ء

کتاب اور مصنّف

حضرت مولانا مفتی **محمد ابرار احمد** قادری مصباحی دام ظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ صابریہ برکات رضا، کلیر شریف، ضلع ہری دوار، اتراکھنڈ

محب گرامی حضرت علامہ و مولانا محمد طفیل احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ (خلیفۂ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ النورانی) کی مایۂ ناز تصنیف "موبائل فون کے ضروری مسائل" اپنے خدوخال، صورت و مواد اور ظاہری و باطنی حسن سے پوری طرح مالا مال ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک شاہ کار اور گراں قدر تحقیقی کتاب ہے۔ موبائل فون اور اس کے متعلقات پر جس عالمانہ بصیرت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، وہ حد درجہ لائقِ ستائش اور قابلِ مطالعہ ہے۔ دلائل کی کثرت، جزئیات کی فراوانی اور مستند حوالوں سے پوری کتاب مزیّن ہے۔ ہر مسئلے کو علم و استدلال کی میزان پر منقح کرنے کے بعد ہی کسی شرعی نقطۂ نظر کا اظہار کیا گیا ہے۔ اندازِ تحریر اور اسلوبِ نگارش اتنا عمدہ، مؤثر اور مدلل ہے کہ پڑھنے کے بعد طبیعت جھوم اٹھتی ہے: ع

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

زیر نظر کتاب "موبائل فون کے ضروری مسائل" لاجواب و بے مثال ہونے کے ساتھ اپنے موضوع پر "نقشِ اول" بھی ہے۔ میری ناقص معلومات کی حد تک دنیائے اہلِ سنت میں اس موضوع پر اتنی اچھی کتاب اب تک نہیں لکھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا طفیل احمد مصباحی کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر، اقبال، علم اور عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

دعا گو: فقیر **ابرار احمد** قادری عفی عنہ
خادم التدریس دار العلوم صابریہ برکات رضا
کلیر شریف، ضلع ہری دوار، اتراکھنڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مصنّف

از: محمد طفیل احمد مصباحی، سب ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

الحمد لله كما حمد الأنبياء والمرسلون والصّلوٰة والسلام علىٰ محمد ﷺ عدد ماذكرك الذاكرون وغفل عن ذكرك الغافلون وعلىٰ آله وأصحابه الذين هم الطيبون والطاهرون.

مذہبِ اسلام ایک کامل و اکمل دین، مکمل نظامِ حیات اور سراپا آئینِ کرم ہے۔ اسلامی قوانین کی جملہ دفعات اتنی مستحکم، مضبوط اور لچک دار ہیں کہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ رونما ہونے والے نت نئے حالات و واقعات، حوادث و تغیّرات اور جدید مسائل و مشکلات کا واضح اور اطمینان بخش حل ان میں موجود ہیں۔ موبائل اور ٹیلی فون جدید سائنس کی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے۔

موبائل نے بہت سارے دینی اور شرعی مسائل کے دروازے کھول دیے ہیں، لیکن قربان جاہیے شریعتِ اسلامی اور فقہ حنفی کی جامعیت و ہمہ گیری پر کہ ان متنوّع اور گوناگوں مسائل کے دلائل و جزئیات اور امثال و نظائر کثرت سے کتبِ فقہ میں موجود ہیں، جو قیامت تک کے لیے امتِ مسلمہ کے حق میں مشعلِ راہ اور نشانِ منزلِ مقصود کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب "موبائل فون کے ضروری مسائل" راقم الحروف کی ایک حقیر کاوش اور دو ماہ کی شبانہ روز محنتِ شاقّہ کا نتیجہ ہے۔ جدید مسائل پر قلم اٹھانا اور شریعت کی روشنی میں ان مسائل کا تجزیہ و تصفیہ کرنا، دراصل مفتیانِ دین و علمائے شرعِ متین کا دینی و علمی منصب ہے۔ ہر کس و ناکس کو اس دشتِ مغیلاں میں قدم رکھنے سے گریز اور پرہیز کرنا چاہیے۔ اور سچ پوچھے تو مجھ جیسا کم علم اور بے بضاعت شخص کو اس نازک اور دشوار ترین موضوع پر قلم اٹھانا اور شرعی نقطۂ نظر سے کسی قسم کا اظہار خیال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن زمانے کے تقاضے اور وقت کی پکار نے قلم اٹھانے پر مجبور کر

دیااور ''چل میرے خامے بسم اللہ'' کہ کر یہ گراں قدر لیکن دشوار گزار اور جاں گسل کام شروع کر دیا اور نتیجہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ہم اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہیں،اس کا فیصلہ آپ حضرات کی صواب دید پر چھوڑ تا ہوں۔

راقم الحروف طفیل احمد مصباحی عفی عنہ نے موبائل فون سے متعلق جدید مسائل کے اس پُر خار صحرا میں قدم رکھ کر بہت بڑی حماقت کی ہے اور اپنی آبلہ پائی کا سامان مہیّا کیا ہے۔تاہم اس امید پر شاداں وفرحاں ہے کہ ایک نوآموز اور غیر تجربہ کار مسافر منزلِ مقصود کی جستجو میں خود پریشان اور نیم جان ہوکر دوسرے ہزاروں افراد کو منزلِ مقصود کا پتہ بتادے تو اس سے بہتر سودا اور کیا ہوسکتا ہے ؟اتباعِ شریعت اور دینی مسائل کا علم اور عمل یہی منزلِ مقصود ہے۔کثرتِ کار اور ہجومِ افکار کے باوجود اس چند روزہ زندگانی میں ہمیں اپنی منزلِ مقصود فراموش نہیں کرنی چاہیے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دینی مسائل سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

یہ کتاب آج سے ایک سال قبل نومبر ۲۰۱۳ء ہی میں تیار ہوچکی تھی۔کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور تصحیح ونظر ثانی میں مزید ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔اب دسمبر ۲۰۱۴ء، مطابق ربیع الاول ۱۴۳۶ھ میں کتاب پریس کے حوالے کی جارہی ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس موقع پر ان چند علمائے کرام ومفتیان عظام کو فراموش کردیں جن کی اصلاح ونظر ثانی اور ان کے قیمتی تاثرات نے کتاب کو اعزاز وافتخار اور سندِ اعتبار فراہم کیا۔

محب گرامی حضرت مولانا مفتی محمد ناصر حسین مصباحی دام ظلہ العالی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے ہم بے حد ممنون اور سراپا شکر گزار ہیں کہ آپ نے پوری توجہ اور کمالِ انہماک کے ساتھ کتاب کی اصلاح ونظر ثانی فرمائی اور اپنی خداداد فقہی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے بیشتر مقامات کی گراں قدر اصلاحیں کیں اور مفید مشوروں سے نوازا۔

مثل مشہور ہے کہ ''لوہے کو لوہا کاٹتا ہے'' کتاب جس نوعیت کی حامل ہے،اس اعتبار سے اس کے مصلح کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ عالم ومفتی بھی ہو اور جدید مسائل پر گہری نظر بھی رکھتا ہو۔کمپیوٹر،انٹرنیٹ، فیس بک اور موبائل وغیرہ تکنیکی امور کا ماہر بھی ہو۔ماشاء اللہ! مفتی ناصر صاحب قبلہ بیک وقت ان اوصاف کے حامل ہیں۔راقم الحروف نئی نسل کے جن نوجوان مفتیانِ کرام کو

عزت و اعتماد کی نظر سے دیکھتا ہے، ان میں مفتی ناصر صاحب سرِفہرست ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے اور آپ کے علم و عمل اور عمر و اقبال میں ترقیاں عطا فرمائے۔

مناظرِ اہلِ سنت فقیہ النفس حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ کا شکریہ میں کن الفاظ میں ادا کروں کہ آپ نے اپنی پیہم مصروفیات اور علالت کے باوجود دو چند مقامات سے کتاب کا بغور مطالعہ فرمایا اور مختصر ہی سہی اپنے گراں قدر تاثر اور کلماتِ تکریم سے سرفراز فرمایا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے حضرت مفتی صاحب قبلہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جماعتِ اہلِ سنت پر حضرت مفتی صاحب کا سایۂ علم و عاطفت تادیر قائم رکھے۔

خطیب اعظم ہند، مبلغ یورپ و ایشیا حضرت علامہ و مولانا فروغ القادری دام ظلہ العالی، ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کی تقریظ نگاری کے ہم صمیمِ قلب سے شکر گزار اور منت شناس ہیں کہ آپ جیسے شہرہ آفاق خطیب و مبلغ کی تاثراتی تحریر ہماری کتاب کے حسن کو دوبالا کر دینے کے لیے کافی ہے۔

"لکل جواد کبوۃ" کے تحت بھوک چوک، خطا اور غلطی انسان کی خاصیت ہے۔ کتاب میں کسی قسم کی لفظی اور معنوی غلطی نظر آئے تو ہدفِ ملامت و تنقید کے بجائے راقم الحروف کو اطلاع فرمائیں، کرم بالائے کرم ہوگا۔ انشاءاللہ! آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔

ہمیں اپنی بے بضاعتی اور کوتاہ علمی کا بھرپور احساس ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے اور کتاب میں شامل مضامین میں سے جو حق و صواب ہیں، ان پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ و التسلیم.

میں اپنی اس حقیر کاوش کا انتساب جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ، مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اور اپنے والدین کریمین کے نام کرتا ہوں، ج کے فیضانِ نظر اور مکتب کی کرامت کے صدقے یہ بندۂ حقیر اس خدمت کے لائق ہوا۔

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ
خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
Mob: 09621219786

۱۴ر دسمبر ۲۰۱۴ء
۲۱ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
بروز اتوار



نحمده و نصلی علیٰ حبیبه النبی الکر یم و علیٰ آله و أصحابه أجمعین

موبائل ایک اہم سائنسی ایجاد

متکلّمین علمائے اسلام نے فلاسفہ کا یہ نظریہ کہ "عالَم قدیم ہے" کی تردید کرتے ہوئے جو قضیۂ مرضیہ ترتیب دیا ہے، وہ اس طرح ہے:

"العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث."

یعنی عالم متغیّر ہے اور ہر متغیّر حادث ہے۔ لہٰذا عالم حادث ہے۔

یہ قضیہ اپنی جگہ سو فیصد درست ہے اور خاص طور سے قضیہ کا صغریٰ (العالم متغیر) اس قدر مستحکم اور مضبوط ہے کہ بڑے بڑے فلسفی، سائنس داں، ماہر ارضیات وفلکیات غرض کہ سارے عقلائے عالم مل کر بھی اس ہمہ گیر قضیہ واصول کو توڑ نہیں سکتے۔ عالم متغیّر ہے تو ہے۔ عالم کل بھی متغیّر تھا، آج بھی متغیّر ہے اور آئندہ بھی متغیّر رہے گا اور بالآخر تغیر و تبدّل کا یہ قدیم سلسلہ قیامت آنے پر ختم ہو گا۔ کائنات اور اس کا ذرہ ذرہ بڑی تیزی سے تغیر و انقلاب کی جانب اپنا سفر طے کر رہا ہے، زمانے کا یہ تغیر اتنا وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس سے خالی نہیں ہے۔

یہ تغیر و انقلاب علمی بھی ہے اور تمدنی بھی، صنعتی بھی ہے اور معاشی بھی، طبّی بھی ہے اور سائنسی بھی۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کو "صنعتی انقلاب" کا نقطۂ آغاز مانا جاتا ہے۔ اس صدی میں صنعتی انقلاب برپا ہوا اور نئی نئی صنعتیں وجود میں آئیں۔ اس کے بعد سے نت نئی سائنسی ایجادات اور محیر العقول اکتشافات کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، اس میں دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

موبائل فون صنعتی انقلاب کا ایک حیرت انگیز نمونہ اور دورِ جدید کی ایک اہم سائنسی ایجاد ہے۔ کہتے ہیں کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" جب ضرورتیں بڑھنے لگتی ہیں تو خود بخود اسبابِ زندگی اور وسائلِ حیات مہیا ہونے لگتے ہیں اور نئی نئی ایجادات سامنے آنے لگتی ہیں۔

دنیا کی مسلسل بڑھتی آبادیوں نے "ضروریات" کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا ہے اور ان

بڑھتی ضروریات نے "نت نئی ایجادات" کو وجود بخشا ہے۔ سائنس کے حیرت انگیز کارناموں میں سے "موبائل کی ایجاد" ایک اہم اور عظیم حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

موبائل کی حکمرانی

اس دور میں موبائل کی حکمرانی مسلّم ہے اور اس کی سلطانی بالکل ظاہر و واضح ہے۔ آج موبائل کی حکمرانی کا سکہ پوری دنیا میں کھنک رہا ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت کا قصیدہ پوری دنیا میں پڑھا جارہا ہے۔ کیا عوام، کیا خواص، کیا حاکم کیا محکوم، کیا مرد کیا عورت، کیا بوڑھا اور کیا بچّہ سب موبائل کے ضرورت مند اور اس کے شیدائی ہیں۔ لوگ موبائل کی زلفوں کے اسیر اور اس کے دامِ محبت میں بری طرح گرفتار ہیں۔ گویا ؎

ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے ایک ہی زلف کے سب اسیر ہوئے

ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے علاوہ غمِ جاناں اور غمِ دوراں سے چھٹکارا پانے کے لیے لوگ موبائل کا سہارا لینے پر مجبور ہیں۔ موبائل کی حکمرانی نے بڑے بڑے حکمرانوں کو بھی اپنے آگے سرنگوں کر دیا ہے۔ اربابِ حکومت اور کارپردازانِ سلطنت موبائل کے بغیر اپنی حکومت کی گاڑی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے، تو جو چیز حکمرانوں پر بھی حکمرانی کرے، بھلا اس کی حکمرانی کا انکار کون کر سکتا ہے؟ بڑی بڑی کمپنیاں اور تجارت پیشہ افراد موبائل کی بدولت اپنی تجارت کو فروغ دے رہے ہیں اور چند گھنٹوں میں لاکھوں کا کاروبار کر رہے ہیں۔ موبائل یہ وائرلیس اور ریسیور فون کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے، اور اس ترقی یافتہ شکل و صنعت نے دنیا کی شکل ہی بدل ڈالی ہے۔

موبائل کی حکمرانی نے ٹیلی ویژن، سنیما ہال، ٹیپ ریکارڈ، کلکولیٹر اور گھڑی کی حکمرانی پر پانی پھیر دیا ہے۔ کیوں کہ موبائل میں سب کچھ ہے۔ آج لوگ موبائل سے ٹیلی فون، کیمرہ، ریڈیو، ڈائری، ٹیلی ویژن، سنیما، ٹیپ، کلکولیٹر، ٹارچ، گھڑی، ڈکشنری اور کلینڈر کا کام لے رہے ہیں۔ بس ایک اچھا سا قیمتی موبائل ہونا چاہیے۔ اس کے بعد؟

"کر لو دنیا مٹھی میں۔"

حکومت و سلطنت اور حکمرانی و سلطانی کے لیے ایک لمبے چوڑے رقبۂ زمین کی ضرورت ہوتی ہے، اس جہت سے دیکھا جائے تو موبائل کی حکومت کا رقبہ پوری دنیا پر محیط ہے اور اس کی

سلطنت کا دائرہ مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے ساتوں برّاعظم اور ان کے وسیع و عریض رقبوں پر موبائل کی حکمرانی قائم ہے۔

مسجد و مدرسہ، خانقاہ، مندر، کلیسا، گردوار، عدالت اور پارلیمنٹ، غرض کہ کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جو موبائل کی حکمرانی سے خالی اور اس کی گرفت سے باہر ہو۔ کچھ بد ذوق افراد تو اب پیشاب خانہ اور بیت الخلا میں بھی موبائل سے بات کرنے لگے ہیں، گویا موبائل نے پیشاب خانہ اور بیت الخلا کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ خیر آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

قرآن سے موبائل کا ثبوت

قرآنِ کریم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے، جو نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ قرآن کے نزول کا مقصد تمام ابنِ آدم (صرف مسلمان نہیں) کی ہدایت و اصلاح اور ان کی دینی و اخروی زندگی کو سعادت و فلاح سے ہم کنار کرنا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے انسانی زندگی کی کایا پلٹ دی اور بدبخت کو نیک بخت اور شریر کو شریف بنا دیا۔ قرآن مقدس ہدایت و اصلاح کا مجموعہ ہونے کے ساتھ علوم و معارف کا گنجینہ بھی ہے۔ دینی اور عصری علوم و فنون کا سرچشمہ اور انسانی تہذیب و ثقافت کا منبع ہونے کا شرف بھی اس کتاب کو حاصل ہے۔ قرآن میں سب کچھ ہے، بس غور و فکر اور تدبّر و تفکر کی ضرورت ہے۔ قرآن کا اعلان ہے:

”وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝“(۱)

ترجمہ:- بیان کرنے والی کتاب (قرآن) میں ہر خشک و تر کا ذکر موجود ہے۔

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

”وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝“(۲)

ترجمہ:- یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز (قرآن میں) لکھی ہوئی ہے۔

قرآن کریم کو صرف تلاوت کی جانے والی کتاب سمجھنا غلط ہے۔ اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی تلاوت کر کے اس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوں اور تلاوتِ قرآن کے

(۱)- قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت: ۵۹، پارہ: ۷.

(۲)- قرآن مجید، سورۃ القمر، آیت: ۵۳، پارہ: ۲۷.

ساتھ ''تدبر و تفکر'' کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ یعنی آیاتِ قرآنی میں غور و فکر کر کے ان کے حقائق و معارف اور اسرار و لطائف سے واقفیت حاصل کی جائے، تاکہ کما حقہ قرآن کی عظمت و رفعت اور اس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہو سکے۔ یہ قرآن مقدس کی وسعت و گہرائی اور اس میں تدبر و تفکر کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''لو ضاع لی عقال بعیر لو جدته فی القرآن.''(۱)

ترجمہ:- اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن میں تلاش کر لوں گا۔

قرآنی اعلان کے مطابق ہر چھوٹی بڑی اور خشک و تر چیز کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔ آج دنیا جس قدر ترقی کے مدارج طے کر رہی ہے، قرآن کی صداقت عیاں ہوتی جا رہی ہے۔ سائنس دانوں کے اقوال و نظریات قرآن کے دعووں پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں، اور نت نئی سائنسی ایجاد (مثلاً: ہوائی جہاز، ریل گاڑی، ٹیلی فون اور موبائل وغیرہ) قرآن کی حقانیت کو اجاگر کر رہی ہے۔ ساڑھے چودہ سو سال پہلے قرآن نے جس حقیقت کی جانب اشارہ کر دیا تھا، آج وہ حقیقت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ظہور پذیر ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ کریں:

(۱)- ''وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۞''(۲)

ترجمہ:- اور جب تھلکی اونٹنیاں (حمل والی) چھوٹی پھریں۔

ہوائی جہاز اور ریل گاڑی کے وجود میں آنے سے اونٹ چھٹے پھر رہے ہیں، کیوں کہ سواری کا اس سے بہتر انتظام ہو چکا ہے، لوگ ہوائی جہاز، ریل، موٹر اور کار پر سفر کر رہے ہیں۔

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیتِ کریمہ '' وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۞ '' میں ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور موٹر کی جانب اشارہ ہے۔

(۲)- دو سو سال قبل چاند پر پہنچنے سے متعلق لوگوں نے سوچا بھی نہ ہوگا، مگر آج سائنس داں خلاؤں کا سینہ چاک کر کے چاند پر بھی پہنچ چکے ہیں اور وہاں ایک نئی دنیا آباد کرنے سے متعلق

(۱)- الاتقان فی علوم القرآن، ج:۲، ص:۱۲۶.

(۲)- قرآن مجید، سورۃ التکویر، آیت: ٤، پارہ: ۳۰.

عقلائے روزگار غور وفکر کر رہے ہیں۔

قرآن نے اس کی طرف بہت پہلے اشارہ کر دیا تھا اور اہلِ جہان کو بتلا دیا تھا کہ:

"لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ﴿١٩﴾"(۱)

ترجمہ:- ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔

یہ قرآن کی حقانیت نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳)- سائنس دانوں کی یہ تحقیق بھی سامنے آچکی ہے کہ "انسان اور حیوان کی طرح نباتات میں بھی نَر اور مادّے ہوتے ہیں اور ان دونوں کے باہمی اختلاط سے ہی زمین پر سبزے اُگتے ہیں۔" اس تحقیق کو سامنے رکھیں اور قرآن کی اس آیت کا مطالعہ کریں:

"وَمِنۡ كُلِّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿٤٩﴾"(۲)

ترجمہ:- اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے تاکہ تم دھیان کرو۔

ہر چیز میں "نباتات" بھی داخل ہیں۔

اس سے بڑھ کر قرآن کی صداقت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟ ؎

یہ بے خبر نجومی تمھیں کیا بتائیں گے　　کل ہونے والا کیا ہے، اسے قرآن میں پڑھو

اب آیئے سائنس کی ایک اہم ایجاد "موبائل" کو دیکھیے۔ یہ چھوٹی سی مصنوع و مخلوق اگرچہ دورِ حاضر کی پیداوار ہے، مگر قرآن مقدس نے دیگر سائنسی ایجادات کی طرح "موبائل کی ایجاد و پیدائش" سے متعلق بھی دنیا کو بہت پہلے باخبر کر دیا تھا۔

بائیسواں پارہ، سورہ "سبا" کی آیت ہے:

"وَيَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ ﴿٥٣﴾"(۳)

ترجمہ:- اور بے دیکھے پھینک مارتے ہیں دور مکان سے۔

غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ہماری اور آپ کی نگاہوں سے غائب اور اوجھل ہو، یہ آیت

---

(۱)- قرآن مجید، سورۃ البروج، آیت:۱۹، پارہ:۳۰.

(۲)- قرآن مجید، سورۃ الذّٰریٰت، آیت:٤۹، پارہ:۲۷.

(۳)- قرآن مجید، سورۃ السبا، آیت:۵۳، پارہ:۲۲.

اگرچہ کفار و مشرکین کی تعریض و تشنیع سے متعلق ہے، مگر اس میں دورِ جدید کی ایک اہم اور حیرت انگیز ایجاد موبائل اور ٹیلی فون کی جانب بھی اشارہ ہے۔

چناں چہ علامہ احمد بن محمد غماری حسنی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے قول: "وَ یَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ "میں اسی (ٹیلی فون، موبائل) کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ:- اور وہ دور جگہ سے غیب پھینک مارتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ ان احادیث سے بھی ثابت ہیں، جن میں زمانے کے باہم قریب ہو جانے اور زمین کے لپٹ جانے کا ذکر ہے۔ جیسے کہ اجسام کی تیزی سے باہم ملنے کی وجہ سے زمین لپٹ گئی ہے، اسی طرح آوازوں کے ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچنے اور ایک ہی ساعت میں ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک جانے سے گویا زمانہ لپٹ گیا.... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن من أشراط الساعة أن يفشو المال و يكثر وتفشو التجارة و يظهر العلم و يبيع الرجل البيع فيقول: لا حتى أستأمر تاجر بني فلان."

ترجمہ:- قیامت کی نشانیوں میں سے یہ (بھی) ہے کہ مال پھیل جائے گا اور کثرت ہوگی، تجارت عام ہو جائے گی، علم ظاہر ہوگا اور کوئی شخص بیع (خرید و فروخت) کرے گا تو کہے گا: ٹھہرو پہلے میں فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کرلوں۔

یہ ہمارا اور آپ کا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے تاجر جب کوئی بیع کرتے ہیں تو تار، ٹیلی فون (موبائل) کے ذریعہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے جو کسی دوسرے شہر میں ہوتے ہیں مشورہ کرتے ہیں کہ کہیں بھاؤ کم یا زیادہ نہ ہو گیا ہو۔ یا اس کے شریک نے اس مال کا سودا کسی اور سے نہ کرلیا ہو، وغیرہ وغیرہ۔

اب اِس تاجر کے لیے جو اُس تاجر سے دور بیٹھا ہے یا کسی اور علاقہ یا کسی اور شہر میں ہے، اُس سے بیع کرتے وقت مشورہ کرنا سوائے ٹیلی فون (موبائل) اور ٹیلی گرام کے کسی اور چیز سے ممکن نہیں ہے۔"[1]

(۱)- اسلام اور عصری ایجادات، ص:۴۹،۴۸، مطبوعہ اسلامک پبلیشر، نئی دہلی۔

موبائل کے فوائد

ابتدائی دور میں ابلاغ و ترسیل اور پیغام رسانی کا کام کبوتروں اور قاصدوں سے لیا جاتا تھا۔ فضائی کبوتر کے بعد "کاغذی کبوتر" یعنی خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا اور اس کے ذریعہ بڑی حد تک پیغام رسانی کا کام آسان ہوگیا۔ لیکن "الا نتظار أشد من القتل." کے مطابق انتظار و صبر کی دشوار گھڑیاں بھلا انسان جیسی جلد باز اور عجلت پسند مخلوق کب تک برداشت کرتی؟

انسان کی طبیعت پر انتظار کی یہ گھڑیاں بہت شاق گزریں۔ بالآخر سائنس دانوں نے کم سے کم وقت میں پیغام رسانی کے لیے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا، جسے وائر لیس اور ٹیلی فون کہا جاتا ہے۔ وائر لیس اور ٹیلی فون ربط و اتصال اور پیغام رسانی کا مؤثر ترین ذریعہ تھا، مگر انسانی عقل نے یہاں بھی اپنا کرشمہ اور سائنس نے اپنا کمال دکھایا اور شیطان کی آنت کی طرح چاروں جانب ٹیلی فون تار بچھانے کی زحمت سے چھٹکارا پانے کے لیے "موبائل" جیسا چھوٹا اور معمولی وزن کا آلہ تیار کر لیا۔ موبائل وائر لیس اور ٹیلی فون کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ موبائل کے آگے وائر لیس اور ٹیلی فون کی قدر و قیمت گھٹ گئی اور خط و کتابت کو اس موبائل نے بوریا بستر باندھنے پر مجبور کر دیا۔

لوگوں کے آرام و آسائش اور سہولت و آسانی کے لیے اب تک جتنی چیزیں مارکیٹ میں آچکی ہیں، ان میں "موبائل" اپنے گوناگوں فوائد کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ موبائل ایک نعمت ہے، جس سے آج پوری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ پہلے جو کام مہینوں میں ہوتا تھا، وہ اب موبائل کی بدولت ہفتوں میں ہوجاتا ہے اور جو کام پہلے ہفتوں میں ہوتا تھا وہ اب دن بھر میں ہوجاتا ہے۔ موبائل نے زمان و مکان کی مسافتوں کو سمیٹ کر پوری دنیا کو "ایک آنگن" میں تبدیل کر دیا ہے۔

موبائل کے بارے میں کسی نے سچ کہا ہے:

"Mobile a window to world"

یعنی موبائل ایک کھڑکی ہے، جس سے دنیا کی طرف جھانکا جاتا ہے۔

مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں موبائل کا چلن عام نہ ہو۔ موبائل نے مشرق کا سرا مغرب سے اور مغرب کا سرا مشرق سے ملا دیا ہے۔ اور اب عالم یہ ہے کہ

گھر میں بیٹھ کر ہزاروں کلو میٹر دور رہنے والے اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں سے رابطہ کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ یہ دنیا کی طرف جھانکنا نہیں تو اور کیا ہے؟

موبائل نے دو ملکوں اور دو قوموں کو آپس میں جوڑ دیا ہے۔ موبائل کے ذریعے کسی سے گفتگو اور رابطہ کرنا، یہ بات تو پرانی ہو چکی ہے۔ اب اسی موبائل کے سہارے "ویڈیو کانفرنسنگ" ہو رہی ہے، اور جس طرح کانفرنس اور اجلاس میں پوری شکل وصورت اور مکمل ڈھانچے کے ساتھ کسی کو دیکھا جاتا ہے اور اس کی بات سنی جاتی ہے، اب یہی شکل وصورت موبائل کے ذریعے بھی پیدا ہوگئی ہے۔ لوگ اسکرین پر اپنے احباب ورشتہ دار کو دیکھ بھی رہے ہیں اور باتیں بھی کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی کمپنیاں اور تجارت پیشہ افراد موبائل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مال ودولت کما رہے ہیں، اگر موبائل نہ ہوں تو کمپنیاں ڈوب جائیں اور اہلِ تجارت بے دست وپا ہو جائیں۔

اگر آپ کے پاس ملٹی میڈیا موبائل ہے تو "موبائل بینکنگ سسٹم" سے جڑ کر آپ بہت ساری زحمتوں اور مشقتوں سے نجات پا سکتے ہیں اور اپنی روز مرہ زندگی کے ضروری اور دشوار کام گھر بیٹھے آسانی سے انجام دے سکتے ہیں۔ موبائل بینکنگ کے سہارے آپ اپنے اکاؤنٹ سے دوسرے کے اکاؤنٹ میں رقم بھیج سکتے ہیں اور اس طرح بینکوں میں جا کر لمبی قطار میں دیر تک کھڑے رہنے اور عوامی شور وغل سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ موبائل بینکنگ کے ذریعہ آپ ہوائی ٹکٹ یا ریل ٹکٹ بھی بُک کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنے یا دوسرے کے موبائل میں ریچارج بھی کر سکتے ہیں، اور گھر بیٹھے بجلی بل بھی جمع کر سکتے ہیں۔

موبائل بینکنگ کی بدولت آج ایسے ایسے کام انجام پا رہے ہیں کہ انھیں دیکھ کر اور سن کر تعجب ہوتا ہے۔ بلا شبہہ یہ چیزیں موبائل کے مثبت اور افادی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ آپ موبائل پر انٹرنیٹ آن کیجیے اور پھر دیکھیے کہ چند منٹوں میں "گوگل سرچ انجن" آپ کے سامنے وسیع معلومات کی "کتاب جہاں نما" پیش کر دے گا۔

اس موبائل نے ٹی وی اور سنیما گھروں کو سُنسان اور ویران کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ٹی وی اور سنیما ہال کی مطلوبہ چیزیں اب موبائل پر ہی دستیاب ہیں۔ اگر چہ یہ چیزیں موبائل کے منفی پہلو سے تعلق رکھتی ہیں تاہم "موبائل کے فوائد" ہی کے زمرے میں آتی ہیں۔ اگر آپ کے پاس

متوسط درجے کا موبائل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے پاس بیک وقت گھڑی، ٹارچ، کلکو لیٹر اور کلینڈر وغیرہ بہت کچھ ہے۔ اب موبائل کی وجہ سے لوگ گھڑی خریدنا اور اسے استعمال کرنا نہیں چاہتے، موبائل کی وجہ سے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کا بازار بھی تقریباً سرد پڑ چکا ہے۔

غرض کہ موبائل انسان کی ایک بنیادی ضرورت اور بہت سارے فوائد کا مجموعہ ہے۔ موبائل زندگی کی تیز رفتار گاڑی کا ایندھن اور پٹرول ہے جس نے زندگی کی گاڑی کو تیز رفتار بنانے میں بڑا مؤثر اور حیرت انگیز کردار ادا کیا ہے۔ موبائل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام انجام دینا، یہ انسان کی فطرت اور بنیادی خواہش ہوا کرتی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کو چھوڑ کر موبائل ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے انسان کی یہ بنیادی خواہش بھی پوری ہو رہی ہے اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام انجام دیے جا رہے ہیں۔

یہ سب موبائل کے ظاہری اور مادی فائدے ہیں۔ مذکورہ تمام فائدوں سے بڑھ کر موبائل کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت علم و ادب اور تاریخ و ثقافت کو فروغ مل رہا ہے۔ علم عام ہو رہا ہے۔ ادب و شاعری کا سورج خط نصف النہار پر جگمگا رہا ہے۔ تاریخ کا چہرہ جو پہلے کتابوں، لائبریریوں اور الماریوں کی تہوں میں دب کر دھندلا گیا تھا، وہ اب موبائل کی وجہ سے روشن اور تابناک ہو گیا۔ تہذیب و ثقافت کا تھکا ماندہ مسافر سبک خرام اور تیز گام ہو گیا۔ سیاست کا بازار گرم ہو گیا اور صحافت کا خوابیدہ مقدر جاگ اٹھا۔ مسافتیں سمٹ گئیں اور دنیا ایک آنگن میں تبدیل ہو گئی۔

قارئین! آپ کے ذہن و دماغ میں یہ سوال ابھر رہا ہو گا کہ موبائل کو بھلا علم و ادب سے کیا تعلق؟ تہذیب و ثقافت سے موبائل کا کیا رشتہ؟ اور موبائل کو سیاست و صحافت کے ساتھ یارانہ کیسا؟

آپ کے ان سوالات کا جواب یہی موبائل دے گا۔ موبائل کہے گا کہ میرے پاس انٹر نیٹ جیسا وسیع اور ہمہ گیر نظامِ ابلاغ (Communication System) موجود ہے، موبائل کے توسط سے یہ ساری چیزیں آپ کو انٹرنیٹ پر مل جائیں گی۔ آج انٹرنیٹ کا سب سے زیادہ استعمال موبائل پر ہو رہا ہے۔ اس لیے انٹرنیٹ کے فوائد کا سہرا موبائل کے سر بھی سجے گا۔

موبائل کا سب سے بڑا دینی فائدہ یہ ہے کہ آج موبائل کی بدولت دین و مذہب کا کام وسیع

پیمانے پر انجام پا رہا ہے۔ لوگ اپنے موبائل پر انٹرنیٹ کنکشن کا سہارا لے کر اپنے دین و مذہب کو فروغ و استحکام بخشتے ہیں۔ اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔

موبائل کے ذریعہ میسیج (Message) کی شکل میں مختصر خط و کتابت کا کام بھی ہو رہا ہے اور اس میسیج کے ذریعہ دین و مذہب کی تعلیم و تبلیغ کا موثر اور مفید سلسلہ بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس لیے موبائل کا یہ نعرہ کہ "کر لو دنیا مٹھی میں" بالکل صحیح اور درست ہے۔

موبائل کے نقصانات

نئے زمانے کے نشتروں نے گُلوں کی رگ رگ کو چیر ڈالا
لبِ چمن پہ مگر ہے پھر بھی نیا زمانہ نیا زمانہ

اگر یہ سچ ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" تو اس سے بھی بڑا سچ یہ ہے کہ "ایجاد، زوال و انحطاط اور محو و افتراق کا نقطۂ آغاز ہے" ہر بقا کے لیے فنا اور ہر کمال کے لیے زوال ہے۔ ہر ایجاد کو افتراق اور ہر اثبات کو محو لازم ہے۔ ضرورت کے پیٹ سے ایجاد (نئی چیز) جنم لیتی ہے اور ایجاد کے شکم سے مسائل و مشکلات کی پیدائش ہوتی ہے۔ وسائل و مسائل لازم و ملزوم ہیں۔ اِدھر وسائل وجود میں آتے ہیں تو اُدھر دوسری جانب مسائل (مشکلات) حشرات الارض کی طرح جنم لینے لگتے ہیں اور برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرٹرانے اور دماغ خراب کرنے لگتے ہیں۔

کچھ یہی حال موبائل کا بھی ہے۔ موبائل اور مسائل میں بڑی حد تک لفظی و معنوی یکسانیت اور ظاہری و باطنی توافق ہے۔ موبائل کے فوائد کے ساتھ اس کے نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں۔

مارکیٹ میں موبائل کیا آیا، نت نئے مسائل کا دروازہ کھل گیا، موبائل کے فوائد و نقصانات پر ریسرچ و تحقیق اور گرما گرم بحثیں ہونے لگیں اور بالآخر موبائل کے محققین اس نتیجے تک پہنچے کہ "موبائل سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ موبائل کا منفی پہلو اس کے مثبت پہلوؤں پر غالب ہے۔ موبائل رحمت کم اور زحمت زیادہ ہے۔ موبائل کے فوائد کا پلّہ ہلکا اور اس کے نقصانات کا پلہ بھاری ہے۔ موبائل ہنساتا کم اور رُلاتا زیادہ ہے۔ موبائل جیب گرم کرنے کے بجائے جیب کو ٹھنڈا (خالی) کر دیتا ہے۔

موبائل کے محققین کا یہ متفقہ فیصلہ بالکل درست ہے۔ راقم الحروف (محمد طفیل احمد مصباحی) اس فیصلے کی بھرپور تائید کرتا ہے۔

بلا شبہہ موبائل کا نقصان اس کے نفع پر غالب ہے۔ آج موبائل کے فوائد سے زیادہ موبائل کے نقصانات اور اس کی تباہ کاریاں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔ موبائل کی تباہ کاریوں اور فتنہ سامانیوں کے مناظر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ انسانیت مارے شرم کے اپنا منہ چھپالیتی ہے۔ جبینِ حیا عرق آلود ہوجاتی ہے۔ شریعت و اخلاق اور عزت و وقار موبائل کی فتنہ سامانیوں کو دیکھ کر لاحول پڑھتے ہیں اور اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ گویا آج موبائل اس آیت کریمہ کا صحیح مصداق ہے:

"وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا"(۱)

ترجمہ:- شراب اور جوا کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

ٹھیک اسی طرح موبائل کا گناہ اور نقصان اس کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

موبائل کا وبال

موبائل آیا.................اطمینان و سکون اور چین و قرار ختم ہو گیا۔

موبائل آیا.................شرم و حیا اور عزت و وقار چلا گیا۔

موبائل آیا.................شریف عورت اور عفت مآب خاتون کی حیا رخصت ہو گئی۔

موبائل آیا.................ابن آدم کی عزت اور بنتِ حوّا کی عصمت خاک میں مل گئی۔

موبائل آیا.................شرافت و اخلاق اور تہذیب و تمدن کا جنازہ نکل گیا۔

موبائل آیا.................اسراف و تبذیر اور فضول خرچی کا بازار گرم ہو گیا۔

موبائل آیا.................وقت کی قدر و قیمت کا احساس فنا ہو گیا۔

موبائل آیا.................تضییع اوقات کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔

موبائل آیا.................مسجدوں کا احترام اور تقدس پامال ہو گیا۔

موبائل آیا.................نماز کا خشوع و خضوع ملیامیٹ ہو گیا۔

---

(۱)- قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۱۹، پارہ: ۲.

موبائل آیا.................. نئی نسل اپنی عمرِ طبعی سے قبل اور وقت سے پہلے بالغ ہوگئی۔
موبائل آیا..................الفت و محبت اور عشق و معاشقہ کی ناگن ہر طرف ناچنے لگی۔
موبائل آیا.................. سستی و کاہلی عام ہوگئی اور آدمی آرام پسند ہوگیا۔
موبائل آیا.................. اجنبی عورت اور غیر محرم لڑکی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہونے لگا۔
موبائل آیا.................. زناکاری کا راستہ صاف اور بدکاری کا طریقہ آسان ہوگیا۔
موبائل آیا..................ویڈیو، پکچر اور سینما بینی کا مرض معاشرے میں پھیلنے لگا۔
موبائل آیا..................ترنم و نغمہ اور گانا بجانا اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔
موبائل آیا..................اور اس نے دینی اقدار اور مشرقی روایات کا گلا گھونٹ دیا۔

قارئین! یہ ہے موبائل کی حرکت و کارستانی اور اس کی تباہی و بربادی!!!

اب بھی وقت ہے کہ موبائل کا استعمال صرف ضرورت کی حد تک کیا جائے اور موبائل کو ضرورت سے زیادہ فیشن کا درجہ نہ دیا جائے، ورنہ ہماری ہلاکت و بربادی یقینی ہے۔ اللہ کی پناہ!

موبائل کی تباہ کاریاں

جوں جوں موبائل عام ہوتا جارہا ہے، اس کی تباہ کاریاں مسلسل بڑھتی جارہی ہیں۔ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ آج موبائل کے طوفان کا آوارہ جھونکا مدرسہ و خانقاہ کی در و دیوار اور مسجد کے منبر و محراب تک پہنچ چکا ہے اور ان روحانی مقامات کے تقدس کو ملیامیٹ کردیا ہے۔

نمازی نماز پڑھ رہا ہے، جیب میں موبائل ہے اور اس کی گھنٹی نارمل ہے، یعنی موبائل سائلینٹ (Silent) نہیں ہے۔ اتفاق سے موبائل کی گھنٹی میں کوئی گانا سیٹ ہے۔ اسی درمیان کال آجاتی ہے اور گانے کی مکروہ آواز مسجد کی روح پرور اور نشاط انگیز فضا میں بلند ہونے لگتی ہے، اس وقت مسجد کے اندر کیا کیفیت ہوتی ہے اور نمازیوں کی نماز کا خشوع و خضوع کس حد تک متاثر ہوتا ہے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اولاً مسجد میں موبائل لے جانا ہی نہیں چاہیے، اور اگر لے جانے کی نوبت آجائے تو بہتر یہی ہے کہ موبائل آف کردیں یا کم از کم سائیلینٹ میں رکھیں تاکہ مسجد اور نماز کا تقدس بحال رہے۔

یہ موبائل کی تباہی اور اس کی شیطانی کارکردگی کا سب سے افسوس ناک پہلو ہے۔ موبائل کی تباہی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے نئی نسل فواحش و منکرات اور زنا و بدکاری کے سیلاب میں بڑی تیزی سے بہتی جا رہی ہے۔ اس قسم کے اخلاقی جرائم اور گھناؤنے عمل کے ارتکاب میں پہلے کافی مشکل درپیش ہوتی تھی اور لوگ چاہتے ہوئے بھی بدکاری میں ملوث نہیں ہو پاتے تھے، کیوں کہ اس وقت اسباب و وسائل کا کافی حد تک فقدان تھا۔

مگر آج اللہ کی پناہ!........ موبائل اور صرف موبائل کی بدولت فواحش و منکرات اور زنا کاری و بدکاری کا بازار کافی گرم ہو چکا ہے اور آئے دن اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

موبائل کی غیر مرئی قوت نے دو دلوں کا تار آپس میں اس طرح جوڑ دیا ہے کہ وہ تار چھڑائے نہیں چھٹتا۔ اب وہ زمانہ ختم ہو گیا جب وصالِ یار اور لقائے محبوب کی خاطر گلی کوچوں کی خاک چھاننی پڑتی تھی، اب تو موبائل نے وصالِ یار اور لقائے محبوب کے دشوار طلب اور صبر آزما مراحل کو بہت آسان کر دیا ہے۔ بس انگوٹھے کو حرکت دیجیے اور ایک ہی جست میں کوچۂ جاناں اور محبوب کے آستانہ تک پہنچ جائیے اور صرف کوچۂ جاناں ہی نہیں بلکہ محبوب کے سرہانا تک گھس جائیے۔

موبائل صرف کوچۂ جاناں، یار کا آستانہ اور محبوب کے سرہانے تک پہنچنے پر ہی اکتفا نہیں کرتا، بلکہ ہوا کے دوش پر محبوب کو اس کے گھر سے اٹھا بھی لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آئے دن اخبار میں پڑھتے ہیں کہ "فلاں لڑکی اپنے عاشق کے ساتھ فرار ہو گئی۔" معشوق کو اپنے عاشق کے ساتھ راہِ فرار اختیار کرانے میں موبائل کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ یہ عشق و معاشقہ، یہ خَلا و مَلا، یہ چین و قرار اور گھر سے فرار آخر کیوں؟ یہ دراصل موبائل کا کرشمہ ہے۔ ورنہ عشق و محبت کے یہ جاں گداز مرحلے اتنی آسانی سے طے نہیں ہوتے۔ ع

ایک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

والدین اپنی ہوشیار اور جوان بچیوں پر خاص توجہ دیں اور ان کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھیں اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کو موبائل استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں۔ ورنہ.........۔

موبائل کا ایک دردناک پہلو یہ بھی ہے کہ موبائل کی وجہ سے آئے دن سڑک حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے اور ایکسیڈنٹ کا واقعۂ جانکاہ رونما ہو رہا ہے۔ موبائل رحمت کے بجائے سراپا

زحمت، اور دل لیوا کے ساتھ جان لیوا ثابت ہو رہا ہے۔موبائل نے اب تک نہ جانے کتنے افراد کو قبرستان اور شمشان گھاٹ پہنچا دیا ہے۔مگر پھر بھی موبائل کے شیدائی ان حادثات سے سبق نہیں سیکھ رہے ہیں۔اور گاڑی چلاتے ہوئے بھی موبائل کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں۔

خبر دار ہوشیار !ڈرائیور چلتی گاڑی میں موبائل کا ہرگز استعمال نہ کریں، ورنہ وہ خود تو ہلاکت میں پڑیں گے اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ہلاکت میں ڈالیں گے۔

اگر ارجینٹ (نہایت ضروری) اور ایمرجنسی کال ہو تو گاڑی روک کر موبائل کا استعمال کریں۔

دوسروں کو اپنی فن کاری اور کلا کاری دکھانے کے شوق میں خدارا اپنی موت کو دعوت نہ دیں۔

موبائل کی ذہنی اور نفسیاتی بیماری

انسان کا جسم بیمار ہو جائے تو یہ امر اتنا باعث تشویش نہیں، لیکن انسان کی روح، نفس، ذہن اور دل و دماغ بیماری میں مبتلا ہو جائے تو یہ امر حد درجہ افسوس ناک اور خوف ناک ہے۔ موبائل نے انسان کے جسم کے ساتھ اس کی روح اور ذہن و دماغ کو بھی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ روح کی بیماری انسان کو ناشائستگی اور اخلاق باختگی کی طرف لے جاتی ہے اور ذہن و دماغ کا مرض انسان کو ایک عجیب کشمکش اور ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان کے روشن مستقبل پر پانی پھیر دیتا ہے۔ انسان اپنے روشن مستقبل کے لیے سر توڑ کوشش کرتا ہے اور اپنے رہوارِ فکر و عمل کو آگے بڑھاتا ہے مگر اس کا ذہنی اور دماغی مرض اس کے حق میں پا بجولاں ثابت ہوتا ہے۔

جدید طبی تحقیق کے مطابق موبائل کی وجہ سے ذہنی و نفسیاتی مریضوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ موبائل کی وجہ سے بلڈ پریشر، دل کا دورہ اور چڑچڑاپن جیسی بیماریاں پہلے کے مقابلہ میں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہ چڑچڑاپن گھریلو تناؤ کا سبب بن رہا ہے۔

موبائل کی وجہ سے میاں بیوی میں جھگڑے ہو رہے ہیں اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرتا جا رہا ہے۔ موبائل کے سبب پیدا ہونے والا یہ غصہ اور چڑچڑاپن، گالی گلوچ، مار پیٹ اور دھکّا مکّی پر ختم ہو رہا ہے۔غرض کہ موبائل کے نتیجے میں برپا ہونے والا یہ ڈرامہ ایک سے ایک منظر پیش کر رہا ہے اور نئے نئے سین دکھا رہا ہے۔

ع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

موبائل فون ذہنی تناؤ، گھبراہٹ اور خاندانی کشیدگی کا باعث کس طرح بن رہا ہے؟
اس تعلق سے روزنامہ ''انقلاب'' کا یہ بصیرت افروز اور چشم کشا اقتباس ملاحظہ کریں:
''حالیہ تحقیق کے مطابق موبائل فون استعمال کرنے والے افراد اسٹریس یعنی دباؤ کی بلند ترین شرح سے دوچار رہتے ہیں۔ یہ شرح ان لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے جو موبائل کا استعمال بہت کم یا بالکل نہیں کرتے۔ فون کرنے کے عادی افراد دفتروں کی پریشانیاں بھی فون کے ساتھ گھر لے آتے ہیں، جس سے گھروں میں خواتین بہت چڑھتی ہیں۔ شوہر جب اپنے کام کے تعلق سے گھر میں موبائل پر بات کرتے ہیں اور ہر وقت ان کا فون آتا رہتا ہے تو بیوی اور بچے دونوں کو شکایتیں رہتی ہیں۔ سوشولوجسٹ ڈاکٹر نوئیل کے مطابق موبائل فون خواہ مرد حضرات استعمال کر رہے ہوں یا خواتین اس سے گھریلو زندگی پر برا اثر پڑنے کی بھی مثالیں موجود ہیں ......

ماہرین کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال خاندانی کشیدگی کا باعث بن رہا ہے۔ یہ مسلسل لوگوں کو ذہنی دباؤ کے ساتھ گھبراہٹ کا شکار بھی بنا رہا ہے۔ اس کا بڑھتا ہوا استعمال اس خطرے کی نشاندہی بھی کر رہا ہے کہ آنے والی نسلیں گھر اور باہری ذمہ داریوں کو الگ الگ کر کے دیکھنے میں بھی ناکام ہو جائیں گی اور عام زندگی بھی مصائب و آلام کا شکار ہو جائے گی۔''(۱)

عورتیں گھر کی ملکہ اور امورِ خانہ کی نگہبان اور ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اس لیے عورتوں کے حق میں موبائل کا زیادہ استعمال سمِّ قاتل اور حد درجہ خطرناک ہے۔ اگر عورتیں بیشتر اوقات موبائل میں مشغول رہیں گی تو پھر گھریلو ذمہ داریوں کو کون سنبھالے گا؟

عورتیں نیچے کا یہ اقتباس خاص طور سے پڑھیں اور اپنی خانگی ذمہ داریوں کے تئیں حساس اور بیدار رہیں اور زیادہ موبائل استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔

''ایک خاتونِ خانہ اگر موبائل کے ذریعے بہت سے رشتہ داروں اور سہیلیوں سے رابطہ بنا لے تو سمجھ لو کہ اس نے بھی مفت کی مصیبت مول لی۔ کبھی کسی سہیلی کا فون تو کبھی کسی سہیلی کا میسیج، (پیغام) کبھی کوئی رشتہ دار دعوت دے گا تو کبھی کوئی شکایت کرے گا۔ غرض کہ ایک خاتونِ خانہ کو گھر کے کام کاج اور شیڈول پر نظر رکھنے کے علاوہ اپنے موبائل کے کال لاگ اور ان باکس پر بھی

(۱)- روزنامہ انقلاب، ۲۶ر ستمبر ۲۰۱۳ء، جمعرات۔

نظر رکھنی پڑتی ہے، جس سے ذہن پر غیر ضروری دباؤ پڑتا ہے۔" (۱)

ایک دہائی قبل ہم ٹی وی اور پردۂ سیمیں کے مضر اثرات اور بھیانک نتائج سے پریشان تھے۔ برٹش سائیکلوجیکل سوسائٹی کے فیلو ڈاکٹر ایر کسمگین نے "ٹیلی ویژن" کو سب سے بڑا مضر صحت اسکینڈل (شرم ناک واقعہ) قرار دیا تھا۔ لیکن اب موبائل اس سے بھی بڑا مضر صحت اور مخرب اخلاق اسکینڈل بن چکا ہے۔ موبائل اور انٹرنیٹ نے انسانی بستیوں پر ہلّا بول دیا ہے۔ یا پھر یہ کہہ لیجیے کہ موبائل نے انسان کے اخلاقی قدروں اور مذہبی روایتوں پر حملہ کر دیا ہے۔

موبائل اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد

روز نامہ انقلاب (۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۳ء) کی تازہ ترین اطلاع کے مطابق انٹرنیٹ یوزرس (استعمال کرنے والے) کی تعداد کے اعتبار سے ہندوستان دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔

چین میں ۵۶/ کروڑ ۸۱/ لاکھ، امریکہ میں ۲۵/ کروڑ ۴۲/ لاکھ، اور ہندوستان میں ۱۵/ کروڑ ۱۶/ لاکھ انٹرنیٹ یوزرس ہیں۔ اور جہاں تک موبائل فون استعمال کرنے کی بات ہے تو ہندوستان اس معاملے میں دوسرے نمبر پر ہے، جہاں ۸۶/ کروڑ ۷۸/ لاکھ موبائل فون استعمال میں ہیں۔ یعنی کم و بیش ۸۰/ کروڑ لوگ موبائل استعمال کر رہے ہیں۔ پختہ عمر کے ساتھ کچی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں بھی بڑی تعداد میں موبائل کا غلط استعمال کر رہی ہیں۔ موبائل فون کے ذریعہ عشق و عاشقی، خلا و ملا اور معاشقہ و معانقہ کے معاملے کو بہت زیادہ فروغ ملا ہے۔ ٹی وی ایک کھلا ہوا راز تھی، لیکن موبائل ایک "رازِ سربستہ" ہے، جس میں نہ جانے کیسے کیسے سنگین حقائق پوشیدہ ہیں۔ ضروری ہے کہ والدین اپنے بچے اور بچیوں کے موبائل میں چھپے سنگین حقائق کی تہ تک پہنچیں اور سختی کے ساتھ ان کی نوٹس لیں۔ ورنہ یہی بچے آگے چل کر "شہوانی غنڈے" ثابت ہوں گے۔

موبائل کی تباہی و بربادی اور اس کی ذہنی و نفسیاتی بیماری سے متعلق "ہفت روزہ نئی دنیا" ۳/ مارچ ۲۰۱۴ء کی یہ چشم کشا تحریر بھی خاص طور سے پڑھنے کے لائق ہے۔ تحریر کا عنوان ہے: **ہوشیار! خبر دار! گھر گھر میں آگ لگا رہا ہے موبائل فون**، جس تیزی کے ساتھ موبائل انسان کی زندگی کا حصہ بنا ہے اس تیزی کے ساتھ انسان کی زندگی میں کوئی بھی داخل نہیں ہوسکا۔ موبائل

(۱)- روز نامہ انقلاب، ۲۶/ ستمبر ۲۰۱۳ء، جمعرات۔

نے جہاں لوگوں کی زندگیوں میں آسانیاں فراہم کی ہیں، وہیں اسی موبائل سے جھوٹ کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ انڈیا گیٹ پر کھڑا آدمی اگر اپنے آپ کو ریلوے اسٹیشن پر موجود بتا رہا ہے، تو ضرور کہیں نہ کہیں اس نے بے ایمانی کی ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کی تکرار اور ایک دوسرے پر شک کی تلوار کھینچنے کا ہتھیار بھی یہ موبائل بن چکا ہے۔ آج کئی ایسے معاملے سامنے آچکے ہیں، جب ای-میل اور موبائل کی وجہ سے ذاتی اور عوامی زندگی تباہ ہو چکی ہے۔ خودکشی اور قتل کا باعث بننے والے اس دور کی سوشل سائٹس اور موبائل نے مہذب دنیا کو پریشانیوں میں ڈال دیا ہے۔ پہلے تو اسے صحت کے لیے مضر قرار دیا گیا۔ عالمی ادارہ صحت کے سربراہ بھی ان بچوں کے والدین کو سخت انتباہ دے چکے ہیں، جن کے بچے موبائل فون پر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت کھپاتے ہیں۔ کھیل کھیل میں گھنٹوں بات چیت کرنے والے بچے نہیں جانتے کہ موبائل فون سے ہونے والے خطرے ان کی صحت کے لیے کتنے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ ٹسٹ بھی کیے گئے اور پتہ چلا کہ جن مقامات پر موبائل کا مسلسل استعمال کیا جاتا ہے، وہاں برقی مقناطیسی لہریں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

حال ہی میں فن لینڈ کے سائنس دانوں نے ایک تحقیق میں بتایا کہ موبائل فون سے ہونے والی تابکاری سے دماغ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ ماہرین کی رائے ہے کہ اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے، موبائل فون پر کم سے کم اور ٹو دی پوائنٹ گفتگو کی جائے۔

آج کے اس تکنیکی دور میں موبائل فون ہماری زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔ آج زیادہ تر لوگ موبائل کے بغیر خود کو بے بس اور تنہا محسوس کرتے ہیں اور اس کے لیے ہم اس کے منفی اثرات کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں۔ ہم ہر نئے دن اخبار میں موبائل فون سے متعلق سیکڑوں بیماریوں سے آگاہ ہوتے ہیں، اس لیے اگر کہا جائے کہ فون بہت سے مسائل کی جڑ ہے، تو غلط نہ ہوگا۔ فون برین کینسر (دماغی بیماری) جیسی سنگین بیماری کی وجہ ہے۔ سیل فون (موبائل) دل کے پاس یعنی شرٹ کی جیب میں نہیں رکھنا چاہیے، اس سے دل پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ دیر تک بات کرنے سے تو کان پر اس کا برا اثر پڑتا ہی ہے، ساتھ ہی دماغ بھی اس کے اثر سے بچ نہیں پاتا۔ خاص طور سے بچوں کی نشوونما کے لیے یادماغ کے لیے فون کا اضافی استعمال نقصان دہ ہوتا ہے۔

سوال اگر صرف بیماری کا ہی ہوتا تو بھی لوگ اس کے استعمال میں احتیاط برت لیتے۔

موبائل در اصل انسان کو نفسیاتی بیماری میں مبتلا کرتا جارہا ہے۔ اس لت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۰/ فیصد نوجوان جوڑے سیکس کے دوران بھی فون کا استعمال بند نہیں کرتے، جب کہ ۳۰/ فیصد لوگوں کا ماننا ہے کہ موبائل استعمال کرنے والوں کی ازدواجی زندگی میں کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ سروے میں شامل ۱۲/ فیصد لوگوں نے اعتراف کیا کہ ان کی لولائف (Love Life) میں بار بار فون چیک کرنا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ ۲۹/ فیصد لوگوں نے کہا کہ انھوں نے اپنے دوست یا پارٹنر کا فون چیک کر کے اس کا اعتماد توڑ دیا۔ ۱۵/ فیصد لوگ ایسے ہیں، جو ہر جگہ موبائل فون اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ چاہے وہ باتھ روم ہو، ڈنر ٹیبل ہو یا بیڈ روم۔ کئی لوگ تو ایسے ہیں جو سنیما گھروں میں بھی مووی دیکھتے ہوئے موبائل فون کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لت کے لگ جانے کے بعد کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کے موبائل بجنے پر بھی چوکنّا ہو جاتے ہیں اور ان کا ہاتھ اپنے موبائل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی پائے گئے جو اپنے اور اپنے موبائل کا فاصلہ محض ۵/ فٹ رکھتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ۱۵/ فیصد لوگ نہاتے وقت بھی کسی طرح اپنے فون کا استعمال کرتے ہیں۔

موبائل فون روڈ ایکسیڈنٹ کی بھی وجہ بنتا جارہا ہے۔ سخت قانون کے باوجود ۵۵/ فیصد لوگ گاڑی چلاتے وقت ہینڈ سیٹ (موبائل) کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ ایسے بھی واقعات سامنے آئے ہیں کہ پیچھے سے آنے والی گاڑیوں کا ہارن نہ سننے کی وجہ سے خطرناک حادثات ہو چکے ہیں۔ موبائل ایک طرح سے آپ کے لیے رحمت ہے تو زحمت بھی ہے، اس لیے اس کا استعمال کریں، لیکن احتیاط سے۔

موبائل کا ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ حاملہ عورت اور اس کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی صحت و اخلاق پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ موبائل بجلی سے چلتا ہے۔ موبائل کو پہلے بجلی سے چارج کیا جاتا ہے، موبائل کے اندر کرنٹ اور بجلی کی شعاعیں بھری رہتی ہیں اور بجلی کی یہ شعاعیں عام آدمی کے لیے بھی نقصان دہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر موبائل کو سینے کے پاس جیب میں رکھنے سے منع کرتے ہیں، کیوں کہ اس سے ہارٹ کا مرض پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ آج موبائل سے نکلنے والی شعاعیں حاملہ عورت اور اس کے جنین (پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ) کو مفلوج اور ناکارہ بنا رہی ہیں۔

لہٰذا حاملہ عورت دورانِ حمل موبائل کا زیادہ استعمال نہ کرے اور موبائل استعمال بھی کرے تو اسے اپنے سے دور رکھے۔ سرہانے یا تکیہ کے نیچے موبائل ہرگز نہ رکھے۔ جدید میڈیکل سائنس کی تحقیق کے مطابق آخری تین چار ہفتوں میں جنین (ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ) کے کانوں میں اس کی ماں اور اردگرد کی آوازیں پہنچنے لگتی ہیں۔ آج کی مائیں جب حاملہ ہوتی ہیں تو ان ایام میں دردِزہ اور تکلیف کا عذر پیش کر کے فرائض و واجبات، نماز، روزہ اور دیگر اورادو وظائف چھوڑ دیتی ہیں اور فضول باتوں اور بے کار کاموں میں مشغول رہتی ہیں۔ فلمیں دیکھتی ہیں، گانے سنتی ہیں اور موبائل کے پیچھے پڑی رہتی ہیں۔ ان ماؤں اور حاملہ عورتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی فلم بینی، فحش گوئی اور گانے سننے کا برا اثر ان کے پیٹ میں پلنے والے معصوم بچے پر پڑ رہا ہے۔ یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ کریں۔

حضور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ماں کے پیٹ میں تھے تو آپ کی والدہ تلاوت کیا کرتی تھیں، تقریباً ۱۷ر پارہ تک پہنچی تھیں کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوگئی۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ ۱۷ر پارہ کے پیدائشی حافظ تھے۔ ماں کی حرکت و عمل کا پیٹ میں پرورش پانے والے بچے پر یہ اثر نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ماں دورانِ حمل قرآن کی تلاوت کرے گی تو بچہ حافظ قرآن بن کر ہی پیدا ہوگا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ تلاوتِ قرآنِ کریم اور ماں کے اچھے کاموں کا اثر بچوں پر ضرور پڑے گا۔ حاملہ عورتوں کو اس سلسلے میں خاص توجہ دینے اور حتی الامکان موبائل سے بچنے کی ضرورت ہے۔

فارسی کی مشہور کہاوت ہے: ”ہر شے کہ بسیار شود خوار شود“ کچھ یہی حال موبائل کا بھی ہے۔ موبائل کی کثرت اور اس کے بے جا استعمال نے ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کے بہت سارے دروازے کھول دیے ہیں۔ موبائل اس وقت اور زیادہ مہلک اور خطرناک ثابت ہوتا ہے جب وہ عیاش اور بدقماش افراد کے ہاتھوں کا کھلونا بن جاتا ہے۔ اس لیے حکومت کی جانب سے بھی موبائل کی حد سے زیادہ آزادی پر روک لگانے کی سخت ضرورت ہے۔

وہی انساں جسے سرتاجِ مخلوقات ہونا تھا
وہی اب سی رہا ہے اپنی عظمت کا کفن ساقی

موبائل ضرورت یا فیشن؟

کسی بھی نَو ایجاد شے کا استعمال جائز مقاصد کے لیے ہونا چاہیے۔ نو ایجاد شے کا استعمال ضرورت کی حد تک درست اور صحیح ہے۔ لیکن نو ایجاد شے میں فساد اور بگاڑ کا پہلو اس وقت نمایاں ہونے لگتا ہے جب وہ ضرورت کے دائرے سے نکل کر فیشن، نام و نمود اور بے جا تفاخر میں داخل ہوجاتا ہے۔ آج کل موبائل فیشن اور شیخی بگھارنے کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ ”ضرورت، ایجاد کی ماں ہے۔“ موبائل کا وجود ضرورت کے تحت ہی ہوا تھا۔ موبائل کو منظرِ عام پر لانے کا مقصد یہ تھا کہ ابلاغ و ترسیل اور پیغام رسانی کا کام کم سے کم وقت میں انجام دیا جائے اور دوڑ بھاگ کی زحمت سے بچتے ہوئے گھر کے اندر بیٹھ کر آرام سے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچایا جائے۔ یہ موبائل کا بنیادی مقصد اور اس کی ایجاد کا اساسی پہلو تھا۔ مگر اب ایسا نہیں رہا۔ موبائل استعمال کرنے والوں نے اسے ضرورت سے بڑھ کر فیشن کا درجہ دے دیا۔ آج موبائل ضرورت سے کہیں زیادہ فیشن کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگر کسی غریب کے پاس موبائل نہیں ہے تو اس کے احباب کہتے ہیں: ”ارے یار! ماڈرن دور ہے، فیشن کا زمانہ ہے اور تم موبائل نہیں رکھتے؟“

اکیسویں صدی دورِ جاہلیت کی ایک کڑی ہے۔ دورِ جاہلیت میں جو چیزیں علانیہ اور کھلے بندوں انجام دی جاتی تھیں، آج انھیں چیزوں کو شخصی آزادی اور فیشن کے نام پر انجام دیا جا رہا ہے۔ اکیسویں صدی موبائل کی صدی ہے۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی صدی ہے، موبائل کی لت سے کوئی بچا نہیں ہے، اور موبائل کی یہی لت انسان کی درگت اور حجامت بنا رہی ہے۔ مگر لوگوں کو اس کا احساس تک نہیں ہے۔ اور اگر احساس ہے بھی تو اس کے تدارک کی انھیں فکر نہیں ہے۔

فیشن پرستی نے ہمیں اندھا کر دیا ہے اور مغربی تہذیب نے ہماری قدیم مشرقی روایات کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ مرد، عورت، بوڑھا، جوان، بچہ، مُلّا، پنڈت اور راہب سب کے سب موبائل کے رسیا اور شیدا نظر آتے ہیں۔ موبائل انسان کی ایک بڑی ضرورت ہے، اس سے انکار نہیں، مگر موبائل کو ہی سب کچھ سمجھ لینا اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہمیشہ ہر وقت موبائل کے پیچھے لگا

رہنا، یہ سراسر غلط ہے۔عقل منداور ذمہ دار حضرات اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں اور صرف ضرورت کی حد تک ہی موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے بعض اساتذۂ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کو دیکھا ہے کہ انھیں موبائل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کا موبائل اکثر بند رہتا ہے۔ مخصوص اوقات میں ہی وہ موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ موبائل کے استعمال کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ جب موبائل ہے تو ضرورت پڑنے پر رابطہ بھی ہو جائے گا۔ کیا ضروری ہے کہ موبائل ہمیشہ چالو ہی رکھا جائے۔

کچھ لوگ موبائل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ رابطہ بڑھانے اور دوستی گانٹھنے کے چکر میں لگے رہتے ہیں، یہ بھی ایک غیر دانشمندانہ طرز عمل ہے۔ اس چند روزہ زندگی میں بہت سارے مفید اور ضروری کام ہیں، جنھیں انجام دینا ہے۔ پھر موبائل کے پیچھے وقت گنوانے سے کیا فائدہ؟

تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی اور ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا ہوگا اور وقت کی قدر و قیمت پہچاننا ہوگا اور موبائل کا حد سے زیادہ استعمال ترک کرنا ہوگا۔

ع اور بھی غم ہیں زمانے میں موبائل کے سوا

موبائل کے فیشن میں بنی آدم کی طرح بنتِ حوا بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ یہ بھی موبائل کے روگ میں بری طرح مبتلا ہیں، لڑکوں کی طرح لڑکیاں بھی اب کھلے عام بازاروں، سڑکوں اور پارکوں میں موبائل سے باتیں کرتی نظر آتی ہیں۔ غیروں سے تو شکوہ ہی فضول ہے۔ جب خود مسلم لڑکیاں اس طرح کی حرکتیں کرتی ہیں اور فیشن ایبل نقاب پہن کر شاہراہوں اور کھلے بازاروں میں دندناتی پھرتی ہیں اور موبائل سے باتیں کرتی ہیں تو عجیب سا لگتا ہے۔عورت کی آواز بھی عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ لیکن افسوس! ہماری ماں بہنیں اس پر عمل نہیں کرتیں۔

تیری نیچی نظر خود تیری عصمت کی محافظ ہے
تو اس نشتر کی تیزی آزما لیتی تو اچھا تھا

اعلیٰ سے اعلیٰ اور قیمتی موبائل خریدنے کا رواج بھی اب بڑھتا جا رہا ہے، جو اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ موبائل اب ضرورت نہیں بلکہ فیشن بن چکا ہے۔ اگر صرف ضرورت کی حد تک

موبائل کا استعمال ہوتا تواس مقصد کے لیے ایک سستا موبائل کافی تھا۔لیکن یہاں ضرورت سے زیادہ فیشن کو دخل ہے، اس لیے اب دس، پندرہ، بیس سے تیس ہزار تک کا موبائل خریدا جاتا ہے اور دوسروں پر اپنی مالی پوزیشن کی دھاک بٹھائی جاتی ہے۔

بعض لوگ موبائل جیب میں رکھنے کے بجائے ہاتھ میں رکھ کر چلتے ہیں۔فیشن پرستی یا بلفظ دیگر ''موبائل پرستی'' کا یہ ایک الگ نمونہ ہے جو قابلِ اصلاح ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ موبائل کو صرف ضرورت کی حد تک ہی رکھا جائے، اسے فیشن کا درجہ نہ دیا جائے اور موبائل کے ذریعے نام و نمود اور بے حیائی کو پہنچنے کا ہرگز موقع نہ دیا جائے۔

موبائل کی خرید وفروخت سے متعلق مسائل

اس کتاب کی ترتیب و تالیف کا واحد مقصد موبائل سے متعلق اہم اور ضروری مسائل سے عوام کو آگاہ کرنا ہے، تاکہ وہ ان مسائل کو جان سکیں اور ان پر عمل کریں۔

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر شعبۂ حیات میں شریعت کا پابند اور احکامِ خداوندی کا تابع و فرماں بردار دیکھنا پسند کرتا ہے۔ جائز، ناجائز اور حرام و حلال سے قطع نظر شترِ بے مہار کی طرح زندگی گزارنے کا اسلام سخت مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا دین قدم قدم پر ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جائز امور کی تعلیم دیتا ہے اور ناجائز کاموں سے بچنے کی سخت لہجے میں تلقین کرتا ہے۔

اسلامی قوانین میں بڑی لچک اور وسعت ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل اسلامی قوانین میں موجود ہے۔قرآنِ کریم اور احادیث رسول ﷺ میں ایسی جامعیت اور ان کے اصول و قواعد میں ایسی ہمہ گیری ہے کہ نت نئی ایجاد اور ان ایجادات سے متعلق نت نئے مسائل کا تصفیہ کرنے کی ان میں صلاحیت موجود ہے، اور اس سلسلے میں ''فقہِ حنفی'' کو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے۔فقہِ حنفی رفتارِ زمانہ سے ایک صدی آگے ہے۔ یعنی آئندہ سو سال میں جو مسائل و معاملات وجود میں آسکتے تھے، فقہ حنفی میں ان مسائل کے واضح احکام پہلے سے مدوّن کر دیے گئے ہیں۔ موبائل دورِ جدید کی ایک ''نئی ایجاد'' ہے اور اس نئی ایجاد نے نت نئے دینی مسائل

کے دروازے بھی کھول دیے ہیں۔

پہلے موبائل نہیں تھا تو مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اب موبائل پیدا ہو گیا تو نیا نیا مسئلہ بھی پیدا ہو گیا۔ اور جب مسئلہ پیدا ہو گیا تو شریعت میں اس کا حکم بھی موجود ہے۔ قربان جائیے شریعت اسلامی کی وسعت و جامعیت پر! کہ اس میں "موبائل سے متعلق مسائل کا حل اور موبائل سے متعلق سوالات کے تسلی بخش جوابات" موجود ہیں۔

پہلے موبائل خریدتے ہیں اور اس کے بعد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے موبائل کی خرید و فروخت کے چند اہم اور ضروری مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔

خرید و فروخت کے مسائل کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ حدیث و فقہ کی کتابوں میں خرید و فروخت سے متعلق ضروری مسائل کے بیان کے لیے باضابطہ "کتاب البیوع" کے نام سے ایک مستقل باب قائم کیا گیا ہے۔ آج خرید و فروخت کو بہت آسان سمجھ لیا گیا ہے۔ مسائل سے واقفیت نہیں ہے مگر بازار جاکر سامان خرید رہے ہیں اور بیچ رہے ہیں، اس لیے "موبائل کی خرید و فروخت کے مسائل" ہوں یا کسی اور چیز کی خرید و فروخت کے مسائل، ان تمام چیزوں کے مسائل اور ان کے شرعی احکام کا جاننا بے حد ضروری ہے۔ صحیح مسائل سے ناواقفیت کے نتیجے میں ہم بہت سے حرام اور ناجائز امور کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، مگر ہمیں اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔

جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز اور بعض صورتیں ناجائز ہیں، اسی طرح عقود و معاملات اور تحصیل اموال میں بھی بعض صورتیں جائز اور بعض صورتیں ناجائز ہیں۔ رزقِ حلال کا حصول اس بات پر موقوف ہے کہ جائز و ناجائز کو پہچانا جائے اور جائز طریقے پر عمل کر کے ناجائز طریقوں سے بچا جائے۔

آج کل حصولِ رزق اور تحصیل مال کے لیے موبائل کی تجارت اور موبائل کا کاروبار عام ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد موبائل کے کاروبار اور اس کی خرید و فروخت میں مصروف ہے۔ اس لیے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ بیع یعنی خرید و فروخت کے ضروری مسائل سے آگاہ ہوں۔ موبائل کی خرید و فروخت کے مسائل بیان کرنے سے قبل بیع و تجارت اور رزقِ حلال کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں، اور ان احادیث پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

اسلام میں رزقِ حلال کی بڑی اہمیت ہے اور حلال روزی کمانے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے، اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد اس مالِ حرام کو چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا یہ سامان ہے۔" (۱)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"جس بدن کی پرورش حرام مال سے ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جو گوشت حرام مال سے اُگے (تیار ہو) وہ آگ ہی کا زیادہ حق دار ہے۔" (۲)

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟

تو آپ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع (یعنی ایسی خرید و فروخت جس میں خیانت اور دھوکہ نہ ہو اور وہ بیع فاسد نہ ہو۔) (۳)

معلمِ کائنات ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

"دیگر فرائض کے بعد حلال کمائی کی تلاش بھی ایک فریضہ ہے۔" (۴)

موبائل خریدنا اور بیچنا جائز ہے

موٹر، گاڑی، فریج، کولر، پنکھا، ٹیپ ریکارڈ، ریڈیو، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ وغیرہ کی بیع اور خرید و فروخت جائز ہے، اسی طرح موبائل کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔ کیوں کہ موبائل مال ہے اور اس کے مقابل ثمن (قیمت) بھی مال ہے اور جب مال کا تبادلہ مال سے ہو رضامندی کے ساتھ تو اسے "بیع" کہتے ہیں اور یہ بیع اپنی شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ لہٰذا مال کے بدلے موبائل کی بیع

(۱)- مسند امام احمد بن حنبل، حدیث: ۳٦٧٢، ص: ۳۳، ج: ۲. دار الفکر، بیروت.
(۲)- مشکاة المصابیح، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۱۳۱، حدیث: ۲۷۷۲، بیروت.
(۳)- مسند امام احمد بن حنبل، حدیث: ١٧٢٦٦، ص: ١١٢، ج: ٦، بیروت
(۴)- شعب الایمان، حدیث: ٨٧٤١، ج: ٦، ص: ٤٢، بیروت.

درست اور اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ یہ بالکل ظاہر سی بات ہے، بتانے کی ضرورت نہیں۔

کسی بھی سامان کی بیع درست ہونے کے لیے مندرجہ ذیل آٹھ (۸) شرطیں ہیں:

(۱)- بائع و مشتری (بیچنے والا اور خریدنے والا) عاقل ہو، مجنوں (پاگل) یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔

(۲)- عاقد کا متعدّد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع ومشتری دونوں ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ (باستثنائے بعض)

(۳)- ایجاب وقبول میں موافقت۔ یعنی جس چیز کا ایجاب ہو، اسی چیز کا قبول بھی ہو۔ مثلاً دکان دار موبائل کے بارے میں کہے کہ "میں نے اس موبائل کو اتنے روپے میں بیچا" تو خریدار اسی موبائل کے بارے میں کہے کہ "میں نے متعیّنہ رقم میں اس موبائل کو خریدا" موبائل کے علاوہ کسی دوسری چیز کے بارے میں قبول کے الفاظ نہ کہے جائیں ورنہ بیع درست نہ ہوگی۔

(۴)- ایجاب وقبول کا ایک ہی مجلس میں ہونا، مجلس بدل جانے سے بیع درست نہ ہوگی۔

(۵)- بائع و مشتری میں سے ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سننا۔ اگر خریدار نے کہا کہ "میں نے خریدا" اور دکان دار نے اسے نہیں سنا تو بیع نہ ہوئی۔

(۶)- جو سامان بیچا جارہا ہے وہ مالِ متقوّم ہو اور دکان دار اس سامان کا مالک ہو اور اس سامان کو خریدار کے حوالہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔

(۷)- بیع مؤقت نہ ہو۔ اگر موقت ہے مثلاً کچھ دنوں کے لیے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔

(۸)- سامان اور اس کی قیمت معلوم ہو تا کہ جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ اگر سامان اور قیمت مجہول ہو اور اس سے جھگڑے کی نوبت آسکتی ہے تو یہ بیع صحیح نہیں ہے۔[۱]

موبائل یا کسی دوسرے سامان کی خرید وفروخت کے وقت مذکورہ آٹھوں "شرائطِ بیع" کی رعایت ضروری ہے۔ ورنہ بیع باطل ہوگی اور خرید وفروخت ناجائز ٹھہرے گی۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"جب تک خرید وفروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون سی

(۱)- بهارِ شریعت، حصه: ۱۱، ج: دوم، ص: ۶۱۶، ۶۱۷، مکتبة المدینه دهلی، دیو بند.

ناجائز،اس وقت تک تجارت نہ کرے۔"[1]

اصولِ فقہ کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ "التابع تابع "یعنی تابع متبوع کے حکم میں ہے۔ جیسے حمل والے جانور کی بیع میں حمل (پیٹ کا بچہ) اپنی ماں کے تابع ہے۔ الگ سے اس کی بیع نہ ہوگی۔ اس قاعدۂ فقہ کی رو سے موبائل کی بیع میں موبائل کے علاوہ اس کا چارجر، بیٹری اور ایئر فون بھی تبعًا داخل ہیں اور آج اسی پر لوگوں کا تعامل بھی ہے۔ لہٰذا موبائل کی خریداری کے بعد دکان دار کو موبائل کے ساتھ، اس کا چارجر، بیٹری اور ایئر فون بھی خریدار کو دینا ہوگا اور الگ سے ان چیزوں کی قیمت خریدار سے وصول کرنا ظلم ہوگا۔

اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ کوئی آدمی مکان خریدے تو اس مکان میں جتنے کمرے اور کوٹھریاں ہیں، سب بیع میں داخل ہیں۔ مکان کے مالک کو مکان کے ساتھ کمرے اور کوٹھریاں بھی خریدار کو دینا ہوگا۔[2]

اسی طرح کوئی زمین بِکری ہوئی تو اس زمین پر چھوٹے بڑے پھل دار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں۔ زمین کے ساتھ درخت بھی خریدار کے حوالے کرنا ضروری ہے۔[3]

جس طرح دیگر اشیا کی بیع میں "خیار قبول" رائج ہے، اسی طرح موبائل کی بیع میں بھی خیارِ قبول معتبر ہے۔ خیارِ قبول یہ ہے کہ دوکان دار اور خریدار میں سے جب ایک نے ایجاب کیا (مثلاً میں نے بیچا) تو دوسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اسی مجلس میں بیع کو قبول کرے یا رد کردے۔[4]

اسی طرح موبائل کی خرید و فروخت میں "خیارِ شرط" بھی رائج و معتبر ہے۔ خیارِ شرط یہ ہے کہ دوکان دار اور خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں، بلکہ بیع میں یہ شرط لگا دیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی۔

اگر موبائل کا خریدار دوکان دار سے کہہ دے کہ یہ موبائل گھر لے جارہا ہوں، گھر میں لوگوں

---

(۱)- فتاویٰ عالم گیری، کتاب الکراهية، ج:٥، ص:٣٦٣،

(۲)- درمختار، کتاب البیوع، ج:٧، ص:٧٤، دار الکتب العلمية، بیروت.

(۳)- فتح القدیر، کتاب البیوع، ج:٥، ص:٤٨٥، برکات رضا، پور بندر.

(۴)- بہارِ شریعت، حصه:١١، ج:٢، ص:٦٤٨، مکتبة المدینة، دهلی.

سے مشورہ کروں گا، اس کے بعد ہی اسے خریدوں گا، اس پر دوکان دار رضامند ہوجائے، اور خریدار گھر سے آنے کے بعد کہے کہ اسے نہیں خریدوں گا تو دوکان دار کو موبائل واپس لینا ہوگا۔

ہاں گھر لے جانے میں موبائل ضائع ہوجائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس کا تاوان خریدار کے ذمہ ہے۔ اگر گراہک دوکان دار سے پہلے معاہدہ کرلے کہ موبائل ہلاک وضائع ہوجائے تو میں اس کا ضامن نہیں اور تاوان نہیں دوں گا۔ اس صورت میں بھی گراہک کو تاوان دینا پڑے گا اور یہ شرط ومعاہدہ باطل ہے۔ [1]

گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کے ساتھ موبائل کی خرید وفروخت

اصولِ فقہ کا یہ ضابطہ ہے کہ "ہر وہ شرط جو بیع (خرید وفروخت) کے خلاف ہو اور اس میں عاقدین (خریدنے اور بیچنے والا) میں سے کسی کا نفع ہو، وہ شرط بیع کو فاسد کردے گی۔ البتہ اگر وہ شرط متعارف ہو اور اہلِ زمانہ کا اس پر تعامل ہو تو وہ بیع وعقد جائز رہے گا۔ کیوں کہ عرف وتعامل، قیاس پر حجت ہے، ان کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔"

علامہ برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں:

"كل شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين يفسده إلّا أن يكون متعارفا؛ لأن العرف قاض على القياس." [2]

اصل مذہب کے مطابق اور مذکورہ ضابطہ کے تحت "گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کے ساتھ موبائل کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔" کیوں کہ یہ شرط عقد بیع کے خلاف ہے اور اس سے عاقدین میں سے خریدار کو نفع پہنچتا ہے۔ لیکن اب عرف وتعامل کی وجہ سے اس شرط کے ساتھ موبائل کی خرید وفروخت جائز ہے۔ کیوں کہ اس قسم کی خرید وفروخت پر اب لوگوں کا تعامل ہوچکا ہے اور عرفِ عام میں اس طریقۂ بیع کو غلط نہیں سمجھا جاتا ہے۔

لہٰذا جس طرح گھڑی، انوائٹر، فریج، واشنگ مشین، شوٹ کیس اور کولر وغیرہ مختلف قسم کی جدید مشینوں اور نئی ایجادات میں گارنٹی یا وارنٹی کی شرط اصل مذہب کے لحاظ سے ناجائز اور اب

(۱)- بهارِ شريعت، حصه: ۱۱، ج: ۲، ص: ٦٥٩، مكتبة المدينه، دهلى.

(۲)- هداية آخرين، ج: ۳، ص: ٤٣، مجلس بركات، مبارك پور.

تعاملِ ناس کی وجہ سے جائز ہے۔ اسی طرح گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کے ساتھ موبائل کی خرید و فروخت بھی جائز و درست ہے۔

بہارِ شریعت میں ہے:

"یا وہ شرط (بیع کی) ایسی ہے، جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل در آمد ہے۔ جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہو گئی تو درستی کا ذمہ بائع (دوکاندار) ہے۔ ایسی شرط بھی (بیع میں) جائز ہے۔"[1]

نقد اور اُدھار موبائل کی الگ الگ قیمت رکھنا

نقد موبائل کی قیمت مثلاً ایک ہزار رکھنا اور اُدھار موبائل کی قیمت ایک ہزار ایک سو (گیارہ سو) رکھنا جائز ہے اور اس طرح موبائل کی خرید و فروخت درست ہے۔ یہ سود نہیں، البتہ ایک ہزار روپے میں موبائل فروخت کر دیا اور قیمت ملنے میں ایک ہفتہ دیر ہو گئی تو گراہک سے سو روپے زیادہ لینا، یہ سود ہے۔ خلاصہ یہ کہ موبائل نقد اور اُدھار الگ الگ قیمتوں میں بیچنا جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"اُدھار بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا۔"[2]

مفتی محمد جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"کوئی بھی سامان اس طرح بیچنا کہ اگر نقد قیمت فوراً ادا کرے تو تین سو قیمت لے اور اگر اُدھار سامان کوئی لے تو اس سے تین سو پچاس روپیہ سامان کی قیمت لے۔ یہ شریعت میں جائز ہے، سود نہیں۔ نقد اور اُدھار کا الگ الگ بھاؤ رکھنا شریعت میں جائز ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ سامان بیچتے وقت ہی طے کر دے کہ اس سامان کی قیمت نقد خرید و تو اتنی ہے اور اُدھار خرید و تو اتنی ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ تین سو روپیہ میں فروخت کر دیا۔ اب اگر قیمت ملنے میں ایک ہفتہ کی دیر ہو گئی تو اس سے پچیس یا پچاس زیادہ لے، ایسا کرے گا تو سود ہوگا۔"[3]

---

(۱)- بہارِ شریعت، حصہ: ۱۱، ج: ۲، ص: ۷۰۱، مکتبۃ المدینۃ، دھلی.

(۲)- فتاویٰ رضویہ، ج: ٦، ص: ٤٧٢، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۳)- فتاویٰ فیض الرسول، جلد دوم، ص: ۳۸۰.

قِسطوں پر موبائل بیچنے اورخریدنے کا حکم

دیگر سامانوں کی طرح قسطوں پر موبائل بیچنا اورخریدنا بھی جائز ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا موبائل کی قیمت بتادے، پھر تمام قسطیں اور قِسطوں کی میعاد مثلاً ماہانہ یا سالانہ وغیرہ مقرر کردے، اورخریداری کے وقت سے لے کر تمام قِسطوں کی ادائیگی کی پوری مدت بھی بتادے۔ خریدار تمام قسطیں ان کے مقررہ وقتوں پر مدت کے اندر ادا کردے۔ اس طرح موبائل کی بیع درست ہوجائے گی اور کوئی نزاع بھی نہ ہوگا۔ قسطیں مقرر کرنا درحقیقت قیمت کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ہے، اور یہ شرعًا درست ہے۔

کنزالدقائق میں ہے:

”صَحَّ تَأْجِيْلُ كلِّ دَيْنٍ غَيْرَ الْقَرْضِ.“[1]

قرض کے سوا ہر دین کا وقت مقرر کرنا درست ہے۔

سلم یا استصناع کے طور پر موبائل کی خرید وفروخت

سلم اور استصناع یہ دونوں بیع (خرید وفروخت) کی دو مختلف صورتیں ہیں:

بیع سلم وہ بیع ہے جس میں ثمن یعنی قیمت کا فوراً ادا کرنا ضروری ہو اور مشتری (خریدار) فی الحال ثمن (قیمت) ادا کردے۔[2]

اور بیع استصناع وہ بیع ہے جس میں کاریگر کو فرمائش دے کر کوئی چیز (سامان) بنوائی جاتی ہے۔ اگر اس میں کوئی میعاد (وقت) مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو وہ سلم ہے.................. اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع ہے۔

بیع سلم میں تعامل (یعنی اس قسم کی خرید وفروخت کا مسلمانوں میں رواج ہونا) ضروری نہیں اور بیع استصناع کے جائز ہونے کے لیے تعامل ضروری ہے یعنی اس کے بنوانے کا رواج ہو۔

---

(۱)- كنز الدقائق، باب المرابحه والتوليه، فصل صح بيع العقار، ص: ۲۲۵، مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، پاکستان.

(۲)- بہارِ شریعت، حصه: ۱۱، ج: ۲، ص: ۷۹۵، مكتبة المدينه، دهلی.

موزہ، جوتا اور ٹوپی وغیرہ میں استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو مثلاً کپڑا بنوانا، کتاب چھپوانا اس میں استصناع درست نہیں۔ (۱)

خرید و فروخت کی ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ مبیع یعنی سامان خرید و فروخت کے وقت موجود ہو۔ اسی وجہ سے فقہائے عظام نے "معدوم کی بیع" کو باطل اور ناجائز قرار دیا ہے۔ بیع سلم اور استصناع میں فی الحال مبیع یعنی سامان موجود نہیں ہوتا لیکن عرفِ عام اور تعاملِ ناس کی وجہ سے سلم اور استصناع کے طور پر خرید وفروخت جائز و درست ہے۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بہارِ شریعت میں "بیع سلم" کی ۱۴ر شرطیں بیان کی ہیں۔ ان شرطوں کی رعایت ضروری ہے۔ (۲)

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مطلوبہ موبائل دکان میں موجود نہیں ہوتا۔ خریدار، دکاندار سے کہتا ہے کہ فلاں کمپنی کا فلاں نمبر اور فلاں ماڈل والا موبائل منگوادو اور یہ رقم فی الحال لے لو۔ اگر اس طرح کا معاملہ خریدار اور دکان دار کے درمیان طے ہوجائے۔ سامان وقیمت اور میعاد ووقت کی اچھی طرح تعیین ہوجائے یعنی موبائل کی جنس مثلاً:(Nokia – Sumsung) اور نوع (مثلاً S5222) اور کم از کم ایک مہینے کا وقت مقرر ہو تو اس طرح یعنی سلم کے طور پر موبائل کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور ایک مہینہ سے کم کی مدت ہو پھر بھی جائز ہے۔

بیع سلم کی اصل پہچان یہی ہے کہ قیمت فوراً اسی وقت ادا کی جائے اور کم از کم ایک مہینہ کی میعاد مقرر کی جائے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیع سلم کے طور پر موبائل خریدا جائے اور پوری قیمت دوکان دار کے حوالے نہ کی جائے اور میعاد بھی ایک ماہ سے کم مقرر کی جائے تو اب ایسی صورت میں "موبائل کا سلم" جائز ہوگا یا نہیں؟

آج کل بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کچھ رقم ایڈوانس کے طور پر پہلے دے دی جاتی ہے اور ایک مہینے سے کم وقت مقرر ہوتا ہے۔ اب ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا؟

تو اس سوال کا جواب ہوگا کہ سلم کے طور پر اس طریقے سے بھی موبائل کی خرید وفروخت

---

(۱)- بهارِ شریعت، حصه: ۱۱، ج: ۲، ص: ۸۰۷، ۸۰۸، مکتبة المدینه، دهلی.

(۲)- بهارِ شریعت، حصه: ۱۱، ج: ۲، ص: ۷۵۹، ۷۹۸، مکتبة المدینه، دهلی.

جائز ہے، کیوں کہ موبائل کی اس طریقے سے خرید وفروخت پر لوگوں کا اب تعامل ہو چکا ہے۔ اور تعاملِ ناس کی وجہ سے بہت ساری ایسی بیعیں جو کسی زمانے میں شرط فاسد کی وجہ سے ناجائز تھیں، مگر بعد میں ان شرطوں کے متعارف ہونے کی وجہ سے جائز ہو گئیں۔ جیسے موبائل، کولر، پنکھا، گھڑی اور فریج وغیرہ میں گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کہ اصل مذہب کے لحاظ سے ناجائز ہے اور اب عرف وتعامل کی وجہ سے جائز ہے۔

لہٰذا اگر سلم کے طور پر موبائل کی خرید وفروخت ہو اور پوری قیمت فی الحال (بیع کے وقت) دکاندار کے حوالے نہ کی جائے اور میعاد بھی ایک مہینے سے کم مقرر کی جائے تو عرفِ عام اور تعامل ناس کی وجہ سے بطور سلم اس طریقے سے بھی موبائل کی خرید وفروخت جائز ہے۔

بیع استصناع میں کاریگر سے فرمائش کر کے کوئی سامان بنوایا جاتا ہے، اور موبائل کی بیع میں بعض اوقات موبائل کا آرڈر دیا جاتا ہے، فرمائش کر کے بنوایا نہیں جاتا، اور نہ ہی موبائل کو فرمائش کر کے بنوانے پر اب تک لوگوں کا تعامل ہوا ہے۔ اور ''بیع استصناع'' میں تعامل ضروری ہے۔ لہٰذا استصناع کے طور پر موبائل کی خرید وفروخت ناجائز ہوگا۔ و اللہ أعلم بحقیقۃ الحال .

ایک ہزار کا موبائل پانچ ہزار میں بیچنا

دس روپے کا سامان پچاس روپے میں بیچنا یا سو روپے کا سامان ایک ہزار میں بیچنا یا ایک ہزار کا سامان پانچ ہزار میں بیچنا جائز ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ جھوٹ نہ بولا جائے۔ یعنی دکاندار اپنے خریدار سے یہ نہ کہے کہ ''میں نے اس سامان کو نوسو روپے میں خریدا ہے، اس لیے ایک ہزار روپے میں آپ کو دے رہا ہوں۔'' حالاں کہ اس نے اس سامان کو نوسو سے کم میں خریدا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے، چاہے کوڑی کی چیز روپیہ کو دے، مشتری کو غرض ہو لے، نہ ہو نہ لے۔''(۱)

لہٰذا جس موبائل کی اصل قیمت کمپنی یا شوروم میں نوسو روپے ہو اور دکاندار اسی موبائل کو

---

(۱)- فتاویٰ رضویہ، ج:۷، ص:۹، رضا اکیڈمی، ممبئی.

ایک ہزار کے بجائے دو ہزار یا پانچ ہزار میں بیچے تو یہ جائز ہے لیکن گراہک کے سامنے جھوٹ نہ بولے کہ میں نے اس موبائل کو ڈیڑھ ہزار یا چار ہزار میں خریدا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"لو باع كاغذة بألف يجوز و لا يكره."

اگر ایک کاغذ ہزار روپیہ میں بیچے تو جائز ہے، مکروہ نہیں۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"بے شک قیمت، خرید سے بہت زیادہ دام بڑھا کر بیچنا کوئی گناہ نہیں کہ ہر شخص کو اختیار ہے، چاہے تو ایک روپیہ کی چیز ہزار روپے میں بیچے، خریدار کو غرض ہو تو لے۔"[1]

چُرایا ہوا موبائل بیچنا اور خریدنا حرام ہے

موبائل کی کثرتِ استعمال نے موبائل چوروں کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اگر خریدار کو معلوم ہو جائے کہ یہ موبائل چُرایا ہوا ہے تو اسے ہرگز نہ خریدے، کیوں کہ چوری کا مال جان بوجھ کر خریدنا حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں:

"چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے، بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے۔"[2]

آج کل موبائل چور اور موبائل دکاندار کے درمیان پہلے سے سانٹھ گانٹھ رہتی ہے۔ چور موبائل چرا کر دکاندار کو دیتا ہے اور دکاندار اسے فروخت کرتا ہے۔ مسلم دکان دار کو موبائل چوروں سے موبائل خرید کر اپنی دکان میں ہرگز نہیں بیچنا چاہیے۔ جس دکاندار کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ وہ چوری کا موبائل بیچتا ہے، ایسے دکاندار سے چُرایا ہوا موبائل خریدنا جائز نہیں۔

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اگر بائع (بیچنے والا) ایسا شخص ہے کہ حلال و حرام یعنی چوری و غصب سب ہی طرح کی

(۱)- فتاویٰ فیض الرسول، ج: دوم، ص: ۳۹۶، بستی (یوپی)

(۲)- فتاویٰ رضویہ، ص: ۷، ج: ۳۸، رضا اکیڈمی، ممبئی.

چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط ہے کہ دریافت کرلے۔ حلال ہو تو خریدے، ورنہ خریدنا جائز نہیں۔"[۱]

چوری کا موبائل جس طرح خریدنا حرام ہے، اسی طرح اس کو فروخت کرنا یا فروخت کرنے کا کاروبار کرنا بھی حرام ہے۔

موبائل کی تجارت اور مرمّت سے متعلق اسلامی ہدایات

موبائل سے متعلق اوپر بیان کیے گئے مسائل خاص طور سے یاد رکھنے کے لائق ہیں اور ان کے احکام پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید کچھ ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں جن پر موبائل کی خرید و فروخت کے وقت مسلم دکاندار اور خریدار دونوں کو توجہ دینی چاہیے اور جہاں تک ہو سکے شریعت کے احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

(۱)- تجارتی میدان اور کاروباری لائن میں تاجر اور دکان دار کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ سے سامان تو بک جاتا ہے، مگر تجارت کی برکت ختم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا موبائل کی تجارت ہو یا کسی اور چیز کی، اس میں جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں۔ ہرگز ہرگز جھوٹ نہ بولیں۔ مقدر میں جو کچھ لکھا ہے، وہ آپ کو ضرور ملے گا۔ پھر بلاوجہ جھوٹ بول کر دنیا و آخرت برباد کرنے سے کیا فائدہ؟ قرآن مقدس میں جھوٹ بولنے والوں پر "اللہ کی لعنت" کی وعید آئی ہے۔

اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تجّار (تجارت کرنے والے) بدکار ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت و خرید و فروخت) حلال نہیں کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! بیع حلال ہے، لیکن اہلِ تجارت بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں، قسم کھاتے ہیں اور (اس قسم میں) وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔[۲]

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

"اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن تین شخص سے کلام نہ فرمائے گا، ان کی طرف نظرِ

---

(۱)- بہار شریعت، حصہ: ۱۱، ج: ۲، ص: ۷۱۹، المکتبۃ المدینۃ، ممبئی.

(۲)- مسند امام احمد بن حنبل، حدیث: ۱۵۵۳، ج: ۵، ص: ۲۸۸، بیروت.

رحمت نہ فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ تین اشخاص کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: تکبر سے اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان کرکے احسان جتانے والا، اور جھوٹی قسم کھاکے اپنا مال اور سودا بیچنے والا۔[1]

(۲)-تجارت میں جھوٹ کے ساتھ حلف یعنی جھوٹی قسم کھانا، بہت بُری بات ہے۔ سامان بیچتے وقت بات بات پر قسم کھانے کا وبال اپنے سر ہرگز نہ لیں۔ قیامت کے دن ہمارے اس ناجائز عمل کا سختی کے ساتھ حساب لیا جائے گا۔ اس لیے اپنا سامان بیچنے کے چکّر میں ہرگز ہرگز جھوٹی قسم کا سہارا نہ لیں۔

بخاری و مسلم کی یہ متفق علیہ حدیث ہے:

''بیع میں حلف (قسم یا جھوٹی قسم) کی کثرت سے بچو، کیوں کہ حلف اور جھوٹی قسم سامان کو تو بِکوا دیتی ہے، مگر اس کی برکت مٹا دیتی ہے۔''[2]

(۳)-تجارت اور خرید و فروخت یادِ الٰہی سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں۔

لہٰذا موبائل کی تجارت ہو یا کسی اور چیز کی تجارت، اس میں اس قدر منہمک اور مشغول نہ رہیں کہ فرائض (نماز، روزہ، حج) اور ذکرِ الٰہی آپ سے چھوٹ جائے۔

(۴)-حدیث پاک میں آیا ہے کہ:

''لا يبيع الرجل على بيع أخيه.''[3]

ترجمہ:-کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع (خرید و فروخت) پر بیع نہ کرے۔

کبھی دکاندار اور خریدار کے درمیان ایک سامان سے متعلق سارا معاملہ طے ہو جاتا ہے کہ دریں اثنا دوسرا شخص آجاتا ہے اور اسی سامان کو خریدنا چاہتا ہے۔ یہ صورت ناجائز ہے۔ اگر ایک آدمی دکان دار سے ایک ہزار روپے میں موبائل خرید چکا ہے اور صرف قیمت دینا باقی ہے تو دوسرا شخص

---

(۱)- صحيح مسلم، حديث: ۱۷۱، ص: ٦٨، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲)- مسلم شريف، كتاب المساقاة، حديث: ۱۳۳، ص: ٨٦٨، بيروت.

(۳)- بخاری شريف، كتاب البيوع، حديث: ٢١٦٥، دار الكتاب العربی، بيروت.

اسی موبائل کو گیارہ سو روپے میں لینے کی کوشش نہ کرے۔ کیوں کہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع جائز نہیں ہے۔ جیساکہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(۵)-خرید و فروخت میں ''نجش'' مکروہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بیع میں نجش سے منع فرمایا۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: لا تنا جشوا.[1]

نجش یہ ہے کہ مبیع (سامان) کی قیمت بڑھائی جائے اور خود لینے کا ارادہ نہ ہو۔ نجش کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گراہک کو سامان کے بارے میں رغبت اور شوق پیدا ہو اور وہ موجودہ قیمت سے زیادہ رقم دے کر سامان خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے۔ جیساکہ بعض دکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں، اور گراہک کو دیکھ کر سامان کے خریدار بن کر دام بڑھانے لگتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتا ہے۔ اور زیادہ رقم دے کر سامان خرید لیتا ہے۔[2]

(۶)-اگر سامان میں کوئی عیب ہو تو دکان دار اسی وقت خریدار کو بتا دے تاکہ بعد میں جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

المسلم أخوا المسلم و لا یحل لمسلم إن باع من أخیه بیعا فیه عیب أن لا یبینه.[3]

ترجمہ:-ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اگر کوئی مسلم سامان بیچے اور اس میں عیب ہو تو دوسرے مسلم بھائی (خریدار) سے سامان کا عیب بیان کر دے۔

لہٰذا موبائل میں کوئی عیب ہو تو دکان دار اسی وقت گراہک سے بتا دے، آج کل بالعموم سامان کا عیب بتایا نہیں جاتا اور دکان دار اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے عیب دار سامان جلد از جلد بک جائے۔ مسلمانوں کو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ کیوں کہ دھوکے کی تجارت ناجائز ہے اور اس سے برکت اُٹھ جایا کرتی ہے۔

---

(۱)- صحیح مسلم، کتاب البیوع، حدیث: ۱۵۱۹، ص: ۸۱۵، بیروت.

(۲)- بہارِ شریعت، حصہ: ۱۱، ج: ۲، ص: ۷۲۳، مکتبۃ المدینۃ، بیروت.

(۳)- المستدرك للحاکم، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۲۹۹، دار المعرفۃ، لبنان.

(۷)-موبائل میں ردوبدل اور ہیر پھیر بھی دکان داروں کو زیب نہیں دیتا۔ یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔ اسی طرح موبائل رپیئرنگ کے لیے مستری کو دیا جائے تو مستری اس موبائل کو ایک امانت سمجھ کر اس کی مرمت کرے۔ کوئی سامان نہ بدلے اور رپیئرنگ کے بعد بعینہٖ وہی موبائل اور موبائل کے وہی اجزا موبائل کے مالک کے حوالے کیے جائیں۔

بعض نوجوان جو موبائل رپیئرنگ کا کام کرتے ہیں، وہ موبائل کا ہیولیٰ (ڈھانچہ) بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ پہلے تو وہ موبائل کا ناحق استعمال کرتے ہیں۔ موبائل کے اچھے پُرزے اور درست اجزا (Parts) بدل کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور ردّی اجزا ان کی جگہ سیٹ کر دیتے ہیں تاکہ کچھ دنوں کے بعد پھر وہی گراہک موبائل کی مرمت کے لیے اس کے پاس آئے اور اس طرح مستری کا بھاؤ بٹّا بنا رہے، اور اس کی دکان چلتی رہے۔ ایسا کرنا سراسر ناجائز اور خیانت و بدعہدی کی بدترین مثال ہے۔ مسلمانوں کو ایسے گھنونے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موبائل پر گفتگو کا اسلامی طریقہ

کہتے ہیں کہ ”خط نصف ملاقات ہے“ اور موبائل بعض حیثیت سے خط سے بڑھ کر ہے۔ خط کے ذریعے اپنے متعلقین سے حقیقی گفتگو اور بات چیت ممکن نہیں۔ جب کہ موبائل کے ذریعے اپنے متعلقین اور دوست و احباب سے اچھی طرح گفتگو اور بات چیت ہو جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے موبائل نصف ملاقات سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ موبائل بالمشافہہ ملاقات (آمنے سامنے کی ملاقات) کے مانند ہے۔ اور جب موبائل بالمشافہہ ملاقات کے مانند ہے تو ملاقات کے جو اسلامی آداب اور طریقے ہیں، موبائل پر گفتگو میں بھی ملاقات کے انھیں اسلامی طریقوں کی رعایت ضروری ہوگی اور وہی اسلامی آداب اپنانے ہوں گے۔ آپ پہلے مسلمان ہیں، بعد میں کچھ اور۔ لہٰذا زندگی کے ہر موڑ پر اسلامی تہذیب کی رعایت، مذہبی تشخص کا لحاظ اور اسلامی آداب کا خیال رکھنا آپ کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔

موبائل پر پہلے سلام کون کرے؟

ملاقات کے اسلامی آداب کی ابتدا "سلام" سے ہوتی ہے۔
شریعت اسلامی کا دوٹوک فیصلہ ہے:
"السلام قبل الكلام"(۱)
یعنی بات چیت کرنے سے پہلے سلام کرو۔
سلام اور اس کے جواب کا حکم خود قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۔ (۲)
ترجمہ:- جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔
دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۔ (۳)
ترجمہ:-جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، اللہ عزوجل کی طرف سے تحیت ہے، مبارک پاکیزہ۔

مذکورہ دونوں آیتوں میں سلام کرنے کی ہدایت بھی ہے اور سلام کا جواب بہتر انداز میں لوٹانے کی تلقین بھی۔ موضوع کی مناسبت سے سلام کی فضیلت پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

(۱)-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
"کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم اس پر عمل کرو گے تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے اور وہ چیز یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔"

اس حدیثِ پاک سے سلام کی اہمیت کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ سلام باہمی الفت و محبت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

(۱)- جامع الترمذی، حدیث: ۲۰۰ه، ج: ٤، ص: ٤٥٠، بیروت.
(۲)- قرآن مجید، سورة النساء، آیت: ٨٦، پ: ٥.
(۳)- قرآن مجید، سورة النور، آیت: ٦١، پ: ١٨.

(۲)-معلمِ کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کا فرمانِ عالی شان ہے:
"جو شخص پہلے سلام کرے، وہ رحمت الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔"(۱)

(۳)- نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:
کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اسے اور جس کو نہیں پہچانتے ہو اسے سب کو سلام کرو۔(۲)

(۴)-ہادیِ عالم ﷺ فرماتے ہیں:
"سوار، پیدل کو سلام کرے، چلنے والا، بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے، زیادہ کو سلام کریں۔"(۳)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ دینِ اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے اور ملاقات سے پہلے سلام کرنا دینی طریقہ اور اسلامی شعار ہے۔ لہٰذا ملاقات کی جو بھی شکل ہو خواہ بالمشافہہ یا خط و کتابت کے ذریعہ یا پھر موبائل کے ذریعہ، ملاقات کی ان تینوں صورتوں میں گفتگو سے پہلے "سلام" ضروری ہے کہ ملاقات کا اسلامی طریقہ یہی ہے۔

اور موبائل پر گفتگو کرنے والا چوں کہ "ملاقات کے لیے آنے والے شخص" کے حکم میں ہے، اس لیے موبائل پر کال (گفتگو) کرنے والا پہلے سلام کرے یعنی جو پہلے کال کرے، وہ پہلے سلام کرے تاکہ حدیث پاک "السلام قبل الکلام" کی پیروی اور اسلامی طریقۂ ملاقات پر عمل ہو سکے۔

موبائل پر پہلے کال کرنے والا سلام میں پہل کیوں کرے؟

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دو حدیثیں ہمارے دعویٰ کی بین دلیل ہیں۔

(۱)-کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے (موبائل پر کال کرنا گویا اپنے بھائی سے ملنا ہے) تو اسے سلام کرے، پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔(۴)

---

(۱)- سنن ابی داؤد، کتاب السلام، حدیث: ٥١٩٧، ج: ٤، ص: ٤٤٥، بیروت.
(۲)- بخاری شریف، کتاب الإیمان، حدیث: ١٢، ج: ١، ص: ١٦، بیروت.
(۳)- بخاری شریف، کتاب الاستئذان، حدیث: ٦٦٣٢، ج: ٤، ص: ١٦٦، بیروت.
(۴)- سنن ابی داؤد، کتاب السلام، حدیث: ٥٢٠٠، ج: ٤، ص: ٤٥٠، بیروت.

(۲)-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا انتهیٰ أحدكم إلی مجلس فليسلم فإن بَدَا لَهُ أن يجلس فليجلس، ثم إذا قام فليسلم، فليست الأولیٰ بأحق من الاٰخرة."(۱)

ترجمہ:-جب کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو (اہلِ مجلس) کو سلام کرے۔ پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے، پھر جب وہاں سے اٹھے تو سلام کرے۔ کیوں کہ پہلا سلام آخری سلام سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ (یعنی سلامِ لقا اور سلامِ وداع دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں، ان میں کوئی بھی ترجیح کا زیادہ حقدار نہیں۔)

ان دونوں حدیثوں سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

(الف)- جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کی جائے، تو اسے سلام کیا جائے۔ موبائل سے اپنے دینی بھائی کو کال کرنا گویا اس سے ملاقات کرنا ہے۔ لہٰذا کال کرنے والا شخص پہلے سلام کرے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(ب)-جس طرح شروع میں سلام کیا ہے، اسی طرح اخیر میں بھی سلام کرے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ: "فليست الأولیٰ بأحق من الاٰخرة." سے ظاہر ہوتا ہے۔

لہٰذا موبائل پر گفتگو پوری ہو جائے تو اخیر میں سلام کرنے کے بعد ہی موبائل رکھا جائے۔

آج کل بالعموم گفتگو پوری ہونے کے بعد "ٹھیک ہے رکھتے ہیں" یا پھر "خدا حافظ" کہہ کر موبائل رکھ دیا جاتا ہے۔ اخیر میں خدا حافظ کہنا بھی اچھی بات ہے کہ یہ "دعائیہ کلمہ" ہے مگر اس کے ساتھ اخیر میں سلام کرنا بھی نہ بھولیں کہ یہ اسلامی شعار ہے اور آدابِ ملاقات کا ایک عمدہ اور احسن طریقہ ہے۔ سلام کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے، اس لیے اخیر میں سلام ضرور کریں۔

(ج)-جب جب ملاقات ہو، تب تب سلام کرے۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی ملاقات میں سلام کے بعد سلام کرنے والوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

آج کل ہوتا یہ ہے کہ موبائل پر پہلی گفتگو سے قبل سلام کیا جاتا ہے اور اس کے بعد دو چار

(۱)- جامع الترمذی، کتاب الاستئذان، حدیث: ۲۷۱۵، ج: ٤، ص: ۳۲٤، بیروت.

منٹ یا پانچ دس منٹ کے وقفے سے پھر کال کرنے کی ضرورت پڑجاتی ہے تو دوبارہ سلام کرنے کے بجائے ڈائریکٹ گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔

ایسا نہیں ہونا چاہیے، اگر چند مرتبہ گفتگو کی ضرورت پیش آئے اور ہر بار سلام کر لیا جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ ہم جب جب سلام کریں گے، تب تب رحمتِ الٰہی کے مستحق ٹھہریں گے۔ سلام زیادہ ثواب زیادہ، سلام زیادہ رحمت زیادہ، سلام زیادہ برکت زیادہ۔

موبائل کے سلام کا جواب واجب ہے

سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ تو جس طرح بالمشافہہ ملاقات میں سلام کا جواب واجب اور خط میں لکھے ہوئے سلام کا جواب واجب ہے، اسی طرح موبائل کے ذریعے کیے گئے سلام کا جواب بھی واجب ہے۔

در مختار میں ہے:

"ویجب رد جواب کتاب التحیة کرد السلام."

اس کے تحت فتاویٰ شامی میں ہے:

"لأن الکتاب من الغائب بمنزلة الخطاب من الحاضر والناس عنه غافلون."[1]

ترجمہ: خط و کتابت کے ذریعہ کیے گئے سلام کا جواب واجب ہے۔ کیوں کہ غائب کا خط حاضر کے خطاب کے درجے میں ہے اور لوگ اس حقیقت سے غافل ہیں۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"خط میں سلام لکھا ہوتا ہے، اس کا بھی جواب واجب ہے۔"[2]

اوپر بیان ہوا کہ موبائل سلام و کلام اور پیغام رسانی میں خط و کتابت سے بڑھ کر ہے اور بالمشافہہ ملاقات کے قریب تر ہے۔

---

(۱)- فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:٥٩٤، کتاب الحظر والاباحة، زکریا بك ڈپو، دیو بند.

(۲)- بہارِ شریعت، حصه:١٦، ج:٣، ص:٤٦٣. مکتبة المدینة، دهلی.

جب خط میں لکھے ہوئے سلام کا جواب واجب ہے تو موبائل کی کال جو خط وکتابت سے بڑھ کر ہے، اس کے سلام کا جواب بھی بدرجۂ اولیٰ واجب ہوگا۔ لہٰذا موبائل پر کیے گئے سلام کا جواب ضرور دیں، ورنہ ترکِ واجب کے سبب گنہ گار ہوں گے۔

عام ملاقات میں حکم یہ ہے کہ سلام اتنی آواز سے کرے کہ جس کو سلام کیا ہے، وہ سلام سن لے اور جوابِ سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا، جواب سن لے۔ یہی حکم موبائل کے ذریعہ سلام اور جوابِ سلام کا بھی ہے کہ موبائل سے سلام کرنے والا اتنی بلند آواز سے سلام کرے کہ دوسری جانب کال ریسیو (Receive) کرنے والا سلام سن لے اور کال ریسیو کرنے والا اتنی بلند آواز سے جواب دے کہ دوسری جانب موبائل سے سلام کرنے والا سلام کا جواب سن لے۔ کیوں کہ سلام کرنے والے کو اس کے سلام کا جواب سنانا ضروری ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

”لا یسقط فرض جواب السلام إلا بالإسماع کما لا یجب (جَوَابُ السلام) إلا بالإسماع.“[۱]

سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔[۲]

لہٰذا موبائل کے سلام کا جواب بھی فوراً واجب ہے۔ تاخیر کے باعث گناہ ہوگا۔

فتاویٰ شامی میں ہے کہ:

سلام کرنے میں نیت یہ ہو کہ جس کو سلام کیا گیا ہے، اس کی عزت و آبرو اور مال و عیال کی حفاظت ہو۔[۳]

بندگی عرض اور آداب عرض جیسے الفاظ سے سلام کرنا منع ہے کیوں کہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ ہاں! تسلیم عرض یا تسلیمات عرض، سلام کے طور پر بول سکتے ہیں کہ یہ سلام ہی کے

(۱)- فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۲۶، زکریا بک ڈپو، دیوبند.

(۲)- فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:۶۸۳، کتاب الحظر والإباحة، مکتبہ زکریا، دیوبند.

(۳)- بہارِ شریعت، حصہ:۱۶، ج:۳، ص:۴۵۹، مکتبة المدینة، دھلی.

معنیٰ میں ہے۔[1]

موبائل پر السلام علیکم کے بجائے ہیلو کہنا

فیشن پرستی اور مغربی تہذیب نے ہمارے کردار کے ساتھ ہماری رفتار وگفتار تک کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔ آج کل موبائل پر رابطہ کے وقت پہلا لفظ جو سننے کو ملتا ہے، وہ ہیلو(Hello) ہے۔ پتہ نہیں یہ ہیلوانگریزی ہوم (گھر) سے آیا ہے یا پھر ہیل (جہنم)(Hell) سے ٹپک پڑا ہے۔ اسلامی طریقہ یہ ہے کہ موبائل پر ہیلو کہنے کے بجائے "السلام علیکم" کہا جائے۔ موبائل پر سلام سے پہلے ہیلو کرنا اسلامی شعار کے خلاف ہے۔ انگریزی میں ہیلو کا لفظ کسی کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ ہم اپنی روز مرہ زندگی میں کسی کو بلانے کے لیے کہتے ہیں۔ بھائی صاحب سنیے! ہیلو، ہیلو یعنی اِدھر دیکھیے اور میری طرف توجہ دیجیے۔ اگر موبائل پر ہیلو بولنے کا مقصد یہی ہے تو اس لفظ کے بجائے "السلام علیکم" کہنا زیادہ بہتر ہے۔ کیوں کہ السلام علیکم کہنے سے اسلامی شعار پر عمل بھی ہو جاتا ہے اور مخاطب کی توجہ اپنی جانب مبذول بھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا موبائل پر "ہیلو، ہیلو" نہ کہیں، کیوں کہ یہ انگریزوں کا طریقہ ہے۔ صحیح اسلامی طریقہ "السلام علیکم" ہے۔ یہی طریقہ اپنائیں۔

اسی طرح گُڈ مارننگ (Good Morning) اور گُڈ نائٹ (Good Night) کہنے کے بجائے ہمیشہ "السلام علیکم" ہی بولیں۔ السلام علیکم میں جو جامعیت اور دینی واخروی فائدہ ہے، وہ گُڈ مارننگ اور گڈ نائٹ بولنے میں نہیں ہے۔

عصری تعلیم یافتہ مسلم طبقہ جو اپنے آپ کو سیکولر اور ماڈرن خیال کرتا ہے یہ لوگ موبائل پر بات کرتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں اوکے (ok) تھینکس (Thanks)، مسلمانوں کو اس قسم کے الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مذہب اسلام انگریزی یا کسی اور دوسری زبان کے بولنے سے منع نہیں کرتا۔ اس قسم کے الفاظ بولنے سے اس لیے گریز اور پرہیز کرنا چاہیے کہ ان الفاظ کا تعلق انگریزی زبان سے زیادہ انگریزی تہذیب اور مغربی تمدن سے ہے۔

(۱)- بھارِ شریعت، حصہ: ۱٦، ج: ۳، ص: ٤٦٥، مکتبة المدینہ، دھلی.

حدیث پاک: من تشبه بقوم فهو منهم. سے اغیار کی زبان نہیں، بلکہ اغیار کی تہذیب وتمدن اور اُن کے طور طریقے مراد ہیں۔

موبائل سے غیر مسلم کو سلام کرنا

سلام ایک دعا ہے۔ السلام علیکم کہ کر اپنے مسلمان بھائی کے حق میں خیر وبرکت اور صحت وسلامتی کی دعا کی جاتی ہے اور بحکم نصِ قرآن:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾. (۱)

کفار ومشرکین کے حق میں دعاے مغفرت ورحمت ناجائز وحرام ہے۔

لہٰذا موبائل سے کسی غیر مسلم (ہندو، کافر، یہودی، عیسائی وغیرہ) کو سلام کرنا، سخت ناجائز اور حرام اشد حرام ہے۔

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

"ولو سلم على الذمى تبجيلا يكفر لأن تبجيل الكافر كفر."(۲)

ترجمہ:- اگر مسلمان کسی کافر ذمی کو تعظیماً سلام کرے تو وہ کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

جب کافر ذمی کو تعظیماً سلام کرنا کفر ہے تو ہندوستان کے کافر حربی کو تعظیماً سلام کرنا بدرجۂ اولیٰ کفر ہوگا۔ اس لیے یہاں کے کفار ومشرکین کو ہرگز ہرگز سلام نہ کیا جائے۔

حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

"تبجيلا قال فى المنح: قيد به لأنه لولم يكن كذلك بل كان لغرض من الأغراض الصحيحة فلا بأس به ولا كفر."(۳)

---

(۱)- قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۳، پارہ: ۱۱.

(۲)- ردالمحتار، ج:۹، ص: ۵۹۱، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۳)- فتاویٰ شامی، ج:۹، ص: ۵۹۱، ۵۹۲، مکتبہ زکریا، دیو بند.

ترجمہ:-کافر ذمی کو سلام کرنے میں "تعظیم" کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اگر ذمی کافر کو کسی حاجت یا صحیح دنیوی غرض سے سلام کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کفر بھی نہیں ہے۔

کافر ذمی (جو اسلامی سلطنت میں جزیہ دے کر مقیم ہو) کو حاجتِ شرعی اور ضرورتِ دنیوی کے تحت سلام کرنے میں حرج نہیں ہے۔ اسی طرح کافر ذمی کے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے، مگر جواب میں صرف "وعلیکم" کہا جائے پورا جواب "وعلیکم السلام" نہ کہا جائے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"وإذا كان له حاجة فلا بأس بالتسليم عليه ولا بأس برد السلام علىٰ أهل الذمة لكن لايزاد علىٰ قوله "وعليكم". [1]

اسی طرح اگر کوئی یہودی، عیسائی یا مجوسی سلام کرے تو مسلمان کو صرف "وعلیکم" کہہ کر جواب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

در مختار میں ہے:

"ولو سلم يهودي أو نصراني أو مجوسي علىٰ مسلم فلا بأس بالرد ولٰكن لايزيد علىٰ قوله وعليك". [2]

ترجمہ:-اگر کسی مسلمان کو یہودی، عیسائی یا مجوسی سلام کرے تو اس کا جواب صرف "وعلیکم" کہہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اوپر کی تفصیلی گفتگو سے جو مسائل معلوم ہوئے وہ یہ ہیں:

(۱)-کسی کافر کو خواہ وہ حربی ہو یا ذمی، یہودی ہو یا عیسائی تعظیماً سلام کرنا صرف حرام ہی نہیں، بلکہ کفر ہے۔

(۲)-ضرورتِ شرعی اور صحیح دنیوی غرض سے کافر ذمی کو سلام کر سکتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب بھی دے سکتے ہیں۔ مگر صرف "وعليكم" کہہ کر، پورا جواب "وعليكم السلام" نہ کہا جائے۔

---

(۱)- فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۲۵، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

(۲)- ردالمحتار، ج:۹، ص:۵۹۱، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

(۴)-یہودی، عیسائی، مجوسی اور کافر سلام کرے تو مسلمان اس کا جواب صرف ''وعلیکم'' کہہ کر دے سکتا ہے۔

بالعموم دیکھا یہ جاتا ہے کہ مسلمان کسی کافر کو سلام نہیں کرتے اور اگر کوئی کر بھی دیتا ہے تو وہاں کافر کی تعظیم مقصود نہیں ہوتی، لہٰذا ایسے موقع پر کفر و فسق کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اور شدید ضرورت کے وقت صرف اوپر دل سے غیر مسلم کو بالمشافہہ یا بذریعۂ موبائل سلام کر سکتے ہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے:

''کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (۱)

موبائل پر گفتگو کا انداز

''دینِ اسلام کا فکری و عملی دستور اور نظامِ تمدن و معاشرت سختی کے بجائے نرمی اور شدت کے بجائے ملائمت پر قائم ہے۔ نرمی اور متانت و سنجیدگی اسلام کے مزاج میں داخل ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

إن الله يحب الرفق في الأمر كله. (۲)

مسلم شریف کی حدیث ہے:

من يحرم الرفق يحرم الخير. (۳)

ترجمہ:-جو شخص نرمی سے محروم رہتا ہے وہ بھلائی سے محروم رہتا ہے۔

لہٰذا آپسی میل جول اور باہمی ملاقات میں متانت و سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ موبائل پر گفتگو بھی ملاقات ہے۔ لہٰذا موبائل پر بھی نرمی اور شائستگی کے ساتھ گفتگو کی جائے۔

موبائل پر گفتگو پوری متانت و سنجیدگی اور خوش گوار لہجے میں ہونی چاہیے۔ بات چیت کا

---

(۱)- بهارِ شریعت، حصه:١٦، ج:٣، ص:٤٦٢.

(۲)- جامع الصغير مع فيض القدير، ج:٢، ص:٣٦٤، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۳)-مسلم شريف، ج:٢، ص:٣٢٢، دار المعرفة، لبنان.

انداز ایسا ہو کہ دوسرا شخص آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ علاوہ ازیں زبان بالکل سادہ، عام فہم اور سلیس ہو۔ گفتگو نہ بالکل زور زور سے ہو اور نہ بالکل آہستہ آہستہ۔ اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ بات چیت کریں، اگر موبائل پر گفتگو کرنے والے بڑے بزرگ مثلاً والدین، اساتذہ، پیر و مرشد اور دیگر قریبی رشتہ دار (جو عمر میں آپ سے بڑے ہیں) ہوں تو ان کی عزت واحترام کا خاص خیال رکھیں اور ان کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہی بات کریں۔ اور موبائل سے بات کرنے والا آپ سے عمر میں چھوٹا ہے تو اس کے ساتھ شفقت و رحمت کا برتاؤ کریں۔ الغرض موبائل کے ذریعہ بات کرنے میں وہ تمام آداب ملحوظ رکھیں جو روبرو بات کرنے میں مخاطب کے مقام و مرتبے کے لحاظ سے ملحوظ ہوتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

"أنزلوا الناس منازلهم."[1]

ترجمہ:- لوگوں کے مقام و منصب کی رعایت کرو۔

اور ترمذی شریف میں ایک حدیث اس طرح آئی ہے:

"ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يؤقر كبيرنا."[2]

ترجمہ:- جو بچے پر رحم و شفقت اور بڑے کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

لہٰذا موبائل پر گفتگو کے دوران ان چیزوں کی رعایت ضرور ہونی چاہیے۔

موبائل پر اپنا تعارف کرانے کا غلط طریقہ

کسی بھی مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اسے اولاً سلام کیا جائے اور اس کے بعد کلام کیا جائے، اور اگر سامنے والا اسے نہ جانتا ہو تو اپنا تعارف کرایا جائے، اور اگر ملاقات کی غرض سے کسی کے گھر جانا پڑے تو آواز دے کر یا دروازہ کھٹکھٹا کر پہلے اندر آنے کی

---

(۱)-سنن ابو داؤد، كتاب الادب، باب فى تنزيل الناس منازلهم، ج:۲، ص:٦٧٧، حديث: ٤٨٤٢، مطبوعه دار الفكر، بيروت.

(۲)-سنن الترمذى، كتاب البر والصله، باب ماجاء فى رحمة الصبيان، ج:٤، ص:٣٢١، حديث: ١٩١٩، مطبوعه دار احياء التراث العربى، بيروت.

اجازت طلب کی جائے۔جب اجازت مل جائے تو اندر آکر پہلے سلام اور پھر کلام کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب ''قرآن مجید'' میں ارشاد فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ:-اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو جب تک سلام نہ کر لو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے کہ تم اس پر دھیان دو۔

موبائل کے ذریعہ گفتگو میں بھی یہی طریقہ اپنایا جائے، یعنی پہلے سلام کیا جائے اور اگر دوسرا شخص کال کرنے والے کو نہیں جانتا ہے تو اپنا تعارف کرایا جائے اور اپنا نام پتہ صحیح صحیح بتایا جائے۔ آج کل موبائل پر کچھ لوگ اپنا تعارف اس طرح کراتے ہیں: میں ہوں، پہچانے میں کون ہوں؟ اچھا ذرا پہچانو تو دیکھوں؟ اچھا بتاؤ تو میں کون ہوں؟

راقم الحروف (محمد طفیل احمد مصباحی) کو موبائل پر بارہا اس قسم کا مبہم اور غیر واضح تعارف موصول ہوتا ہے اور راقم الحروف اس طرح کے سوال ''پہچانا، میں کون ہوں؟'' کے جواب میں برجستہ کہہ دیتا ہے کہ ''نہیں پہچانا''۔ اس سے یقیناً ہمارے احباب کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہوگی۔ لیکن ایسے بزرگ احباب اور دوست کو معلوم ہونا چاہیے کہ تعارف کرانے کا یہ طریقہ بھی تو غلط ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنا نام اور پتہ بتایا جائے تاکہ سامنے والے کو کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ اس تعلق سے ''سنن ابی داؤد'' کی ایک چشم کشا حدیث ملاحظہ فرمائیں:

''عن جابر يقول: استاذنت على النبي ﷺ فقال: من هذا؟ فقلت: أنا، فقال النبي ﷺ: أنا أنا كأنه كره ذلك.''(۲)

ترجمہ:-حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون؟ تو اس پر میں نے کہا، میں ہوں،

(۱)-قرآن مجید، سورۃ النور، آیت:۲۷، پ:۱۸.

(۲)-مسند احمد بن حنبل، ج:۳۰، ص:۳۴۷، حدیث ۱۴۸۱۳.

توحضور ﷺ نے (اس تعارف کوقدرے ناپسند کرتے ہوئے)فرمایا:میں میں کیاہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہواکہ اپناتعارف کرانے کے لیے مبہم اور غیرواضح الفاظ اختیار نہ کیے جائیں۔ اپناتعارف مکمل نام کے ساتھ ہوناچاہیے۔اگرنام سے بھی کام نہ چلے توباپ کانام اور اپناپتہ بھی بتایاجائے۔لہٰذاموبائل پراس طرح تعارف کرانا"میں ہوں،پہچانا۔" غلط ہے۔

کچھ نواب زادے تواس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ پہلی بار کسی کو کال کرتے ہیں اور ڈائرکٹ پوچھنے لگتے ہیں کہ "آپ کون بول رہے ہیں؟یہ طریقہ بھی غلط ہے۔

ایسے نواب زادوں کو معلوم ہوناچاہیے کہ ان کی نوابی صرف گھر تک ہی محدود ہے، گھر سے باہر نکلنے کے بعد وہ اپنی نوابی شان جیب میں رکھ دیں اور سماجی اصول کی پاسداری کرتے ہوئے اخلاقی روش پر گامزن ہوکر موبائل پراس قسم کی باتیں نہ کریں۔اگر وہ پہلی بار کسی کو کال کررہے ہیں تو خود اپنانام، پتہ بتائیں۔ہاں!اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے موبائل پرمِس کال **(Missed Call)** کرے یاکال ہی کرے مگر پہلی مرتبہ بات نہ ہوسکے تو دوسراشخص اس بات کااخلاقی طور پر حق رکھتا ہے کہ وہ کال کرنے والے سے پوچھ سکے کہ "آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟"

اسی طرح جب کسی کو کال کیاجائے اور کال وصول کرنے والاگھر پر نہ ہواور گھر کادوسرافرد موبائل ریسیوکرکے اس کانام وپتہ پوچھنے لگے توکسی قسم کی جھنجھلاہٹ اور غصہ کیے بغیر اپنانام وپتہ بتادیناچاہیے تاکہ گھروالوں کواطمینان ہوجائے۔ایسے موقع پر لوگ اپنانام وپتہ بتائے بغیر موبائل رکھ دیتے ہیں،ایسانہیں کرناچاہیے۔

موبائل پر گفتگوکے مناسب اوقات

دنیاکانظام اور ساراکاروبارِعالم وقت کے تحت چل رہاہے۔ہر کام کے لیے ایک وقت متعیّن ہے، ہرانسان کے کھانے، پینے، کام کرنے اور آرام کرنے کے اوقات متعیّن ہیں،اگرآپ موبائل کے ذریعہ کسی سے گفتگوکرناچاہتے ہیں تواس کے لیے مناسب وقت کاانتخاب کریں،جس طرح آپ کی ضروریات کے لیے ٹائم ٹیبل مقرر ہے، اسی طرح دوسرے افراد کی بھی اپنی نجی ضروریات ومصروفیات ہیں اور ان میں سے ہرایک کی ادائیگی کے ٹائم ٹیبل مقرر ہیں۔

موبائل پر گفتگو کے لیے مناسب اوقات کا خیال ضرور رکھیں اور وقت بے وقت دوسروں کو کال کرنے سے پرہیز کریں۔ آپ کی نگاہوں سے اوجھل دوسرا شخص کون سا ضروری کام میں مصروف ہے یا کس حالت میں ہے، آپ کو اس کا علم نہیں۔ آپ کال کریں اور دوسرا شخص کال ریسیو کرنے کے بجائے فوراً کنکشن کاٹ دے تو آپ بار بار کال کر کے اپنا وقت ضائع اور دوسروں کا دماغ خراب نہ کریں، یا دوسرا شخص کال ریسیو کرنے کے بجائے موبائل کا سوئچ آف کر دے تو اس کے لیے آپ دل برداشتہ یا اس سے بدگمان نہ ہوں۔

موبائل سے کال کرنے والا، ملاقات کے لیے آنے والے شخص کی طرح ہے اور ملاقاتی کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ پہلے اجازت لے، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ الٹے پاؤں واپس چلا جائے اور کسی طرح کا حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔

ملاقات سے متعلق قرآن کی تعلیم ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. (۱)

ترجمہ:-اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔

ملاقاتی شخص کو اجازت نہ ملنے سے متعلق قرآن کی ہدایت یہ ہے:

وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ. (۲)

ترجمہ:-اور جب تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ (واپس ہو جاؤ) پس لوٹ آؤ۔ یہ تمھارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔

موبائل پر بات کرنے کے بجائے موبائل کا کنکشن کاٹ دینا: "وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا" کی منزل میں ہے اور کال کرنے والے شخص کا دل برداشتہ ہونا یا شکوہ و شکایت کرنا، آیت کریمہ: فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ کے خلاف ہے۔

لہٰذا اس جانب خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۱)-قرآن مجید، سورۃ النور، آیت: ۲۷، پ: ۱۸.

(۲)-قرآن مجید، سورۃ النور، آیت: ۲۸، پ: ۱۸.

کام کاج اور آفس کے ٹائم میں کال کرنے سے پرہیز کیا جائے، اسی طرح سونے اور آرام کرنے کے اوقات میں بھی فون نہ کیا جائے۔ یوں ہی دوسرا شخص فی الوقت کال ریسیو کر کے یہ کہہ دے کہ بعد میں یا کسی اور وقت میں کال کریں تو اسے مان لیں اور ناک بھوں نہ چڑھائیں۔

ان کے علاوہ تین مخصوص اوقات ایسے بھی ہیں کہ ان تینوں مخصوص اوقات میں غلطی سے بھی کال نہ کریں اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل قرآنی ہدایت کو پیش نظر رکھیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ . مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ . ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ (۱)

ترجمہ:-اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اجازت لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام، خادم) اور وہ بھی اجازت لیں جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے ہوں (نابالغ ہوشیار بچہ) تین اوقات میں، نمازِ صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو (دوپہر آرام کے وقت) اور نماز عشا کے بعد، یہ تین اوقات تمھاری شرم کے ہیں۔ ان تین اوقات کے علاوہ اگر وہ تمھارے پاس آمد و رفت کریں تو تم پر اور ان پر کچھ گناہ نہیں۔ یوں ہی اللہ (عزوجل) تمھارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔

غور و فکر کا مقام

غلام، خادم، باندیاں اور نابالغ ہوشیار بچے گھر کے فرد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان تین مخصوص اوقات میں انھیں بھی مخصوص کمرے میں بلا اجازت آنے سے روک دیا گیا۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ دوسرے افراد بھی ان تین مخصوص اوقات کا خاص خیال رکھیں اور ان تین مخصوص اوقات میں بالمشافہہ ملاقات یا موبائل کے ذریعہ ملاقات اور کلام سے پرہیز کریں۔

(۱)-قرآن مجید، سورۃ النور، آیت:۵۸، پ:۱۸.

لہٰذا نماز صبح سے پہلے، دوپہر آرام کے وقت اور عشا کے بعد موبائل پر گفتگو کرنے سے بچیں۔
ہاں! اگر کال کرنے والا جانتا ہے کہ عشا کے بعد ابھی کال وصول کرنے والا آرام نہیں کر رہا ہوگا تو عشا کے بعد کال کرنے میں حرج نہیں۔ ایک وقت وہ تھا جب لوگ فون کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے اور شدت سے کسی کے کال کا انتظار کرتے تھے، لیکن اب وہ زمانہ ختم ہوگیا۔ موبائل کی گھنٹی سنتے سنتے اب دماغ پک چکا ہے۔ اس لیے موبائل پر گفتگو مناسب اوقات میں اور ضروری مقدار ہی میں ہونی چاہیے۔ حد سے زیادہ اور وقت بے وقت موبائل پر گفتگو کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مسلم عورتوں کے لیے موبائل کا استعمال

موبائل کی کثرت اور اس کے بے جا استعمال کے باعث اب یہ بتانا حد درجہ دشوار ہے کہ موبائل استعمال کرنے والوں میں مردوں کی تعداد زیادہ ہے یا عورتوں کی؟
تازہ رپورٹ کے مطابق صرف ہندوستان میں ۸۶؍ کروڑ، ۸۷؍ لاکھ موبائل استعمال میں ہیں۔ (۱)
مردوں کی طرح عورتیں بھی موبائل کے استعمال میں پیش پیش ہیں، کروڑوں کی تعداد میں مسلم خواتین اور مسلم لڑکیاں موبائل استعمال کر رہی ہیں۔ نئے حالات کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک اہم اور نیا مسئلہ یہ بھی ہے کہ "مسلم خواتین اور مسلم لڑکیوں کے لیے موبائل کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟"
قارئین کرام! آپ اس سوال سے یقیناً چونک گئے ہوں گے اور سوچ رہے ہوں گے کہ مولوی (طفیل احمد) کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ مسلم عورتوں کے حق میں موبائل کے استعمال سے متعلق جواز و عدم جواز کا ایک نیا مسئلہ کھڑا کرنے پر یہ مولوی تلا ہوا ہے۔
بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے کہ مسلم عورتوں کے لیے موبائل کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ آپ چاہے جو کہہ لیں، مگر یہ سوال اپنی جگہ سو فیصد درست ہے۔
موبائل خط و کتابت اور پیغام رسانی کی ایک ترقی یافتہ شکل اور آسان ترین صورت ہے۔

---

(۱)-روز نامہ انقلاب، ۱۸ اکتوبر، ۲۰۱۳ء۔

موبائل کا درجہ خط و کتابت سے بڑھ کر ہے۔ "کتابتِ نسواں" یعنی عورتوں کو لکھنا سکھانے کی ممانعت سے متعلق حدیث ہے:

"لا تعلموهن الكتابة." [1]

ترجمہ:- عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ۔

مستدرک کے علاوہ یہ حدیث شعب الایمان اور صحیح ابن حبان میں بھی موجود ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا یہ مبنی بر احتیاط فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"عورتوں، لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے، حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا تُعلِّموهن الكتابة. عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ، اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ. فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ حضرت لقمان حکیم نے ایک لڑکی کو مکتب میں ایسی تعلیم (کتابت، لکھنا) پاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: لمن يصقل هذا السيف؟ یہ تلوار کس کے لیے صیقل کی جا رہی ہے؟ یہ انھوں نے اپنے زمانے کے اعتبار سے فرمایا، اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے۔ [2]

حدیث پاک اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ کتابت نسواں یعنی عورتوں کو لکھنا سکھانا ممنوع و ناجائز ہے۔ عدمِ جواز کی علت فتنے کا دروازہ کھولنا، فسادِ زمانہ اور عورتوں کی بے راہ روی ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

كاسيات عاريات مائلات مميلات. [3]

یعنی قربِ قیامت ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں لباس پہن کر بھی بے لباس ہوں گی، خود دوسروں کی طرف مائل ہوں گی اور دوسروں کو بھی اپنی طرف مائل کریں گی۔

(۱)- المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۳۹٦، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲)- فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۵۸، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۳)- شعب الايمان للبيهقي، التاسع والثلاثون من شعب الايمان، فصل في حجاب النساء، رقم الحديث: ۷۵۵۲، دار ابن حزم، بيروت.

ظاہر سی بات ہے کہ جب عورتیں لکھنا سیکھ جائیں گی تو ہر طرح کی جائز و ناجائز تحریریں لکھیں گی۔ عشق و محبت کا بازار گرم کریں گی اور اجنبی مردوں سے خط و کتابت کے ذریعے دوستی کا ہاتھ بڑھا کر مفاسد کا دروازہ کھولیں گی۔ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کے مطابق جب "کتابتِ نسواں" کی تعلیم ناجائز ہے تو بھلا "اس دورِ فتنہ و فساد میں عورتوں کے لیے موبائل کا استعمال کیوں کر جائز ہوگا؟" بالخصوص آج کے اس پُرفتن دور میں جب کہ موبائل کے ذریعے عشق و محبت کے معاملہ میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور موبائل کی وجہ سے لڑکیاں اجنبی مردوں کے ساتھ گھروں سے بھاگ رہی ہیں۔

عصر حاضر کا یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے اور ہمارے علمائے کرام و مفتیان عظام کو دعوتِ غور و فکر دیتا ہے۔ اس سوال کا جواب مفتیانِ کرام ہی دیں گے۔ مجھ جیسا کوتاہ علم اور کج فہم اس اہم شرعی مسئلے میں کسی طرح کی رائے زنی کا علمی حق نہیں رکھتا۔

تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ شادی شدہ مسلم عورتوں کے لیے موبائل استعمال کرنا اور اس کے ذریعے اپنے محرموں سے بات چیت کرنا جائز و درست ہے، اور غیر محرموں سے بات چیت ممنوع و ناجائز ہے۔ اور وہ مسلم لڑکیاں جو غیر شادی شدہ اور بالغ ہیں، ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ موبائل استعمال نہ کریں اور استعمال کریں بھی تو صرف اپنے محرموں سے بات چیت کریں۔ غیر محرم اور اجنبی مردوں سے بات چیت جس طرح شادی شدہ عورتوں کے لیے ناجائز ہے، اسی طرح غیر شادی شدہ بالغ لڑکیوں کے لیے بھی ناجائز ہے۔

اور شرعی حاجت یا ضرورت کے وقت دونوں (شادی شدہ و غیر شادی شدہ عورتوں) کے لیے پردے کے اہتمام کے ساتھ اجنبی مردوں سے گفتگو کی اجازت ہے۔ خواہ یہ گفتگو موبائل سے ہو یا بغیر موبائل کے۔

وقت ضرورت جب عورتیں پردے میں رہ کر بالمشافہہ اجنبی مردوں سے بات چیت کر سکتی ہیں تو موبائل کے ذریعے بھی اس کی اجازت ہوگی۔ اور جہاں ضرورت نہ ہو وہاں اجنبی مردوں سے بات چیت شادی شدہ و غیر شادی شدہ دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ یہی حکم مردوں کے لیے بھی ہے کہ موبائل کے ذریعہ محرم عورتوں اور لڑکیوں سے بات چیت جائز اور غیر محرم عورتوں سے ناجائز ہے۔ غیر محرم اور اجنبی مردوں سے جہاں وقت ضرورت بات چیت کی اجازت ہے،

وہاں یہ بھی شرط ہے کہ عورتیں اپنی آواز میں لچک، نرمی اور دل کشی پیدا نہ کریں۔ بلکہ سخت لہجے میں اور کھُردرے انداز میں بات چیت کریں تاکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور کوئی حریص الطبع آدمی عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ. [1]

ترجمہ:- اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ بُرا خیال کر بیٹھے۔

عورت کی آواز بھی عورت ہے، عورتوں کا اپنی آواز بلند کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

"ولا تلبي جهرا الأن صوتها عورة.

ترجمہ:- عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے، کیوں کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔

اسی وجہ سے عورت کے لیے اذان دینا جائز نہیں ہے۔

حدیث پاک ہے:

المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. [2]

ترجمہ:- عورت پوشیدہ رہنے کی چیز ہے، جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے گھُور گھُور کر دیکھتا ہے۔

اس حدیث پاک کے تحت امام مناوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"والمعنى أنه يستقبح تبرزها وظهورها. [3]

ترجمہ:- حدیث کا معنیٰ ومفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی زیب وزینت ظاہر کرکے بے پردگی کا مظاہرہ نہ کریں کہ یہ بُری بات ہے۔

---

(۱)- قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۲، پارہ: ۲۲.

(۲)-جامع الصغير مع فيض القدير، ج:٦، ص:٣٤٦، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۳)- جامع الصغير مع فيض القدير، ج:٦، آيت: ٣٤٦، دار الكتب العلمية، بيروت.

بہر کیف!عام حالتوں میں موبائل پر مرد و عورت کا اجنبی مرد و عورت سے گفتگو ناجائز ہے اور ضرورت کے وقت جائز ہے۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی آدمی کو فون کر رہے ہیں، وہ آدمی بر وقت گھر میں موجود نہیں ہے اور بار بار موبائل کی گھنٹی بج رہی ہے تو اس صورت میں اس آدمی کی والدہ، اہلیہ یا بہن وغیرہ موبائل اٹھا لیتی ہے اور کہتی ہے کہ فلاں صاحب اس وقت گھر میں نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایک طرح کی مجبوری ہے۔ ایسی صورت میں موبائل پر اجنبی مرد و عورت کی اس مختصر گفتگو کو ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ یہاں ایک طرح کی ضرورت اور مجبوری ہے۔ لہٰذا اس کی رخصت و اجازت ہوگی۔

حضرت مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ دام ظلہ لکھتے ہیں:

"ضرورت و حاجت کی حد تک شریعت کی طرف سے اس کی (اجنبی مرد و عورت سے گفتگو کی) رخصت ہے۔خواہ وہ گفتگو ٹیلی فون (موبائل) کے ذریعہ ہو خواہ آمنے سامنے پردہ کے ساتھ۔"(۱)

موبائل کی گھنٹی اور رِنگ ٹون کیسا ہو؟

موبائل کی گھنٹی اور رنگ ٹون بالکل سادہ ہونا چاہیے۔ گانا اور میوزک وغیرہ سے خالی ہونا چاہیے۔ جس طرح ریسیور ٹیلی فون کی گھنٹی سادہ اور میوزک سے خالی ہوتی ہے موبائل کی گھنٹی بھی بالکل ایسی ہی ہونی چاہیے۔ موبائل کی گھنٹی اور رِنگ ٹون میں گانا اور میوزک سے بھری ہوئی حمد و نعت اور اذان و سلام سیٹ کرنا منع ہے، گانا، میوزک، ڈھول، طبلہ، بینڈ باجا، سارنگی اور بانسری وغیرہ کی اسلام میں اجازت نہیں۔ آج کل موبائل کا رِنگ ٹون "یا نبی سلام علیک" میوزک کے ساتھ بالعموم سننے کو ملتا ہے، میوزک آمیز یہ سلام موبائل کے رِنگ ٹون میں سیٹ کرنا جائز و درست نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ

(۱)- فتاویٰ یورپ، ص:۵۳۸، مکتبہ جامِ نور، دھلی.

يَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ [1]

ترجمہ:-اور کچھ لوگ کھیل کی باتوں کو خریدتے ہیں، تاکہ اللہ کے راستے سے بھٹکائیں، بغیر کسی علم کے، اور اسے ہنسی مذاق ٹھہرائیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ میں " لَهْوَ الْحَدِيْثِ " سے "گانا بجانا" اور اس کے مثل دوسری چیزیں (میوزک، موسیقی، سارنگی، ڈھول تاشہ) مراد ہیں۔ [2]

مسلمانو! آپ اس آیتِ کریمہ سے گانے، بجانے، ڈھول تاشے اور میوزک وغیرہ کی حرمت و کراہت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جب موبائل کی گھنٹی کا مقصد فون آنے کی اطلاع اور خبر حاصل کرنا ہے، تو یہ مقصد سادہ رِنگ ٹون سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ گانا اور میوزک وغیرہ سے بھری ہوئی گھنٹی موبائل میں سیٹ کر کے ایسے "گناہِ بے لذت" سے کیا فائدہ؟

لہٰذا ہمیشہ اور ہر حال میں موبائل کی گھنٹی اور رِنگ ٹون سِمپل اور سادہ ہی رکھیں۔ موبائل کے رِنگ ٹون میں گانا اور میوزک سیٹ کر کے اپنے سر پر گناہ کا بوجھ نہ ڈالیں۔

موبائل کے ذریعہ جاندار کی تصویر کشی کا حکم

موبائل کے ذریعہ تصویر کشی (فوٹو کھینچنا) سراسر ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح کیمرہ کے ذریعہ تصویر کشی بھی ناجائز و حرام ہے۔ ہاتھ سے مجسمہ تیار کرنے اور جاندار کی تصویر بنانے کا بھی یہی حکم ہے۔ فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا دونوں کا حکم ایک ہے۔ یعنی تصویر کھینچنا بھی گناہ و حرام اور کھینچوانا بھی۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

لحرمة تصو یر ذی الروح. [3]

جاندار کی تصویر سازی حرام ہے۔

حضور سرکار مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں:

---

(۱)- قرآن مجید، سورہ لقمان، آیت: ٦، پ: ٢١.

(۲)- سنن کبریٰ، ج: ١، ص: ٢٣٢، دار المعرفة بيروت.

(۳)- فتاویٰ شامی، ج: ٩، ص: ٥١٩، زکریا بك ڈپو، دیو بند.

"جاندار کا فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا حرام ہے۔"[۱]

بہارِ شریعت میں ہے:

"تصویر بنانا یا بنوانا وہ بہر حال حرام ہے۔ خواہ وہ دستی (ہاتھ کے ذریعہ) ہو یا عکسی (کیمرہ یا موبائل سے) دونوں کا حکم ایک ہے۔"[۲]

تصویر کشی یا تصویر سازی کی حرمت و ممانعت (حرام و ممنوع ہونا) اس وجہ سے ہے تاکہ بت پرستی سے حد درجہ دوری اور اس سے سخت نفرت و بے زاری پیدا ہو۔ بت پرستی کی ابتدا اسی تصویر سازی سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ بت پرستی کی ابتدا بزرگانِ دین کی تصویر سے ہوئی ہے۔

تصویر کشی پہلے اس قدر عام نہ تھی۔ لیکن جب سے موبائل عام ہوا ہے تب سے تصویر کشی کے رجحان میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اب ہر ایک آدمی کی پہلی پسند ملٹی میڈیا اور کیمرے والا موبائل ہوا کرتی ہے۔ پیدائش سے لے کر ۲/ تا ۵/ سال کی عمر والے چھوٹے بچوں کے فوٹو موبائل کے ذریعہ اتنی کثرت سے کھینچے جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! اب چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے فوٹو کھینچنا یا کھینچوا لینا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے اور یہ صرف موبائل کی دین ہے۔ اگر موبائل عام نہ ہوا ہوتا تو تصویر کشی کا یہ مینا بازار اس قدر گرم نہ ہوا ہوتا۔

مسلمانو! مندرجہ ذیل دو احادیث کریمہ ملاحظہ کرو اور خدا کے واسطے تصویر کشی جیسے سخت اور کبیرہ گناہ سے باز آجاؤ۔ ورنہ کل قیامت کے دن اس برے عمل کا آپ سے حساب لیا جائے گا۔

(۱)-بخاری شریف کی حدیث ہے:

إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون.[۳]

ترجمہ:-قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔

(۲)-دوسری حدیث اس طرح ہے:

(۱)- فتاویٰ مصطفویہ، ص: ٤٤٩، بریلی شریف.

(۲)- بہارِ شریعت، حصہ: ۳، ج: ۱، ص: ٦٢٩، مکتبة المدينة، دهلی.

(۳)- بخاری شریف، ص: ۱۰۷۲، حدیث: ٥٩٩٠، دار احیاء التراث العربی، بیروت

من صنع الصورة يعذب يوم القيامة يقول: أحيوا ما خلقتم. [1]

ترجمہ:- تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جو یہ تصویر بنائی ہے، اس میں جان ڈالو۔

غرض کہ دینِ اسلام میں تصویر کشی سخت ناجائز و حرام ہے۔

اسی حرمت و کراہیت کی بنا پر: ''جس کپڑے پر جان دار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔'' [2]

موبائل کے ذریعہ غیر جاندار کی تصویر کشی کا حکم

شریعتِ اسلامی میں صرف جاندار (مثلاً انسان، حیوان وغیرہ) کی تصویر کشی ناجائز و حرام ہے۔ باقی غیر جاندار کی تصویریں مثلاً خانۂ کعبہ، گنبد خضرا، دکان و مکان، پہاڑ، سمندر وغیرہ تو ان تمام چیزوں کی تصویر کھینچنا اور انھیں اپنے دکان و مکان میں رکھنا جائز ہے۔ لہٰذا موبائل کے ذریعہ غیر جاندار کی تصویر کشی جائز ہے۔ یعنی ہر وہ تصویر جس کا تعلق جمادات و نباتات اور غیر ذی روح سے ہو، موبائل کے ذریعہ اس کا کھینچنا اور کھینچوانا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی لکھتے ہیں:

''تصویر مکانات وغیرہ ہر جاندار کی بنانا، رکھنا سب جائز ہے۔'' [3]

موبائل کی اسکرین پر جاندار کی تصویر رکھنے کا حکم

جس جاندار کی تصویر کشی ناجائز و حرام ہے، اس کی تصویر دکان و مکان میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور جس غیر جاندار کی تصویر کشی جائز ہے، اس کی تصویر مکان و دکان میں رکھنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ ابھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا فتویٰ گزرا اور وہ یہ کہ ''تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی

(۱)- بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، ج:۳، ص:۱۱۷۸، حدیث:۳۰۵۲، مطبوعہ دار ابن کثیر، یمامہ، بیروت.

(۲)- بہارِ شریعت، حصہ سوم، ج:۱، ص:٦٢٧. مکتبة المدینة، دھلی.

(۳)- فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۲٤، ص:۵۱۳، برکات رضا، پور بندر.

بنانا، رکھنا سب جائز ہے۔"

اسی اصل پر یہ مسئلہ متفرع (جاری) ہوگا کہ جاندار کی تصویر کشی ناجائز و حرام ہے، اس لیے اس کی تصویر موبائل کی اسکرین پر رکھنا بھی ناجائز ہوگا اور چوں کہ غیر جاندار کی تصویر کشی جائز ہے، اس لیے اس کی تصویر موبائل کی اسکرین پر رکھنا بھی جائز ہوگا۔"

لہٰذا موبائل کی اسکرین پر جاندار کی تصویر (اگر چہ پیر و مرشد اور چھوٹے بچے ہی کی کیوں نہ ہو) رکھنا ناجائز اور غیر جاندار کی تصویر رکھنا جائز و درست ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نمازی کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں کسی جاندار کی تصویر ہو تو اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ اور غیر جاندار کی تصویر ہو مثلاً پہاڑ، دریا وغیرہ کی تو اس میں حرج نہیں۔ [1]

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جاندار کی تصویر کا سامنے ہونا موجب کراہت ہے اور غیر جاندار کی تصویر کا سامنے ہونا موجب کراہت نہیں، اگر چہ وہ موبائل کی اسکرین پر ہو۔

آج کل لوگ اپنے پیر و مرشد کی تصویر (فوٹو) اور چھوٹے بچوں کی تصویر کمالِ احترام و شفقت سے اپنے موبائل کی اسکرین پر رکھتے ہیں اور ان تصویروں کو دیکھ کر سکونِ قلب حاصل کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔

جب موبائل کی اسکرین پر پیر و مرشد اور چھوٹے بچوں کی تصویریں رکھنے کی اجازت نہیں تو پھر فلمی ہیرو اور ہیروئن کی تصویریں رکھنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ فیشن کے عادی نوجوان مسلم لڑکے اور لڑکیاں آج کل اس بلا میں عام طور سے مبتلا ہیں۔ یہ مسلم لڑکے اور لڑکیاں اپنے من پسند فلمی ہیرو اور ہیروئن کی تصویریں موبائل کی اسکرین پر رکھتے ہیں اور بڑے شوق سے ان تصویروں کا نظارہ کرتے ہیں۔ اس طرز عمل سے سخت پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ قیامت کے دن یہ ہیرو ہمارے حق میں وبالِ جان ثابت ہوں گے۔

موبائل میں محفوظ جاندار کی تصویر کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

اگر موبائل میں جاندار کی تصویر محفوظ ہو چاہے امیج فولڈر، امیج گیلری میں پوشیدہ ہو یا اسکرین

(۱)- بہارِ شریعت، حصہ سوم، ج:۱، ص:٦٢٧، مکتبۃ المدینۃ، دھلی.

پر ظاہر ہو اور وہ موبائل جیب میں ہو تو اسے جیب میں رکھتے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ نوٹ (روپیہ) میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے اور اسے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس سے کوئی کراہت اور حرج لازم نہیں آتا۔

شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"انسان کی تصویر جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں ہے، جیسا کہ نوٹوں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح نوٹ میں چھپی ہوئی خنزیر کی تصویر اگر چھُپی ہے تو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔"[1]

خلاصۂ کلام یہ کہ موبائل کے اندر یا موبائل کی اسکرین پر جاندار کی تصویر ہو اور وہ تصویر جیب کے اندر چھُپی ہو تو اس موبائل کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔

جاندار کی تصویر سے کراہت اس وقت لازم آتی ہے، جب کہ وہ تصویر نمازی کے آگے، دائیں، بائیں یا پیچھے ہو اور وہ ظاہر و نمایاں ہو۔ موبائل جیب میں ہونے کی وجہ سے جاندار کی تصویر چھُپ جاتی ہے، اس لیے نماز میں کوئی کراہت اور حرج نہیں۔

موبائل کی اسکرین پر اسلامی تصویریں رکھ کر بیت الخلا جانے کا حکم

لائق تعظیم اسلامی تصویریں مثلاً خانۂ کعبہ، گنبد خضرا، اسمِ جلالت، اسم رسالت، قرآنی آیات کا عکس وغیرہ۔ ان تمام اسلامی تصویروں کو موبائل کی اسکرین پر یا موبائل کے اندر امیج فولڈر یا امیج گیلری میں رکھتے ہوئے موبائل کو استنجا خانہ یا بیت الخلا لے جانا جائز ہے۔ لیکن بچنا بہتر ہے۔

جیسے تعویذ کہ اس میں اسمِ جلالت اور قرآنی آیات وغیرہ ہوتی ہیں، لیکن کپڑا اور خول وغیرہ میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس تعویذ کو پہن کر بیت الخلا جانا جائز ہے۔

یہ اسلامی تصویریں چوں کہ موبائل کے اندر اور جیب کے اندر ہونے کی وجہ سے چھُپ جاتی ہیں، اس لیے ان کی بے حرمتی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور جب ان کی بے حرمتی نہیں ہوتی ہے تو موبائل کی اسکرین پر موجود ان تصویروں کو موبائل کے ساتھ بیت الخلا لے جانے

(۱)- فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہ نامہ اشرفیہ، مئی ۱۹۹٤ء ص: ۵.

میں کوئی کراہت اور ممانعت نہیں، یعنی لے جاسکتے ہیں۔ اس کی اجازت ہے۔ ہاں! بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ کلماتِ مقدسہ یا لائق تعظیم تصویروں کے اسکرین پر نمایاں ہونے کی صورت میں موبائل کو بیت الخلا یا استنجا خانہ نہ لے جائیں یا بیت الخلا جانے سے پہلے موبائل بند کردیں۔

اس مسئلے کی نظیر تعویذ لے کر بیت الخلا جانے کا مسئلہ ہے۔ چناں چہ فتاویٰ شامی میں ہے:

رقیة فی غلاف متجاف لم یکرہ دخول الخلاء به والاحتراز أفضل.[1]

ترجمہ:- جو تعویذ الگ غلاف کے اندر ہو، اسے لے کر بیت الخلا جانا مکروہ نہیں (یعنی اس تعویذ کو پہن کر بیت الخلا جاسکتے ہیں) لیکن اس سے بچنا افضل ہے۔

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے "ردالمحتار" میں بیان کردہ درج ذیل مسئلے سے بھی ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

فلو نقش اسمه تعالیٰ أو اسم نبیّه ﷺ استحب أن یجعل الفص فی کمه إذا دخل الخلاء.[2]

ترجمہ:- اگر انگوٹھی پر اللہ عزوجل یا اس کے رسول ﷺ کا نامِ پاک کندہ ہو تو بہتر اور مستحب یہی ہے کہ بیت الخلا جاتے وقت انگوٹھی کے نگینے کو اپنی آستین میں چھپالے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اسمِ جلالت اور اسمِ رسالت یا دیگر قابلِ تعظیم تصویریں چھُپا دی جائیں تو کراہت ختم ہوجاتی ہے۔ موبائل اسکرین پر نمایاں خانۂ کعبہ، گنبدِ خضرا اور قرآنی آیات کے عکوس موبائل کے جیب میں رہنے کے باعث چوں کہ چھُپ جاتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ بیت الخلا جانے میں کوئی کراہت اور قباحت لازم نہیں آتی۔

موبائل کی اسکرین پر اسلامی تصویریں رکھنے کا حکم

موبائل کی اسکرین پر خانۂ کعبہ، گنبدِ خضرا، اسمِ جلالت، اسمِ رسالت اور قرآنی آیات وغیرہ

(۱)- فتاویٰ یورپ، ص:۵۲۹، مکتبہ جامِ نور دھلی.

(۲)- ردالمحتار، ج:۹، ص:۵۱۹، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

کی تصویر و عکس رکھنا جائز ہے۔ لیکن بیت الخلا جاتے وقت موبائل بند کر دینا بہتر ہے۔

تصویر و عکس (فوٹو) کے بارے میں شریعت مطہرہ کا اصل حکم یہ ہے کہ جس جاندار مخلوق کی تصویر بنانا حرام و ناجائز ہے، تو اس کا رکھنا بھی ناجائز و حرام ہے اور جس غیر جاندار مخلوق کی تصویر بنانا جائز ہے، تو اس کا رکھنا بھی جائز و مباح ہے۔ خانۂ کعبہ، گنبدِ خضرا، اسم جلالت، اسم رسالت قرآنی آیات وغیرہ چوں کہ غیر جاندار ہیں، لہٰذا یہ تمام تصویریں ہاتھ یا کیمرہ اور موبائل سے بنا بھی سکتے ہیں اور انھیں اپنے پاس رکھ بھی سکتے ہیں۔ خواہ ان تصویروں کو موبائل کی اسکرین پر رکھا جائے یا دکان و مکان میں، ہر صورت میں جائز و مباح ہیں۔

علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

و ينقش اسمه أو اسم الله تعالىٰ لا تمثال إنسان أو طير. (۱)

ترجمہ:- اللہ عزوجل کا نام اور خود اپنا نام انگوٹھی پر کندہ کرا سکتے ہیں۔ لیکن انسان اور چرند و پرند کی تصویر کندہ کرانے کی اجازت نہیں۔

انسان و حیوان اور پرندے کی تصویر انگوٹھی پر کندہ کیوں نہیں کرا سکتے؟

علامہ شامی قدس سرہ اس سوال کا یوں جواب دیتے ہیں:

لحرمة تصوير ذي الروح. (۲)

ترجمہ:- کیوں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے۔ (اس لیے ان تصویروں کو انگوٹھی پر کندہ نہیں کرا سکتے۔)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ لکھتے ہیں:

”مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی تصویر بنانا، رکھنا سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظّمانِ دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں، ان کی تمثال (تصویر، فوٹو، شکل) بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صدہا سال سے طبقةً فطبقةً (یکے بعد دیگرے) ائمہ دین و علمائے متین نعلین

(۱)- درمختار، ج:۹، ص:۵۱۹، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۲)- فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:۵۱۹، مکتبہ زکریا، دیو بند.

شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے ہیں۔"[1]

گزشتہ عبارتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ غیر جاندار کی تصویر بنانا اور اسے دکان و مکان اور موبائل وغیرہ میں رکھنا جائز ہے۔

موبائل میں کالر اِمیج کی سیٹنگ

ملٹی میڈیا موبائل میں ایک آپشن (پروگرام) کالر اِمیج (کال کرنے والے کا فوٹو) کا بھی ہوتا ہے۔ اس کی سیٹنگ کے بعد کال کرنے والا جب کال کرتا ہے، اس وقت موبائل کی گھنٹی بجنے کے ساتھ کال کرنے والے کا فوٹو موبائل کی اسکرین پر جھلملانے لگتا ہے۔

موبائل میں اس قسم کا فوٹو یعنی کالر اِمیج سیٹ کرنا ناجائز ہے۔

دینِ اسلام میں کسی جاندار کی تصویر کھینچنا اور کھینچوانا اور اسے دکان و مکان میں رکھنا سخت ناجائز اور اشد حرام ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون.[2]

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شرح صحیح مسلم" میں لکھتے ہیں:

تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر.[3]

ترجمہ:-جاندار کی تصویر بنانا اشد حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

اسی وجہ سے امام ذہبی علیہ الرحمۃ نے تصویر کشی کی حرمت سے متعلق حدیث کو اپنی کتاب "الکبائر" میں ذکر کیا ہے۔

(دیکھیے اصل کتاب "الكبائر للذهبي، ص: ۱۰۷، مكتبة الفجر، دمشق)

جب جاندار کی تصویر کھینچنا کھینچوانا اور اسے دکان و مکان میں رکھنا ناجائز و حرام ہے تو اس کی

(۱)- فتاویٰ رضویہ، ج:۹، ص:۳۵، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۲)- بخاری شریف، کتاب اللباس، حدیث: ۵۹۵، ص: ۱۰۷۲، بیروت.

(۳)- شرح صحیح مسلم عربی، ج:۲، ص:۱۹۹، دار الکتاب العربی، بیروت.

تصویر کو موبائل کے اندر (امیج فولڈر یا گیلری میں) اور موبائل کی اسکرین پر رکھنا بھی ناجائز ہوگا اور اسی طرح "کالر امیج" کے طور پر رکھنا بھی ناجائز ہوگا۔ اور موبائل میں "کالر امیج کی سیٹنگ" بھی ناجائز ہوگی۔ کیوں کہ جس چیز کا استعمال فی نفسہٖ ناجائز ہو، اسے چاہے جس جہت سے استعمال کیا جائے وہ بہرحال ناجائز ہے۔ یہی حال "کالر امیج سیٹنگ" کا بھی ہے۔

موبائل سے گانا سننے کا حکم

گانا سننا حرام اور سخت ناجائز ہے۔ خواہ یہ گانا ٹیپ ریکارڈ سے سنا جائے یا ڈی جے اور موبائل سے۔ ہر طرح سے گانے کا سننا ناجائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ ایک نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔"[1]

حضرت امام بیہقی اپنی سندوں کے ساتھ یہ روایت نقل کرتے ہیں:

الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔[2]

ترجمہ:- گانے سے دل میں نفاق اُگتا ہے (پیدا ہوتا ہے) جیسے پانی سے سبزہ اور کھیتی اُگتی ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

استماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر۔[3]

ترجمہ:- لہو و لعب کا سننا معصیت (گناہ) ہے۔ اس کے لیے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر (کفران نعمت) ہے۔

گانا سننا ناجائز و حرام اس لیے ہے کہ گانے بالعموم عشقیہ مضامین اور فحش باتوں پر مشتمل

(۱)- مجمع الزوائد کتاب الجنائز، حدیث: ۴۰۱۷، ج:۳، ص: ۱۰۰، دار المعرفة، بیروت.

(۲)- شعب الایمان، ج: ۴، ص: ۲۷۹، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۳)- فتح القدیر، کتاب الکراهیة، ج: ۱۰، ص: ۱۷، برکات رضا، پوربندر.

ہوتے ہیں اور جو چیزیں فحش امور پر مشتمل ہوں، ان کا پڑھنا، سننا اور گنگنانا ناجائز ہے۔ لہٰذا موبائل سے گانا سننا بھی ناجائز ہے۔

در مختار میں ہے:

استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام... فالواجب کل الواجب أن یجتنب کی لا یسمع.

ترجمہ:- لہو ولعب کی آواز مثلاً بانسری وغیرہ کی آواز کا سننا حرام ہے۔

تو ضروری ہے کہ ایسی آوازیں نہ سنی جائیں اور ان سے پرہیز کیا جائے۔

نیز اسی در مختار میں ہے کہ:

”عربوں کے وہ اشعار جن میں فسق وفجور کا ذکر ہو، ایسے اشعار کا پڑھنا مکروہ ہے۔“[1]

اس عبارت کے تحت علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

أی تکره قراءتها فکیف التغنی بها؟.[2]

یعنی جو اشعار فسق وفجور پر مشتمل ہوں، ان کا پڑھنا مکروہ ہے اور جب پڑھنا مکروہ ہے تو ان اشعار کا گنگنانا بھی مکروہ ہوگا۔

گانا خواہ موبائل سے سنا جائے یا کسی اور طریقے سے، وہ بہر حال ناجائز ہے۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے: ”گانا بجانا حرام وناجائز ہے۔“[3]

موبائل اور ویڈیو گرافنگ

فوٹو گرافنگ یعنی تصویر کشی میں کسی جان دار یا غیر جاندار کی تصویر ایک خاص ہیئت کے ساتھ کیمرہ یا موبائل میں محفوظ کر لی جاتی ہے۔ فوٹو گرافنگ میں تصویر یا فوٹو بالکل بت کے مانند ساکت و جامد رہتا ہے۔ جب کہ ویڈیو گرافنگ میں تصویر یا فوٹو بعینہٖ اسی طرح چلتا پھرتا اور بولتا ہنستا دکھائی دیتا ہے، جس طرح ویڈیو گرافنگ کے وقت خارج میں سامنے کسی چیز کی متحرک ہیئت و صورت

(۱)- درمختار مع ردالمحتار، ج:۹، ص:٥٠٤، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۲)- فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:٥٠٤، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۳)- فتاویٰ بحر العلوم، ج:۵، ص:۵۷۷، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف.

تھی۔ویڈیو گرافنگ،فوٹوگرافنگ سے بڑھ کر ہے۔فوٹوگرافنگ اگر شیر ہے تو ویڈیو گرافنگ سوا شیر۔

بہر کیف!جس طرح کسی جاندار کی بلا ضرورت فوٹوگرافنگ (تصویر کشی) حرام و ناجائز ہے۔ اسی طرح کسی جاندار کی ویڈیو گرافنگ بھی عام حالت میں ناجائز ہے۔کیوں کہ اسلام میں تصویر سازی ناجائز ہے اور ویڈیو گرافنگ بھی تصویر سازی ہی ہے،اس لیے موبائل کے ذریعے جاندار کی ویڈیو گرافنگ سراسر ناجائز ہے۔

دینی و مذہبی کانفرنس کی ویڈیو گرافنگ کو بعض علما نے دعوت و تبلیغ کی ضرورت کے پیش نظر جائز لکھا ہے۔لیکن اس سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

تصویر بنانا یا بنوانا وہ بہر حال حرام ہے،خواہ وہ دستی (ہاتھ کے ذریعے) ہو یا عکسی (کیمرہ یا موبائل کے ذریعے) دونوں کا حکم ایک ہے۔[1]

حضور سرکار مفتی اعظم ہند کا فتویٰ ہے: "جاندار کا فوٹو کھینچنا یا کھینچوانا حرام ہے۔"[2]

اگر ویڈیو گرافنگ غیر جاندار کی ہو تو یہ جائز ہے۔جیسا کہ غیر جاندار کی فوٹوگرافنگ جائز ہے۔

رِنگ ٹون اور کالر ٹون میں گانے کی سیٹنگ

موبائل کے رِنگ ٹون اور کالر ٹون میں گانا یا گانے کی میوزک سیٹ کرنا ناجائز و ممنوع ہے۔جس طرح گانا گنگنانا اور سننا منع ہے،اسی طرح موبائل کے رِنگ ٹون میں گانا سیٹ کر کے خود سننا یا کالر ٹون میں گانا سیٹ کرا کے دوسروں کو سنانا،یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں۔فلمی گانے لہو و لعب میں داخل ہیں اور ہر لعب و لہو ناجائز ہے سوائے تین کھیل کے۔تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

حدیث پاک ہے:

استماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر.[3]

(۱)- بہارِ شریعت،حصہ:۳،ص:۶۲۹،ج:۱،مکتبۃ المدینۃ،دھلی.

(۲)- فتاویٰ مصطفویہ،ص:۴۴۹،مطبوعہ،بریلی شریف.

(۳)- فتح القدیر،ج:۱۰،ص:۱۵،کتاب الکراھیۃ،برکات رضا پور بندر.

ترجمہ:-لہو ولعب کا سننا معصیت (گناہ) ہے، اس کے لیے بیٹھنا یعنی لہو ولعب کی مجلس میں شریک ہونا فسق (نافرمانی) ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

یہاں کفر سے مراد یا تو کفرانِ نعمت (ناشکری) ہے یا پھر حقیقی کفر۔ یعنی جان بوجھ کر لہو و لعب اور اس کی سماعت کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ موبائل کے رِنگ ٹون اور کالر ٹون میں گانا سیٹ کرنا، اس لیے بھی ممنوع و ناجائز ہے کہ یہ فی نفسہٖ گناہ اور گناہ پر مدد کرنا ہے اور یہ دونوں ناجائز ہیں۔

قرآن کا ارشاد ہے:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۔ (۱)

ترجمہ:-نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور ظلم وعدوان پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔

جس طرح گناہ کا ارتکاب ممنوع ہے، اسی طرح گناہ پر مدد کرنا بھی ممنوع ہے۔ اپنے موبائل کے رِنگ ٹون میں گانا سیٹ کر کے سننا گناہ ہے اور کالر ٹون میں گانا سیٹ کرا کے دوسروں کو سنانا یہ گناہ پر مدد کرنا ہے اور اس کی ممانعت خود قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا موبائل کے رِنگ ٹون اور کالر ٹون میں گانے کی سیٹنگ ناجائز وممنوع ہے۔

در مختار میں ہر قسم کے لہو ولعب کی آواز قصداً سننے کو حرام بتایا گیا ہے، یہاں تک کہ سارنگی اور بانسری کی آواز کی سماعت پر بھی حرمت کا قول کیا گیا ہے۔

چناں چہ مصنف در مختار علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام. (۲)

ترجمہ: لہو ولعب مثلاً بانسری وغیرہ کی آواز کا سننا حرام ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”مزامیر کے ساتھ گانا اور ان کا سننا دونوں حرام ہیں۔“(۳)

آج کوئی بھی گانا مزامیر سے خالی نہیں ہوتا۔ لہٰذا موبائل کے رِنگ ٹون یا کالر ٹون میں

(۱)- القرأن الکریم، سورۃ المائدۃ، آیت: ۲، پ: ۷.

(۲)- در مختار مع رد المحتار، ج: ۹، ص: ٥٠٤، زکریا بک ڈپو دیو بند.

(۳)- فتاویٰ رضویہ، ج: ۳، ص: ٦٠٠، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی.

گانے کی سیٹنگ ناجائز ہے۔

حمد ونعت اور اذان وسلام کی میوزک

موبائل پر حمد ونعت اور اذان وسلام وغیرہ میوزک کی شکل میں سننا ناجائز ہے۔

میوزک یہ ہے کہ الفاظ و حروف، کلمات اور جملے صاف طور پر سادہ انداز میں نہیں بلکہ ایک خاص قسم کے راگ یا سُر کے طور پر ادا کیے جائیں۔مسلم معاشرے پر موبائل فون کا ایک شبخون یہ بھی ہے کہ حمد و نعت اور اذان و سلام وغیرہ مذہبی کلمات "میوزک" کی شکل میں مسلمانوں کے اندر رواج پانے لگے ہیں۔مسلمان یہ سوچ کر مگن اور مطمئن ہیں کہ ہم تو حمد و نعت اور اذان و سلام سن رہے ہیں جو ایک نیک کام ہے۔لیکن اس تریاق میں میوزک کی شکل میں جو زہر پوشیدہ ہے، مسلمان اس سے غافل اور بے خبر ہیں۔ دین اسلام میں گاجا باجا،ڈھول تاشہ، طبلہ و نغمہ، موسیقی و راگنی، سارنگی و بانسری اور میوزک وغیرہ لہو و لعب کی اجازت نہیں۔ تالی بجانا، ستار، ہارمونیم اور طنبورہ بجانا ناجائز ہیں اور اس قسم کے باجے اور لہو و لعب شریعت میں مکروہ اور ناجائز ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

(كُرِهَ كُلُّ لَهْوٍ) اى كل لعب و عبث فالثلاثة بمعنىٰ واحد والإطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب ... فإنها كلها مكروهة لأنها زيّ الكفار. [1]

ترجمہ:- لہو و لعب اور عبث تینوں ایک ہی چیز ہیں۔ اس عبارت کا اطلاق نفسِ فعل (کرنے) اور نفس سماع (سننے) دونوں کو شامل ہے۔ ناچنا، مذاق اڑانا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم اور طنبورہ وغیرہ بجانا اور ان کا سننا سب مکروہ (ناجائز) ہیں۔کیوں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔

موبائل پر حمد و نعت اور اذان و سلام کا سننا اچھی بات ہے، لیکن میوزک کی شکل میں سننا بُری بات ہے اور ناجائز ہے۔

علمائے کرام نے عید کے دن اور شادی بیاہ کے موقعے پر دف بجانے کی اجازت دی ہے، مگر یہ شرط بھی لگادی ہے کہ "سادے دف ہوں، اس میں جھانج نہ ہو اور موسیقی کے قواعد پر نہ

(۱)- ردالمحتار، ج:۹، ص:٥٦٦، مکتبہ زکریا، دیو بند.

بجائے جائیں۔ یعنی محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔''[1]

مروجہ قوالی ناجائز ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں مزامیر، ڈھول طبلہ اور سارنگی ہوا کرتی ہے۔ مروجہ قوالی میں غلط اشعار یا فحش کلام نہیں ہوتے مگر مزامیر، ڈھول اور سارنگی کی اس میں آمیزش ہوتی ہے، اس وجہ سے مروّجہ قوالی ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

''خالی قوالی جائز ہے اور مزامیر (کے ساتھ) حرام۔''[2]

بس اسی طرح موبائل پر خالی حمد و نعت اور اذان و سلام سننا جائز ہے اور میوزک کے ساتھ ان چیزوں کا سننا موبائل پر بھی ناجائز اور موبائل کے علاوہ ٹیپ ریکارڈر یا کمپیوٹر وغیرہ پر بھی ناجائز ہے۔ شریعت مطہرہ کا اصول ہے:

اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام.

یعنی جب حلال و حرام کا اجتماع ہو تو حرام غالب رہے گا۔ ایک گلاس پانی میں چند قطرے پیشاب ڈال دیے جائیں تو گلاس کا پورا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اس ضابطے کی روشنی میں آپ اس مسئلہ کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔

موبائل کی گھنٹی میں نعت اور اذان و سلام سیٹ کرنے کا حکم

آج کل بہت سے لوگ موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت، سلام اور اذان وغیرہ اسلامی کلمات سیٹ کر کے رکھتے ہیں اور جب کسی کا فون آتا ہے تو گھنٹی کے بجائے یہی حمد و نعت اور سلام و اذان کے کلمات سنائی دیتے ہیں۔ حمد و نعت، منقبت و سلام اور اذان وغیرہ چوں کہ موبائل پر بھی اور موبائل کے علاوہ بھی سننا جائز ہے، اسی لیے موبائل کی گھنٹی میں ان چیزوں کا سیٹ کرنا کہ فون آنے پر ان کی آواز سنائی دے، یہ جائز ہے۔

ہاں! احتیاط اور ادب کا تقاضا یہی ہے کہ موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت، اور سلام و اذان وغیرہ سیٹ نہ کیے جائیں۔

---

(۱)- بهارِ شريعت، حصه:١٦، ج:٣، ص:٥١٠، مكتبة المدينه، دهلى.

(۲)- احكام، شريعت، ج:١، ص:٩١، فاروقيه بك ڈپو، دهلى.

کال کب آجائے اور کس وقت موبائل کی گھنٹی بجنے لگے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آدمی بیت الخلا یا استنجا خانہ میں ہوتا ہے اور موبائل کی گھنٹی بجنے لگتی ہے، اب اگر موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت، اذان و سلام یا قرآنی آیات وغیرہ سیٹ ہوں تو ضرور ان مقدس کلمات کی بے ادبی اور یک گونہ توہین ہوگی۔ اس لیے بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ موبائل میں عام قسم کی سادہ گھنٹی لگائیں اور حمد و نعت، قرآنی آیات یا اذان و سلام سیٹ نہ کریں۔

ایک فقہی ضابطہ

اس مقام پر ایک خاص فقہی ضابطہ یاد رکھیں۔ فقہاے کرام بیان فرماتے ہیں: "الأمور بمقاصدها" امور و معاملات کا دار و مدار ان کے مقاصد پر ہے۔ یعنی کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے یا اس کے حلال یا حرام ہونے کا دار و مدار اس کے مقصد اور نیت پر ہے۔ مثلاً اپنے مسلمان بھائی سے ناراض ہو کر اس سے سلام و کلام ترک کر دینا، یہ بلا وجہ شرعی ناجائز ہے اور اگر ترک سلام و کلام کی شرعی وجہ موجود ہو، مثلاً جس سے سلام و کلام ترک کیا گیا ہے، وہ فاسقِ معلن، شرابی اور قصداً نماز چھوڑنے والا ہے تو اس سے ترک سلام و کلام جائز ہے۔

اسی طرح موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت، قرآنی آیات اور اذان و سلام سیٹ کرنے کا مقصد یہ ہو کہ جب تک موبائل کی گھنٹی بجتی رہے گی، اللہ و رسول کا ذکر سنتے رہیں گے، قرآنی آیات اور اذان و سلام سے محظوظ ہوتے رہیں گے تو اس مقصد کے لیے موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت اور اذان و سلام سیٹ کرنا جائز و درست ہوگا۔

اور اگر موبائل کی گھنٹی میں ان چیزوں کو سیٹ کرنے کا مقصد صرف اعلام و اعلان ہو یعنی موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت اور اذان و سلام وغیرہ اس مقصد سے سیٹ کیا جائے کہ ان سے فون آنے کی اطلاع ملے گی تو محض اس مقصد سے موبائل کی گھنٹی میں حمد و نعت اور سلام و اذان سیٹ کرنا مکروہ ہوگا۔ کراہت کی دلیل و نظیر مندرجہ ذیل مسئلہ ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

إذا فتح التاجر الثوب فسبح الله تعالىٰ أو صلىٰ على النبي ﷺ يريد

به إعلام المشتری جودة ثوبه فذلك مكروه.[1]

ترجمہ:-اگر تاجر کپڑا کھولے اور گراہک کو کپڑے کی عمدگی بتانے کی خاطر سبحان اللہ اور درود شریف پڑھے تو یہ مکروہ ہے۔(کیوں کہ اس ذکر میں خلوص اور رضائے الٰہی شامل نہیں ہے۔)

موبائل پر جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ کا شرعی حکم

جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ گناہ اور سخت ناجائز و حرام کام ہیں۔

جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ جس طرح موبائل کے علاوہ حرام ہیں، اسی طرح یہ چیزیں موبائل پر بھی حرام ہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ "گناہِ کبیرہ" ہیں اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب دنیا و آخرت میں عذاب و عتاب کا مستحق ہے۔

ان تمام ناجائز کاموں سے متعلق چند آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ کی مذمت

(۱)-لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ۝[2]

ترجمہ:-جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(۲)-نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ کی بدبو سے فرشتے ایک میل دور ہو جاتے ہیں۔[3]

(۳)-بندۂ مومن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے۔[4]

آج کل ہمارے مسلمان بھائی آمنے سامنے کی ملاقات اور موبائل پر گفتگو میں مذاقاً جھوٹ بول دیتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ مذاق میں جھوٹ بولنا بھی ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے۔

غیبت کی مذمت

(۴)-وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا

(۱)- فتاویٰ عالم گیری، کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح.

(۲)- القرآن الکریم، سورۃ آلِ عمران، آیت: ٦١، پارہ:۳.

(۳)- جامع ترمذی، حدیث ۲۰۰۰، ج:۳، ص: ٤٠٠، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۴)- مسند امام احمد بن حنبل، حدیث: ٨٦٣٨، ج:۳، ص: ٢٦٨، دار الکتب العلمیة، بیروت.

فَكَرِهْتُمُوْهُ.[1]

ترجمہ:-ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔کیاتم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے اور تم اسے گوارانہ کروگے۔

اس آیت سے معلوم ہواکہ اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرنا گویااپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاناہے،اور کوئی شخص اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاناپسند نہیں کرتا تواپنے بھائی کی غیبت کرنا کیوں پسند کرتا ہے؟اگر کوئی کسی کی غیبت کررہاہے تودر پردہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھارہاہے۔

(٥)-الغيبة أشد من الزنا. غیبت زناسے بڑھ کر ہے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیایارسول اللہ!غیبت زناسے بڑھ کرکس طرح ہے؟

تومعلم کائنات ﷺ نے فرمایا:آدمی زناکرتاہے پھر توبہ کرتاہے تواللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتاہے(یعنی اس کے گناہ معاف کردیتاہے)اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک کہ وہ خودمعاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے۔[2]

غیبت کی تعریف

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ نے "غیبت" کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"غیبت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو(جس کووہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہوناپسند نہ کرتاہو)اس کی برائی کے طور پر ذکر کرنااور اگر اس میں وہ بات(عیب وبرائی)نہ ہوتووہ غیبت نہیں بلکہ "بہتان" ہے۔[3]

آج کل عوام وخواص غیبت جیسی اخلاقی برائی میں بُری طرح ملوث ہیں۔موبائل پر بھی غیبت ہورہی ہے اور بغیر موبائل کے عام زندگی میں بھی غیبت کابازار گرم ہے۔اللہ کی پناہ!

(٦)-بخاری شریف کی حدیث ہے:

سباب المسلم فسوق و قتاله كفر.[4]

---

(١)- القرآن الكريم، سورة الحجرات، آيت:١٢، پ:٢٦.

(٢)- شعب الايمان، حديث: ٦٨٤١، ج:٥، ص:٣٠٦، بيروت، دار الفكر، بيروت.

(٣)- بهارِ شريعت، حصه:١٦، ج:٣، ص:٥٣٢، مكتبة المدينة، بيروت.

(٤)- بخارى شريف، كتاب الادب، رقم الحديث ٥٦٩٧.

ترجمہ:- مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور ان سے جنگ و جدال کفر ہے۔ (کفرانِ نعمت) غرض کہ جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ سخت ناجائز اور حرام کام ہیں۔ ان چیزوں کا شمار گناہِ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ مسلمان ان برائیوں سے کوسوں دور رہیں۔

جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ جس طرح بغیر موبائل کے ناجائز و حرام ہیں، اسی طرح موبائل پر بھی یہ چیزیں حرام ہیں۔ موبائل اور غیر موبائل دونوں کا حکم یکساں ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

کما تکون الغیبة باللسان صریحا تکون ایضا بالفعل و بالتعریض و بالکتابة. [1]

ترجمہ:- غیبت زبان کی طرح فعل و عمل، اشارہ و کنایہ اور خط و کتابت سے بھی ہوتی ہے۔

اور موبائل پر گفتگو بعض حیثیت سے خطاب اور بعض حیثیت سے کتاب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی موبائل پر غیبت کرے تو یہ بھی غیبت ہوگی۔

موبائل پر زیادہ دیر تک گفتگو کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ زیادہ دیر تک گفتگو کے نتیجے میں ہی جھوٹ (اگرچہ مذاقاً ہی بولا جائے) غیبت اور چغلی وغیرہ کی نوبت آتی ہے۔

موبائل اور اپریل فُل

آج کل مسلمانوں کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی ہے۔ فیشن پرستی اور اغیار کی تقلید میں نت نئی برائیاں مسلم معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں۔ انھیں برائیوں میں سے ایک برائی "اپریل فُل" بھی ہے۔ اپریل فُل ایک خالص مغربی اور غیر اسلامی چیز ہے۔

اپریل فل یعنی ہر سال اپریل مہینہ کی پہلی تاریخ کو ایک دوسرے کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اور جھوٹ بول کر خوب موج مستی کی جاتی ہے۔ یورپ، امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں لوگ "اپریل فل" بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور ایک دوسرے کو بے وقوف بنا کر خوف لطف اندوز ہوتے ہیں۔

(۱)- ردالمحتار، ج:۹، ص:۵۸۷، مکتبہ زکریا، دیو بند.

افسوس کی بات ہے کہ کفار ومشرکین کی طرح اب مسلمانوں میں بھی اپریل فل منانے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، ماڈرن گھرانے کے مسلمان جھوٹ بولتے ہیں اور ایک دوسرے کو بے وقوف بنا کر خوب موج مستی اڑاتے ہیں اور زور دار قہقہہ لگاتے ہیں ؎

کیا ہو گیا سرکار غلاموں کو تمھارے اغیار کے فیشن کی نحوست نہیں جاتی

جب موبائل عام نہیں ہوا تھا تو یہ بلا (اپریل فل منانا) بھی مسلمانوں میں عام نہیں ہوئی تھی۔ خال خال لوگ ہی اس معصیت میں مبتلا تھے۔ اسکول اور کالج میں پڑھنے والے مسلم لڑکے اور لڑکیاں ہی اپریل فل منانے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر اب صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ موبائل کیا آیا، مصیبت آگئی۔ موبائل کی کثرت اور اس کا استعمال عام ہونے کی وجہ سے اب اپریل فل منانے کا رواج بھی مسلمانوں میں عام ہوتا جا رہا ہے۔ موبائل کے ذریعے مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ اس "گناہِ بے لذت" میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اپریل فل خواہ موبائل کے ذریعے منایا جائے یا بغیر موبائل کے سراسر ناجائز و حرام ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی قدم بہ قدم پیروی کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ (چھپکلی سے ملتا جلتا ایک جانور) کے سوراخ میں گھس جائیں تو تم بھی ان کی پیروی میں گھس جاؤ گے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! کیا ان (پہلے کے لوگ) سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اور کون؟"[1]

اس حدیث پاک کا مفہوم بالکل ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ جو بھی طریقے اختیار کریں گے، ان کی پیروی میں مسلمان بھی وہی طریقے اپنائیں گے۔

آج یہود و نصاریٰ "نیو ایئر نائٹ" مناتے ہیں، مسلمان بھی اب "نیو ایئر نائٹ" منانے لگے ہیں۔ یہود و نصاریٰ میں "ویلنٹائن ڈے" منانے کا رواج ہے، مسلمانوں میں بھی اب یہ طریقہ رائج ہونے لگا ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ "اپریل فل" ایک زمانے سے منا رہے ہیں، یہود و نصاریٰ کی تقلید کرتے ہوئے اب مسلمان بھی اپریل فل زور و شور سے منانے لگے ہیں تو یہ

(۱)- صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم الحدیث، ٦٨٨٩، دار الکتب العلمیة، بیروت.

ساری خرافات حدیث پاک: ''اگر یہود و نصاریٰ گوہ کے سوراخ میں گھس جائیں تو تم بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے گوہ کے سوراخ میں گھس جاؤ گے۔'' کی عملی تفسیر اور ظاہری نمونے نہیں تو اور کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اغیار کے فیشن سے بچائے۔

کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ، مسلمانوں کی صورت و سیرت اور تہذیب و معاشرت اختیار نہیں کرتے اور ہم مسلمان ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی صورت و سیرت اپنانے کے ساتھ ان کی تہذیب و معاشرت بھی اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ایمان کی کمزوری نہیں تو اور کیا ہے؟

اپریل فل، یہودی خاص طور سے مناتے ہیں۔ اسی تاریخ (پہلی اپریل) میں یہودیوں نے اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خوب ستایا تھا اور طرح طرح سے آپ کا مذاق اڑایا تھا۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی یہودی ایک دوسرے کو بے وقوف بنا کر اس واقعہ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

مسلمان اپریل فل کے بجائے ۲۰/اپریل منائیں

مسلمان اپریل فُل کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھیں اور اپریل فُل ہرگز نہ منائیں۔ نہ موبائل سے اور نہ موبائل کے علاوہ کسی اور طریقے سے۔ ہمارے اس طرزِ عمل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس قدر اذیت اور تکلیف پہنچتی ہوگی، کبھی آپ نے اس پر غور کیا ہے؟ ''لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ'' ہم مسلمانوں کے نزدیک تمام انبیائے کرام واجب التعظیم اور لائق احترام ہیں۔ کسی بھی نبی کی ادنیٰ سی توہین شریعت اسلامی میں کفر ہے۔ مسلمان اپریل فل منا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح پاک کو ہرگز ہرگز تکلیف نہ پہنچائیں۔ خدا خیر کرے۔

مسلمان اپریل فل کے بجائے ۲۰/اپریل منائیں۔ کیوں کہ اسی ۲۰/اپریل ۵۷۱ء میں ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خاص اس کا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے حصول پر خوشیاں منانا، خود قرآن کا حکم ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا.

مسلمان اپریل فُل کے بجائے ۲۰/اپریل منا کر محبت رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثبوت دیں، اور ولادتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جشن منا کر دین و دنیا میں سرخرو ہوں۔

بلا اجازت موبائل کی گفتگو ٹیپ کرنا

آج کل موبائل پر ہو رہی گفتگو کو بلا اجازت ٹیپ کرنے کا رجحان بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ موبائل پر ایک بے تکلف دوست سے ہر طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔ راز و نیاز کی باتیں بھی ہوتی ہیں اور دینی و علمی مسائل پر گفتگو بھی ہوتی ہے۔ دینی مسائل پر مبنی گفتگو کو بلا اجازت ٹیپ کر لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، لیکن نجی زندگی سے متعلق راز و نیاز کی وہ باتیں جنھیں ٹیپ کرنے سے افشائے راز اور فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو، ان باتوں کو چپکے سے ٹیپ کر لینا، پھر انھیں مجمع عام میں لا کر فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا سراسر ناجائز اور امانت میں خیانت کا مصداق ہے۔

كل سر جاوز الاثنين شاع.

یعنی ہر وہ راز جو ایک شخص سے دوسرے تک تجاوز کر جائے وہ افشا ہوتا ہے۔ موبائل پر ہونے والی آپسی گفتگو اور باہمی کلام کو ٹیپ کرنا گویا اسے افشا کرنے کی تمہید باندھنا ہے۔ موبائل پر ہونے والی گفتگو مجلس میں ہونے والی گفتگو کے مانند ہے اور مجلس کی باتیں امانت ہوا کرتی ہیں۔ اگر موبائل پر نزاعی امور پر گفتگو ہو اور بات حق ہو مگر اس کے بیان سے فتنہ و فساد برپا ہونے یا قائل کے مبتلائے ضرر ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے ہرگز ٹیپ نہ کریں کہ یہ معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا کرنا اور ایک مسلمان بھائی کو ایذا و تکلیف دینا ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔

اسلام امانت کی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی جہت سے امانت میں خیانت کرنے سے منع کرتا ہے اور خیانت کو ایک بڑا جرم قرار دیتا ہے۔

اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

المجالس بالأمانة إلا ثلثة مجالس، سفك دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغير حق.(۱)

ترجمہ:- مجالس امانت کے ساتھ ہیں یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں، سوائے تین مجالس کے۔ ایک تو معصوم و محترم جان کے خون بہانے کی مجلس، دوسری فرج حرام (زنا) کی مجلس، تیسری

(۱)- سنن ابی داؤد، ج:۲، ص:۳۱۲، مکتبہ رشیدیہ، دیو بند.

ناحق کسی کا مال ہڑپ لینے کی مجلس۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی دام ظلہ العالی لکھتے ہیں:

مجالس مختلف طرح کی ہوتی ہیں اور اس وجہ سے ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔

(۱)-مجلس درس (۲)-مجلس وعظ ور شد وہدایت (۳)-مجلس مذاکرہ جس میں دینی، علمی، تاریخی، سماجی وغیرہ امور پر بحث وتبادلۂ خیالات ہو، یہ اور اس طرح کی دوسری مجالس کی گفتگو ٹیپ کرنا، پھر اسے مرتب کر کے نشر کرنا جائز ہے، مگر یہ کہ کسی امر کی اشاعت سے صراحۃً ممانعت ہو۔

(۴)-مجلس منکرات ومفاسد، جس میں شرعی منکرات پر گفتگو ہو یا ناحق کسی کی ایذا رسانی، ہتکِ عزت، غصب مال یا قتل پر گفتگو ہو، مختصر یہ کہ کسی فرد یا افراد کے دین، جان، مال، عقل، نسب میں سے کسی پر حملے کا منصوبہ ہو تو اسے بھی بیان کرنے کی اجازت بلکہ حکم ہے۔...

(۵)-مجلس میں نزاعی امور پر گفتگو ہو اور بات حق ہو مگر اس کے بیان سے فتنہ وفساد برپا ہو، یا قائل کے مبتلائے ضرر ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے بھی ہرگز نہ بیان کرے کہ یہ معاشرے میں فتنہ وفساد پیدا کرنے، نیز ایذائے مسلم پر تعاون ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔[1]

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ موبائل پر ہونے والی دینی، علمی اور فقہی مسائل پر مبنی گفتگو کو ٹیپ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح موبائل پر شرعی منکرات مثلاً ناحق کسی کو تکلیف دینا، بے عزت کرنا، مال غصب کرنا یا قتل کرنا وغیرہ امور پر گفتگو ہو تو اسے قائل کی اجازت کے بغیر ٹیپ کرنے اور اسے نشر کرنے کی اجازت ہے۔ ہاں! موبائل پر نزاعی امور پر گفتگو ہو، اور بات حق ہو مگر اسے ٹیپ کرنے اور بیان کرنے سے فتنہ وفساد برپا ہونے یا قائل (گفتگو کرنے والا) کے ضرر ومصیبت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو یا فتنہ وفساد اور ضرر ومصیبت لاحق ہونے کا اندیشہ تو نہ ہو لیکن قائل نے ٹیپ کرنے سے صراحۃً منع کر دیا ہو تو اس قسم کی گفتگو بلا اجازت ٹیپ کرنا جائز نہیں۔

آج کل موبائل پر کسی کی گفتگو ٹیپ کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وقت ضرورت قائل کو اس کی غلط گفتگو کا مزہ چکھایا جائے اور اسے ذلیل ورسوا کیا جائے۔

اس جہت سے اور اس نیت سے موبائل پر بلا اجازت کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱)- فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ، دسمبر ۲۰۱۲ء، ص: ۱۱.

دور حاضر کا عاشق اپنی معشوقہ کی گفتگو بلا اجازت ٹیپ کر کے رکھ لیتا ہے، تاکہ وقت ضرورت معشوقہ کو آئینہ دکھایا جاسکے اور اس کو اس کا قول وقرار اور عہد وپیمان یاد دلایا جاسکے۔ جب بِن بیاہی معشوقہ (غیر محرم) سے گفتگو ہی جائز نہیں تو اس کی گفتگو ٹیپ کرنا کس طرح جائز و درست ہوگا؟

موبائل کی گھنٹی اور مسجد کا ادب واحترام

مسجد عبادت کا گھر ہے اور مسجد کا ادب واحترام ہمارا دینی فریضہ ہے۔ مسجد کی بے حرمتی ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ مسجد کے ادب واحترام کا خیال رکھنا ہر حال میں ضروری ہے۔

حدیث پاک میں مسجد کو "جنت کا باغ" کہا گیا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی ھر یرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ ﷺ: اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا، قلت: یا رسول اللہ وما ریاض الجنۃ؟ قال: المساجد، قلت: وما الرتع یارسول اللہ؟ قال: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر.[1]

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کے باغوں (مسجدوں) سے گذرو تو ان میں چر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: مسجدیں۔ پھر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس باغ میں چرنا کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: "سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ اللہ واللہ اکبر" کہنا۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

"جگہوں اور آبادیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب اور پیاری جگہ مسجد ہے اور سب سے بری جگہ بازار ہے۔"

أحب البلاد إلیٰ اللہ تعالیٰ مساجدھا وأبغض البلاد إلیٰ اللہ تعالیٰ

---

(۱)-سنن ترمذی، ابواب الدعوات، ج:۵، ص:٤١٢، حدیث: ۳۵۰۹، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت.

أسواقها.(۱)

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

مسجدوں کو بچوں، پاگلوں اور شریروں سے بچاؤ۔ اسی طرح مسجدوں کو خرید وفروخت، جھگڑا کرنے، آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔(۲)

ان تینوں احادیث سے مسجد کے تقدس واحترام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ خواہ یہ دنیاوی باتیں موبائل کے ذریعہ ہوں یا بغیر موبائل کے ہوں۔

در مختار میں ہے: یکره الکلام فی المسجد.(۳)

حضرت علامہ شامی قدس سرہ اس عبارت کے تحت ردالمحتار میں لکھتے ہیں:

"ورد أنه یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب... وھٰذا کله فی المباح لا فی غیره فإنه أعظم وزرا"(۴)

ترجمہ:- منقول ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا، یہ نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔ اور یہ حکم جائز کلام (بات) سے متعلق ہے۔ اور مسجد میں ناجائز کلام کرنے کا گناہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

آج کل موبائل کی گھنٹی بجنے کے سبب مسجد کا ادب واحترام بری طرح مجروح ہورہا ہے اور یہ صورت حال اس وقت اور سنگین ہوجاتی ہے، جب موبائل کی گھنٹی میں کوئی گانا یا گانے کی طرز پر کوئی میوزک سیٹ ہو۔

اس لیے ضروری ہے کہ جب مسجد جائیں تو موبائل کا سوئچ آف کردیں یا کم از کم موبائل سائلینٹ کردیں، تاکہ موبائل کی گھنٹی بجنے سے مسجد میں جو شور وغل برپا ہوتا ہے اور نماز میں جو خلل واقع ہوتا ہے، اس سے بچا جاسکے۔

---

(۱)-مشکوٰۃ، کتاب المساجد، ج:۱، ص:۲۲٤، دار الفکر، بیروت.

(۲)-سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، حدیث:۷۵۷، ج:۱، ص:٤۱۹، دار المعرفة، بیروت.

(۳)-در مختار، ج:۹، ص:٦۰۰، مکتبه زکریا، دیوبند.

(۴)-فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:٦۰۰، مکتبه زکریا، دیوبند.

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مسجد کے اندر ہی موبائل سے ہلکی آواز میں گفتگو شروع کر دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اگر بار بار کال آنے لگے تو مسجد سے باہر آجائیں اور کال کرنے والے کو بتادیں کہ ابھی مسجد میں ہوں۔ بعد میں کال کریں۔

جو ادب مسجد کا ہے وہی مسجد کی چھت کا بھی ہے، یعنی مسجد کا اندرونی و بیرونی حصہ اور مسجد کی چھت والا حصہ دونوں یکساں ادب واحترام کے لائق ہیں۔ تو جس طرح مسجد کے اندر دنیاوی گفتگو ناجائز ہیں اسی طرح مسجد کی چھت پر بھی دنیاوی گفتگو ناجائز ہے اور جس طرح مسجد کے اندر موبائل سے دنیاوی گفتگو ناجائز ہے اسی طرح مسجد کی چھت پر بھی موبائل سے دنیاوی گفتگو ناجائز ہے۔ مسجد کی چھت پر اچھے بھلے اور پڑھے لکھے حضرات کو موبائل سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ یہ سراسر ناجائز ہے، ہمیں اس طرزِ عمل سے بچنا چاہیے۔

مسجد اور اس کی چھت کا حکم یکساں ہونے کی وجہ سے ہی ”مسجد کی چھت پر وطی، بول وبراز (پیشاب، پاخانہ) حرام ہے۔ یوں ہی جنب (ناپاک آدمی) اور حیض ونفاس والی عورت کو مسجد کی چھت پر جانا حرام ہے کہ مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے“[1]

مسجد کے پندرہ آداب

فتاویٰ عالمگیری میں مسجد کے پندرہ آداب شمار کرائے گئے ہیں۔ موضوع کی مناسبت سے یہ آداب بیان کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان آداب سے آگاہ ہوکر ان پر عمل پیرا ہوسکیں۔

(۱)-جب مسجد میں داخل ہوں تو لوگوں کو سلام کریں، بشرطیکہ لوگ وہاں موجود ہوں اور ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں۔

(۲)- دو رکعت تحیت المسجد پڑھیں۔

(۳)-ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائیں۔

(۴)-گمشدہ چیز مسجد میں تلاش نہ کریں۔

(۵)- ذکر واذکار کے سوا مسجد میں آواز بلند نہ کریں۔

---

(۱)-بهار شریعت، حصه: ۳، ج: ۱، ص: ٦٤٦، مکتبه المدینه، دهلی.

(۶)- دنیا کی باتیں نہ کریں۔
(۷)- لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں۔
(۸)- جگہ کے بارے میں کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں۔
(۹)- اس طرح نہ بیٹھیں کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو۔
(۱۰)- نمازی کے آگے سے نہ گذریں۔
(۱۱)-مسجد میں تھوک اور کھنکار نہ ڈالیں۔
(۱۲)-مسجد میں انگلیاں نہ چٹکائیں۔
(۱۳)- نجاست وگندگی، بچوں اور پاگلوں سے مسجدوں کو بچائیں۔
(۱۴)-خرید وفروخت نہ کریں۔
(۱۵)-ذکر الٰہی کی کثرت کریں۔ [1]

اور سولھواں ادب یہ ہے کہ موبائل سے مسجد میں گفتگو نہ کریں۔
اور سترہواں ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی فوراً اعتکاف کی نیت کرلیں۔ تاکہ بار بار کال آنے، اور موبائل کی گھنٹی بجنے کی صورت میں کال کرنے والے کو بتاسکیں کہ ہم مسجد میں ہیں، بعد میں کال کرو۔

استنجاخانہ یا بیت الخلا میں موبائل سے گفتگو

پیشاب یا پاخانہ کرنے کے دوران موبائل سے گفتگو اور بات چیت کرنا اخلاق ومروت، شرافت وحیا اور تہذیب وشائستگی کے خلاف ہے۔ اسلام جیسا مہذب دین اس غیر مہذب طریقہ کو قطعی پسند نہیں کرتا اور مسلمان جیسی مہذب قوم کو یہ غیر مہذب طریقہ اختیار کرنا کسی بھی طرح زیب نہیں دیتا، شرم وحیا اور تہذیب واخلاق انسان کا قیمتی جوہر ہے۔
فقہائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے:
”و یکرہ الکلام فی المسجد و خلف الجنازۃ و فی الخلاء و فی حالۃ الجماع.“ [1]

---

(۱)-فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۲۱، زکر یابک ڈپو، دیو بند.

ترجمہ:- مسجد میں، جنازہ کے پیچھے، بیت الخلا میں اور حالت جماع میں کلام کرنا مکروہ ہے۔

استنجا خانہ یا بیت الخلا میں پیشاب وپاخانہ کرنے کے دوران گفتگو کے وبال سے متعلق علامہ شامی قدس سرہ لکھتے ہیں:

وفی الخلاء لأنہ یورث المقت من اللہ تعالیٰ.[۲]

ترجمہ:- پیشاب وپاخانہ کے دوران کلام کرنا مکروہ ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

لہٰذا پیشاب پاخانہ کے دوران بذریعۂ موبائل یا بغیر موبائل گفتگو کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہرگز مول نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دنیا وآخرت میں نقصان وخسران کا باعث ہے۔ بعض مسلمانوں کو دیکھا گیا ہے کہ پیشاب خانہ یا بیت الخلا میں بھی موبائل سے آہستہ آہستہ بات کرلیتے ہیں اور آداب استنجا کا کوئی خیال نہیں کرتے ہیں، یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

آداب استنجا کا پاس ولحاظ نہ ہوسکے تو کم از کم اپنی شرافت وحیا اور تہذیب وشائستگی کا خیال بہر حال رکھنا ہی چاہیے۔

ع تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

موبائل کی اسکرین پر موجود تصویر اور نماز کی کراہت کا مسئلہ

مذہب اسلام تصویر کشی اور فوٹو کھنچوانے کا سخت مخالف ہے۔ تصویر بنانا تو دور کی بات ہے، بلا ضرورت دوکان ومکان میں جان دار کی تصویر رکھنا بھی جرم وگناہ ہے۔ تصویر کی اسی حرمت وکراہت کی بنا پر حکم ہے کہ نمازی جب نماز پڑھے تو اس کے سامنے، اوپر چھت میں یا اس کے آگے، دائیں، بائیں کسی جان دار کی تصویر (فوٹو) نہ ہو، ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

بہار شریعت میں ہے:

”جس کپڑے پر جان دار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے

گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ

(۱)-در مختار، ج:۹، ص:۶۰۰، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۲)-فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:۶۰۰، مکتبہ زکریا، دیو بند.

علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یوں ہی مصلی (نمازی) کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق (لٹکی ہوئی) ہو یا محل سجود (سجدے کی جگہ) میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یوں ہی مصلی (نمازی) کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت (پیچھے) ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگر چہ ان تینوں صورتوں (آگے، دائیں، بائیں) سے کم "[1]

علامہ ابن عابدین شامی کے بقول "مکروہ تحریمی، حرام کے قریب ہے" اور مکروہ تحریمی کا مرتکب عذاب وعتاب کا مستحق ہے۔

فتاویٰ شامی کی عبارت ہے:

"المكروه تحريما، وهو ماكان إلى الحرام أقرب"[2]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موبائل کی اسکرین پر کسی جان دار کی تصویر ہو اور وہ موبائل نمازی کے سامنے، دائیں یا بائیں رکھا ہو تو اس صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ موبائل کی اسکرین پر نظر آنے والی تصویریں بھی عام تصویروں کی طرح ہیں۔ لہٰذا موبائل کی اسکرین پر کسی جان دار کی تصویر ہو اور وہ موبائل نمازی کے آگے موضعِ سجود یا اس کے سامنے ہو اور تصویر کا چہرا اور اعضا بھی نمایاں ہوں تو اس صورت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا اور بحکم فقہا "كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها" اس نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔

لیپ ٹاپ، ٹی وی اور پردۂ سیمیں پر نظر آنے والی تصویروں کا بھی یہی حکم ہے۔

شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی کے فقہی سیمینار میں اس مسئلے پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

یہ فیصلہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"موبائل پر نظر آنے والی صورتیں، تصاویر ہی ہیں۔ اگر بحالت قیام موضعِ سجود کے فاصلہ پر ان تصویروں کا چہرہ اور اعضا نمایاں نہ ہوتے ہوں تو موجب کراہت نہیں، ورنہ مستلزمِ کراہت

(۱)-بهار شريعت، حصه: ۳، ج: ۱، ص: ٦٢٧، مكتبة المدينة، دهلی

(۲)-شامی، ج: ۱، ص: ۲٥٧، مكتبه زكريا ديو بند.

ضرور ہے۔ لیپ ٹاپ، ٹی وی اور پردۂ سیمیں پر نظر آنے والی صورتیں بھی تصویر ہی ہیں اور ان پر تصاویر ہی کے احکام ہیں"[1]

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مذکورہ فیصلے میں موبائل کی اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں شرط لگائی گئی ہے کہ "تصویر کا چہرا نمایاں ہو تو موجب کراہت ہے ورنہ موجب کراہت نہیں" اور ظاہر سی بات ہے کہ موبائل کی اسکرین پر نظر آنے والی تصویر کا چہرہ اور اعضا اسی وقت نمایاں ہوتے ہیں، جب موبائل کی بتی (روشنی) جلی رہتی ہے اور موبائل کی بتی عام طور سے زیادہ سے زیادہ ایک یا آدھ منٹ تک ہی جلی رہتی ہے اور جوں ہی موبائل کی بتی جلنا بند ہوجاتی ہے۔ تصویر کا چہرہ اور اعضا بالکل نمایاں اور ظاہر نہیں ہوتے۔

اب ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا؟ یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے۔

بہر کیف! اتنا تو طے ہے کہ موبائل کی اسکرین پر جب تصویر کا چہرہ نمایاں ہو تو ایسی حالت میں موبائل کا نمازی کے آگے سجدے کی جگہ یا بالکل سامنے ہونا ضرور باعثِ کراہت ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ سبب (تصویر) ہی کو ختم کر دیا جائے تا کہ مسبب (کراہت) کا وجود خود بخود ختم ہوجائے۔ گویا: نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

موبائل کی اسکرین پر جان دار کی تصویر رکھی ہی نہ جائے کیوں کہ غیر نماز میں بھی موبائل کی اسکرین پر جان دار کی تصویر رکھنا ناجائز ہے۔

موبائل پر گیم کھیلنے کا شرعی حکم

دین اسلام ایک پاکیزہ اور بامقصد زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی نظام حیات میں لہو ولعب، گاجے باجے اور بازیوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خواہ وہ آتش بازی ہو یا پتنگ بازی، کبوتر بازی ہو یا جوا بازی وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں ناجائز و حرام ہیں۔ اس لیے فقہاے کرام فرماتے ہیں:

"الملاهی کلها حرام حتی التغنی بضرب القضیب"[2]

---

(۱)-شرعی کونسل آف انڈیا کے اهم فیصلے، ص: ۱٦۱، جامعة الرضا، بریلی شریف.

(۲)-هدایه آخرین، کتاب الکراهیة، ص: ٤۳۹، مجلس برکات، مبارك پور

ترجمہ:-ہر قسم کے لہو ولعب حرام ہیں۔ یہاں تک کہ بانسری بجاکر نغمہ سرائی بھی حرام ہے۔

صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی کی طرح حضرت امام بن ہمام قدس سرہما کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ "ہر قسم کے لہو ولعب حرام وناجائز ہیں" آپ ارقام فرماتے ہیں:

الملاهی کلها حرام وهو الصحيح المختار عندی.(۱)

موبائل پر جو قسم قسم کے گیم (Game) کھیلے جاتے ہیں، یہ تمام کھیل "الملاهی کلها حرام" کے تحت داخل ہیں، لہٰذا موبائل پر گیم کھیلنا بھی ناجائز ہے۔

نیز موبائل پر گیم کھیلنا ایک فضول، لغو اور لایعنی کام ہے، اور فضول ولغو کام شریعت میں منع ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

من حسن إسلام المرء ترك مالا يعنيه.(۲)

ترجمہ:-آدمی کے ایمان واسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ فضول اور لایعنی کام چھوڑ دے۔

اب اس اجمال کی قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كل شئ يلهو به الرجل باطل إلا رمی الرجل بقوسه وتاديبه فرسه وملاعَبَتُه أهله، فإنهن من الحق"(۳)

ترجمہ:-جتنی چیزوں سے آدمی لہو ولعب کرتا ہے سب باطل ہیں۔ مگر کمان سے تیر چلانا، گھوڑے کو ادب دینا اور اپنی بیوی سے ملاعبت کہ یہ تینوں جائز اور حق ہیں۔

سنن دارمی، کتاب الجہاد، حدیث نمبر:۲۴۰۲، دار الفکر، بیروت میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

لہو ولعب کیا ہیں؟

مذکورہ حدیث پاک میں "لہو" کو باطل اور فقہائے کرام نے "ملاہی" کو حرام قرار دیا ہے۔ ملاہی مَلْھی کی جمع ہے لہو اور مَلْھی ایک ہی چیز ہیں۔ اب لہو کی حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے

(۱)-فتح القدير ج:۱۰، ص:۱۵، برکات رضا، پور بندر، گجرات.

(۲)-شعب الايمان، حديث: ٤٩٨٧، دار الفكر، بيروت.

(۳)-جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، حديث: ١٦٤٣٠، ج:۳، ص:۲۳۸، بيروت.

تاکہ اس کی روشنی میں موبائل پر کھیلے جانے والے گیم (جو لہو کی انگریزی زبان میں ایک تعبیر ہے) کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ کیا جاسکے۔

"لہو ولعب" سے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

"جس کام میں آدمی اس قدر مشغول ہوجائے کہ اس کام کے علاوہ دوسرے کاموں سے غافل ہوجائے تو اس کام کو لہو ولعب کہتے ہیں۔"(۱)

علامہ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے مطابق "لہو ولعب" کی حقیقت یہ ہے:

"مطلقاً کسی بھی فعل میں مشغول ہونا یہ "لہو" ہے۔ خواہ وہ فعل فی نفسہ جائز ہو یا ناجائز۔ مثلاً کوئی شخص نفل نماز، ذکر واذکار، تلاوت قرآن اور اس کے معانی کے اندر غور وفکر میں اس قدر مشغول ہوجائے کہ قصداً فرض نماز کا وقت نکل جائے تو وہ بھی لہو ہے۔ اور جب مرغوب وجائز اشیا میں اشتغال کا یہ حکم ہے تو ان سے کم درجہ کی اشیا میں اشتغال کا کیا حکم ہوگا؟"(۲)

در مختار میں ہے: کرہ کل لھو. یعنی ہر لہو مکروہ ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

"اى كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنىٰ واحد والإطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنهازى الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذالك حرام. وإن سمع بغتة يكون معذورا ويجب أن يجتهدأن لا يسمع".(۳)

ترجمہ:-لہو، لعب اور عبث یہ تینوں ایک ہی معنیٰ میں ہیں۔ اس عبارت کا اطلاق نفس فعل کو بھی شامل ہے اور اس کے سننے کو بھی شامل ہے۔ مثلاً رقص کرنا (ناچنا)، مذاق کرنا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم، سارنگی اور طنبورہ بجانا، ایک تارہ، دو تارہ اور چنگ وغیرہ۔ یہ سب کے سب مکروہ

(۱)-النهاية ج:٤، ص:٢٤٢، دار الكتب العلميه، بيروت.
(۲)-فتح البارى شرح البخارى، ج:١٢، ص:٣٦٧، دار الفكر، بيروت.
(۳)-فتاوىٰ شامى، ج:٩، ص:٥٦٦، مكتبه زكريا ديو بند.

وناجائز ہیں کیوں کہ یہ کفار ومشرکین کا طریقہ ہے۔اسی طرح دف اور بانسری کی آواز قصداً سننا حرام ہے۔اگر اچانک سن لے تو کوئی حرج نہیں، معذور ہے۔البتہ بھر پور کوشش ہو کہ دف اور بانسری کی آواز نہ سنی جائے۔

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''گنجفہ (تاش کے مانند ایک قسم کا کھیل) چوسر کھیلنا ناجائز ہے۔شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں (یعنی ناجائز ہیں)''(۱)

اوپر کی عبارتوں سے یہ بات بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ موبائل پر گیم کھیلنا سراسر ناجائز ہے۔لہو ولعب کی جو تعریف گذری، اس کے رُو سے موبائل پر کھیلے جانے والے گیم بھی لہو ولعب ہی کے زمرے میں داخل ہیں کہ آدمی موبائل پر گیم کھیلنے میں اس قدر مشغول اور محو ہوجاتا ہے کہ قصداً فرائض وواجبات چھوڑ دیتا ہے اور بحکم حدیث وارشادات فقہا ''ہر لہو ولعب باطل وناجائز ہے''۔لہٰذا موبائل پر گیم (Game) کھیلنا بھی ناجائز ہے۔

موبائل پر ناجائز ویڈیو اور فلمیں دیکھنا

موبائل پر ناجائز ویڈیو اور فلمیں دیکھنا حرام، حرام، اشد حرام ہے۔اسی طرح ٹی وی یا سنیما ہال میں جاکر فلمیں دیکھنا بھی حرام اور ناجائز وگناہ ہے۔

قرآن کریم کا صاف اعلان ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. (۲)

ناجائز ویڈیو اور فلم کا ''فواحش ومنکرات'' میں سے ہونا، بالکل ظاہر ہے کہ ایک باشعور بچہ بھی اسے جانتا ہے اور اس کی فحاشی کا اعتراف کرتا ہے۔قرآن کا حکم ہے کہ فواحش کے قریب بھی نہ جاؤ، اور ویڈیو فلمیں فواحش کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جس سے دیگر فواحش ومنکرات اور بے شمار اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔لہذا اس کی حرمت وممانعت پر مزید دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔فلمیں ''مفضی الیٰ الزنا'' ہیں۔اور جس طرح زنا یا دواعی زنا (مثلاً بوس وکنار، خلوت وغیرہ) حرام

(۱)-بہار شریعت، حصہ:۱۶، ج:۳، ص:۵۱۱، مکتبۃ المدینۃ، دیو بند.

(۲)-قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت:۱۵۱، پارہ:۷.

وناجائز ہیں، اسی طرح فلمیں دیکھنا بھی ناجائز ہیں خواہ موبائل پر فلمیں دیکھی جائیں یا ٹی وی وغیرہ پر۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

وماكان سببا لمحظور فهو محظور.[1]

ترجمہ:-جو چیز کسی برائی کو وجود میں لانے کا سبب بن جائے، وہ چیز خود بری اور ممنوع ہے۔

بلوٹوتھ کے ذریعہ آڈیو، وِیڈیو بھیجنے کا حکم

ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں گانے کا آڈیو، یا ویڈیو (مثلاً فلم وغیرہ) بلوٹوتھ (Blue Tooth) کے ذریعہ ٹرانسفر کرنا، جائز نہیں ہے۔ ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام الملاهي كلها حرام. (یعنی ہر قسم کے لہو ولعب ناجائز و حرام ہیں) کے تحت داخل ہے۔[2]

گانا سننا، فلمیں دیکھنا اور وہ تمام افعال و اعمال جو کھیل کی غرض سے انجام دیے جائیں، وہ شریعت میں حرام و ناجائز ہیں۔ لہٰذا ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں گانا یا فلم وغیرہ بلوٹوتھ کے ذریعہ منتقل کرنا ناجائز ہے۔ ہاں! حمد و نعت، سلام و منقبت اور اصلاح پر مبنی آڈیو اور ویڈیو بلوٹوتھ کے ذریعہ منتقل کرنا اور کرانا جائز ہے۔

لہٰذا جس کے موبائل میں گانا اور فلم وغیرہ لوڈ ہو وہ اپنے موبائل سے دوسرے موبائل میں بلوٹوتھ کے ذریعہ گانے یا فلمیں بھیج کر یا اس کام کی اجازت دے کر ڈبل گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ گانوں اور فلموں کی ڈاؤن لوڈنگ کرا کے اپنے موبائل میں رکھنا ایک گناہ اور دوسروں کے موبائل میں بلوٹوتھ سے ان گانوں اور فلموں کو بھیجنا یہ دوسرا گناہ ہے۔ اللہ بچائے۔

ماحرم أخذه حرم إعطاؤه. یعنی جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

موبائل پر قوّالی سننے کا حکم

گانا بجانے اور فلمیں دیکھنے کے ساتھ ساتھ اب موبائل پر قوالی سننا بھی بہت عام ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا حکم ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)-فتاویٰ شامی، ج:۹، ص:٥٠٤، زکریا بك ڈپو، دیو بند.

(۲)-فتح القدیر، ج:۱۰، ص:۱۵، برکات رضا، پور بندر، گجرات.

مزامیر، ساز اور ڈھول وطبلہ کے ساتھ سماع، قوالی اور رقص وسرور ناجائز ہے، لہٰذا اسی ہیئت وصورت کے ساتھ موبائل پر قوالی سننا اور دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ آج کل قوالیاں مزامیر اور ڈھول طبلہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ اس طرح کی قوالیاں سننا موبائل پر اور موبائل کے علاوہ دوسرے طریقے سے، بہر صورت ناجائز ہیں۔ ان کے عدمِ جواز میں کوئی کلام نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام، لا یجوز القصد إلیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء. وجوزه أهل التصوف واحتجوا بفعل المشایخ من قبلهم، قال: وعندی أن مایفعلونه غیر مایفعله هٰؤلاء"[1]

ترجمہ:-سماع، قوالی اور رقص جو آج کل صوفی بننے والے کرتے ہیں، یہ سب حرام ہیں۔ ان چیزوں کا ارادہ کرنا اور ان کی مجلس میں شریک ہونا جائز نہیں۔ سماع، قوالی، رقص، گانا اور ساز (بانسری اور سارنگی وغیرہ) سب برابر ہیں۔ (یعنی جس طرح سماع وقوالی اور رقص ناجائز وحرام ہیں اسی طرح گانا بجانا اور ساز بھی ناجائز وحرام ہیں) صوفیہ نے سماع وقوالی کو جائز قرار دیا ہے اور اگلے مشائخ کے فعل سے دلیل پکڑی ہے، مگر یہ دلیل درست نہیں، کیوں کہ مشائخ کے فعل اور موجودہ صوفیوں کے افعال وحرکات میں بہت فرق ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین علما آگے لکھتے ہیں:

ولا یظن فی المشایخ أنهم فعلوا مثل مایفعل أهل زماننا من أهل الفسق والذین لا علم لهم.[2]

ترجمہ:-ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ گذشتہ مشائخ عظام نے موجودہ زمانہ کے فاسق اور جاہل صوفیوں کی طرح کیا ہو۔

(۱)-فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۵۲، زکریا بک ڈپو، دیو بند.
(۲)-فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۵۲، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

بہار شریعت میں ہے:

متصوفۂ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (۱)

ایک شبہہ کا ازالہ

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سماع و قوالی اور رقص و ساز وغیرہ روز مرہ کی عام زندگی میں ناجائز ہیں۔ ان چیزوں کے موبائل پر ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

تو اس اعتراض کا جواب ہوگا کہ فتاویٰ عالمگیری میں جو عبارت "لا یجوز القصد إلیه" ہے، یہی موبائل پر بھی سماع و قوالی وغیرہ سننے کے ناجائز ہونے کی دلیل ہے۔ کیوں کہ "سماع و قوالی کا قصد و ارادہ کرنا" یہ عام ہے۔ خواہ قوالی کی سماعت موبائل سے ہو یا موبائل کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے، بہر حال ناجائز دونوں صورتوں میں ہوگا۔ کیوں کہ دونوں صورتوں میں قصد و ارادہ پایا جاتا ہے اور سماع و قوالی میں عملاً شرکت پائی جاتی ہے۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"مزامیر، ساز، ڈھول طبلہ وغیرہ آلات لہو کا استعمال حرام ہے، تو ان کے ساتھ قوالی بھی حرام ہوگی۔" (۲)

آج کل کی قوالی مزامیر اور ڈھول طبلہ سے خالی نہیں ہوتی۔ لہٰذا موبائل و غیر موبائل دونوں صورتوں سے قوالی سننا ناجائز ہی رہے گا۔

ایک ضروری تنبیہ

اوپر جو بیان ہوا کہ موبائل سے گانا سننا، موبائل پر فلمیں دیکھنا یا قوالی سننا ناجائز ہے تو صرف یہی تین کام موبائل پر ناجائز نہیں، بلکہ ہر وہ کام جو "لہو و لعب" کے زمرے میں داخل ہو، وہ موبائل پر بھی ناجائز ہوگا۔ لہٰذا موبائل پر ناٹک، ڈراما، ہنسنے ہنسانے والی فلمیں وغیرہ سب ناجائز ہیں۔ یوں ہی موبائل پر شیعوں کا مرثیہ سننا، ماتم کی مجلس دیکھنا، یہ سب ناجائز ہیں۔

(۱)-بهار شريعت، حصه: ١٦، ج: ٣، ص: ٥١١، مكتبة المدينة، دهلی.

(۲)-فتاوىٰ بحر العلوم، ج: ٥، ص: ٥٨٢، امام احمد رضا اكيڈمی، بريلی شريف.

موبائل پر کارٹون بنانا

عام طور سے ملٹی میڈیا موبائل میں کیمرہ کے ساتھ کارٹون بنانے کا آپشن (پروگرام) بھی ہوتا ہے۔ لوگ موبائل کے ذریعہ دھڑا دھڑ جان دار کا فوٹو کھینچتے ہیں اور ان کھینچے ہوئے فوٹو کو محفوظ رکھنے کے ساتھ دماغی ورزش یا تضییع اوقات کے طور پر ان کا کارٹون بھی بناتے ہیں۔ جس طرح جان دار کا فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا حرام ہے، اسی طرح جاندار کا کارٹون بنانا بھی حرام ہے۔ موبائل پر کارٹون بنایا جائے یا موبائل کے علاوہ کہیں اور، بہر صورت کارٹون بنانا ناجائز اور حرام ہے۔

سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ لکھتے ہیں:

"کارٹون عام طور پر کسی نہ کسی جان دار کی حکایت کرتے ہیں۔ کسی جان دار کی بگڑی ہوئی شبیہ کو "کارٹون" کہا جاتا ہے اور ان کے ذریعے اشتہار میں لطف پیدا کیا جاتا ہے۔ چوں کہ جان دار کی تصویر بنانا، بنوانا حرام ہے، اس لیے ان کے کارٹون بنانا اور بنوانا بھی حرام ہے"(۱)

"مجلس شرعی" جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، کے "اٹھارہویں فقہی سیمینار" منعقدہ جنوری ۲۰۱۱ء کا ایک عنوان تھا "اینیمیشن کا شرعی حکم"

یہ اینی میشن اصل میں "کارٹون بنانے" کا نام ہے۔

موضوع سے متعلق مجلس شرعی کا یہ اہم فیصلہ ملاحظہ کریں:

(۱)- تصویرِ ذی روح وہ ہے جو جنس حیوان کی حکایت و مشابہت پر مشتمل ہو، اس طرح کہ سر اور چہرہ کسی حیوان کا ہو۔

(۲)- وہ کارٹون جو جنس حیوان کی مشابہت پر مشتمل ہو وہ تصویر ذی روح ہے، جو ایسا نہ ہو وہ ذی روح کی تصویر نہیں۔

(۳)- ذی روح کی تصویر بنانے کا جو حکم ہے وہی حکم ذی روح کے کارٹون بنانے کا بھی ہے۔ غیر ذی روح کی صورت گری حرام نہیں، اسی طرح غیر ذی روح کا کارٹون بھی حرام نہیں، کیوں کہ اس سے حکایت حیات نہیں ہوتی۔

(۴)- جان دار کی تصویریں بروجہ اعزاز رکھنا ناجائز ہے۔ جب کہ رکھنے کی حاجت و ضرورت

(۱)-فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۱۳، ص: ۷، مبارک پور.

نہ ہو، اسی طرح جو تصویریں تفریح نظر کے لیے بنائی اور دکھائی جاتی ہیں، انھیں بالقصد دیکھنے میں بنانے والوں کی اعانت اور مقصد برآری ہے۔ اس لیے انھیں قصد وشوق یا اعزاز کے ساتھ دیکھنا بھی جائز نہیں۔

لیکن اگر بربنائے حاجت تصویر بنی اور اس کا دیکھنا دکھانا بطور حاجت ہو، تو یہ دیکھنا دکھانا جائز ہے۔ جیسے تصویروں کا بطور اہانت رکھنا اور دیکھنا جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"عنایہ سے گزرا "نحن أمرنا بإهانتها" تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے"

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب رکھنا، دیکھنا بطور اہانت نہ ہو تو اسے بطور اعزاز ماناجائے گا۔ ہاں حاجت وضرورت کی صورتیں اس سے الگ ہیں۔

حاجت کا مطلب یہ ہے کہ تصویر نہ ہو تو انسان ضرر اور مشقت میں مبتلا ہو، جیسے شناختی کارڈ، پاس پورٹ، راشن کارڈ کی تصویریں، جن کے بغیر انسان ضرر اور حرج میں مبتلا ہوگا۔ اسی طرح بعض مواقع اور واقعات کی تصویریں نہ ہوں اور ان سے متعلق حکومت یا کورٹ کی تفتیش ہو تو اپنا دفاع مشکل ہوگا اور سخت ضرر ہوگا، یہ درجۂ حاجت میں ہیں۔ مثلاً یورپ وغیرہ کی بعض مسجدوں میں آلات مصوری اس مقصد سے نصب ہوتے ہیں کہ یہ ثبوت فراہم کیا جاسکے کہ یہاں آنے جانے والے کون تھے؟ اور کوئی حادثہ ہوا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

آج کل بہت سی عام استعمال کی چیزیں اور دواؤں کے ڈبے وغیرہ جان دار کی تصویروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ دوکان دار انھیں لیتے اور دوکان میں حفاظت سے رکھتے ہیں، پھر خریدار ان سے حاصل کرتے اور اپنے کام میں لاتے ہیں۔ ان چیزوں کی خرید وفروخت اور استعمال میں تصویروں کا دیکھنا ضمناً اور تبعاً ہوتا ہے اور نظر سے بچنا سخت مشکل ہے۔ اس لیے ایسی تصویریں دائرۂ ممانعت میں نہ ہوں گی۔

(۵)- وہ پروگرام جس میں کارٹونوں کے ذریعہ اسلامی تاریخ کو مسخ کرکے پیش کیا گیا ہے یا اسلامی شخصیات کے حقیقی کردار کو مسخ کیا گیا ہے، ایسے پروگرام دیکھنا اور ان کی سی ڈی خریدنا، بیچنا، دیکھنا جائز نہیں۔ بجز اس صورت کے کہ ذمہ دار اہل علم رد کے لیے انھیں دیکھیں۔

(۶)- طب وجراحت کی تعلیم میں اب تصاویر لازمی طور پر داخل ہو چکی ہیں اور مسلمان

طالب علم کا ان تصویروں کے بغیر اس فن کو حاصل کرنا دشوار ہے۔ اس لیے طب و جراحت کی تعلیم کے لیے ایسی تصاویر کا استعمال جائز ہے۔

(۷)- اسلامی فرائض و واجبات اور اخلاق وآداب کی تعلیم کے نام پر بدمذہبوں نے سیڈیز تیار کر رکھی ہیں جو بہت سی غلط معلومات پر بھی مشتمل ہیں اور ناواقف طلبہ و عوام ان کے ذریعہ مسائل سیکھ رہے ہیں۔ ان سے طلبہ و عوام کو بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس لیے جہاں طلبہ و عوام سے علماے اہل سنت براہ راست رابطہ کر کے انھیں تعلیم نہ دے پاتے ہوں وہاں کم از کم یہ انتظام ہو کہ اپنے علما کے ذریعہ ایسی آسان اور صحیح سیڈیز فراہم ہوں جن سے ناواقف لوگ استفادہ کر سکیں۔

مختصر یہ کہ جہاں حاجت محقق ہو وہاں دینی معموعات کی فراہمی کے لیے ایسی سیڈیز تیار کرانا اور استعمال میں لانا جائز ہے۔ جہاں حاجت نہ ہو وہاں جواز بھی نہیں۔ و الله تعالیٰ أعلم و علمهٗ أتم و أحكم.[1]

نماز کی حالت میں موبائل یا گھنٹی بند کرنے کا حکم

نماز ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اس لیے حکم ہے کہ خشوع و خضوع اور پورے وقار و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور جہاں شور و غل ہو وہاں نہ پڑھی جائے۔

فقہاے کرام بیان کرتے ہیں کہ "اگر بار بار نماز میں ٹوپی گر جاتی ہو تو چھوڑ دیں، نہ اٹھائیں اور ٹوپی نہ اٹھانے سے مقصود خشوع و خضوع ہو تو ٹوپی نہ اٹھانا افضل ہے"۔[2]

اس سے ہم نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

موبائل کی گھنٹی نماز کے خشوع و خضوع کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ لہٰذا اگر نماز کی حالت میں موبائل کی گھنٹی بجنے لگے اور "عمل کثیر" کیے بغیر گھنٹی بند کرنا ممکن ہو تو جیب کے اوپر (جیب سے باہر نکال کر نہیں) سے بٹن دبا کر موبائل کی گھنٹی یا پھر سرے سے موبائل بند کر دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ "عمل کثیر" کی نوبت نہ آئے۔ اگر گھنٹی یا موبائل بند کرنے کے لیے عمل کثیر کی نوبت آ جائے تو ایسی صورت میں موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ عمل کثیر کی وجہ سے نماز بھی

(۱)-ماه نامه اشرفيه، مبارك پور، شماره: اپريل ۲۰۱۱ء،

(۲)-بهار شريعت، حصه: ۳، ج: ۱، ص: ٦٣١، مكتبة المدينة، دهلی.

فاسد ہوجائے گی اور نماز جیسی اہم عبادت اور مُہتم بالشان عمل کو باطل کرنا بھی لازم آجائے گا جو جائز نہیں ہے۔(عمل قلیل اور عمل کثیر کی تعریف نیچے آرہی ہے)

یہ مسئلہ چوں کہ بالکل نیا ہے اس لیے فقہی نظائر کی روشنی میں ہی اسے حل کیا جاسکتا ہے۔فقہ کی کتابوں میں اس مسئلہ کی بہت سی نظیریں موجود ہیں۔چند نظائر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)- ہر وہ عملِ قلیل جو نمازی کے لیے مفید ہو جائز ہے۔[1]

نماز کی حالت میں جیب کے اوپر سے موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند کر دینا، یہ عمل قلیل ہے۔اس لیے جائز ہے۔

(۲)-نماز میں ناک سے پانی بہہ رہا ہو تو زمین پر گرنے سے بہتر ہے کہ اسے پونچھ لیا جائے اور مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو ناک سے بہتا ہوا پانی پونچھنا ضروری ہے۔[2]

حالت نماز میں ناک سے بہنے والے پانی کو پونچھنا، یہ ایک طرح کا عمل (کام) ہے اور حالت نماز میں یہ عمل جائز ہے۔

لہٰذا حالت نماز میں موبائل کی گھنٹی بجنے سے بہتر ہے کہ اسے بند کر دیا جائے تاکہ اپنی نماز یا دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

(۳)- اگر خیال بٹتا ہو تو نماز کی حالت میں پیشانی سے گرد و غبار یا گھاس چھڑانے میں حرج نہیں۔[3]

حالت نماز میں موبائل کی گھنٹی بجنے سے خیال بٹتا ہے اور صرف اپنا خیال ہی نہیں بلکہ دوسرے نمازیوں کا خیال بھی بٹتا ہے۔اس لیے جیب کے اوپر سے جیب میں رکھے موبائل کی گھنٹی یا پھر سرے سے موبائل بند کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴)-وقت ضرورت نماز میں کھجانے (کھجلانے) کی اجازت ہے۔ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ایک رکن (مثلاً قیام یا رکوع یا سجدہ وغیرہ) میں تین بار کھجانے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

---

(۱)-بہار شریعت، حصہ: سوم، ج: ۱، ص: ٦٣١، مکتبة المدینة، دھلی.

(۲)-فتاویٰ عالم گیری، ج: ۱، ص: ۱۰۵، بیروت.

(۳)-بہار شریعت، حصہ: سوم، ج: ۱، ص: ٦٣١، مکتبة المدینة، دھلی.

کیوں کہ تین بار کھجانا عمل کثیر ہے، جو مفسدِ نماز ہے۔

جس طرح کھجانا عمل قلیل ہے، اسی طرح دوران نماز موبائل کی گھنٹی بند کرنا بھی عمل قلیل ہے تو جس طرح ایک رکن میں ایک یا دو بار کھجانے سے نماز نہیں ٹوٹتی ٹھیک اسی طرح ایک رکن مثلاً رکوع میں یا قیام و سجدہ میں ایک یا دو بار موبائل کی گھنٹی بند کر دینے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔

والله أعلم وعلمه أتم وأحكم.

دورانِ نماز تین بار موبائل کی گھنٹی بند کرنے کا حکم

حالت نماز میں موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ مگر کس حد تک؟ اور کتنی بار؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دوران نماز ایک رکن میں ایک بار یا زیادہ سے زیادہ دو بار جیب کے اوپر سے موبائل کی گھنٹی بند کرنے کی اجازت ہے کہ اس عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر ایک رکن میں مثلاً صرف قیام میں یا صرف رکوع میں تین بار گھنٹی بند کی تو نماز فاسد ہوگئی۔ جس طرح ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا حکم دیا جائے گا کہ دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

مختصر یہ کہ دوران نماز ایک رکن میں تین بار سے کم (ایک بار یا دو بار) جیب کے اوپر سے موبائل کی گھنٹی بند کرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی اور نماز ہو جائے گی اور ایک رکن میں تین بار گھنٹی بند کرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ والله اعلم بالصواب وهو الموفق للصواب.

دورانِ نماز موبائل جیب سے نکال کر بند کرنے کا حکم

دوران نماز موبائل کو جیب ہی میں رکھتے ہوئے اس کی گھنٹی یا پھر موبائل بند کرنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ "عمل کثیر" کی نوبت نہ آئے۔ اگر عمل کثیر کی نوبت آجائے تو موبائل یا اس کی گھنٹی بند نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں کہ کوئی بھی عمل خواہ وہ فرض و واجب ہو یا نفل و مستحب، جب اسے شروع کر دیا جائے تو اس کی تکمیل واجب ہو جایا کرتی ہے۔ اور عذر شرعی کے بغیر اسے قصداً باطل کر دینا جائز نہیں ہوتا۔ مثلاً نماز نفل شروع کر دینے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہے، اگر کوئی شخص عذر شرعی کے بغیر نفل نماز قصداً توڑ دے تو اس کی قضا واجب ہے۔

دورانِ نماز مسجد میں یا گھر میں موبائل کی گھنٹی کا بجنا، یہ کوئی عذر شرعی نہیں کہ گھنٹی بند کرنے کی کوشش میں عمل کثیر کیا جائے اور نماز کو باطل و فاسد کیا جائے۔

دورانِ نماز موبائل کو جیب سے نکال کر بند کرنا، یہ عملِ کثیر ہے اور ہر عملِ کثیر مفسدِ صلوٰۃ (نماز کو توڑنے والا) ہے۔ لہٰذا دورانِ نماز موبائل کو جیب سے نکال کر بند کرنے کی صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اس مسئلے کی قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

عملِ قلیل اور عملِ کثیر کی تعریف

ملک العلماء علاء الدین ابوبکر کاسانی حنفی قدس سرہ لکھتے ہیں:

کل عمل لو نظر الناظر إليه من بعيد لا يشك أنه فی غير الصلاة فهو كثير وكل عمل لو نظر إليه ناظر ربما يشتبه عليه أنه فی الصلاة فهو القليل وهو الأصح.[1]

ترجمہ:- دور سے دیکھنے والے شخص کو نمازی کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے تو وہ "عمل کثیر" ہے اور دور سے دیکھنے والے کو شبہہ ہو کہ وہ نماز میں ہے یا نہیں تو یہ "عمل قلیل" ہے۔ عمل قلیل و کثیر کی یہ تعریف سب سے بہتر اور صحیح ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی نے "در مختار" میں عمل قلیل و کثیر کی بعینہٖ یہی تعریف کی ہے۔

علامہ کاسانی قدس سرہ نے اپنی اسی کتاب "بدائع الصنائع" میں عمل قلیل و کثیر کی صحیح ترین تعریف قلم بند کرنے کے بعد بڑی عمدہ مثال تحریر فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وعلیٰ هٰذا الأصل يخرج......... إذا أخذ قوسا ورمیٰ بهافسدت صلوٰته، لأن أخذ القوس وتثقيف السهم عليه ومده حتیٰ يرمی "عمل كثير" ألا ترىٰ أن الناظر إليه من بعيد لا يشك أنه فی غير الصلوٰة.[2]

ترجمہ:- عمل قلیل و کثیر کی مذکورہ تعریف کی روشنی میں یہ مسئلہ متفرع (ثابت) ہوتا ہے

(۱)-بدائع الصنائع، ج:۱، ص:۳۵۸، برکات رضا، پوربندر.

(۲)-بدائع الصنائع، ج:۱، ص:۳۵۸، برکات رضا، پوربندر.

کہ نمازی کمان نکال کر تیر چلائے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، کیوں کہ یہ عمل کثیر ہے۔
کیوں کہ کمان ہاتھ میں لینا، تیر کو اس پر سیٹ کرنا اور اسے کھینچ کر چلانا، یہ نمازی کا ایسا عمل ہے کہ دور سے دیکھنے والے شخص کو نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے گا۔ یعنی دور سے دیکھنے والے شخص کو یقین ہو جائے گا کہ تیر چلانے والا حالتِ نماز میں نہیں ہے۔

نوعیت مسئلہ کو سمجھنے میں یہ جزئیہ بڑا معاون ثابت ہوگا۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

حالتِ نماز میں جیب کے اندر ہاتھ ڈالنا، پھر موبائل کو ہاتھ میں لینا، پھر کچھ سکنڈ کے لیے موبائل کے سوئچ آف بٹن کو دبا کر اسکرین دیکھتے ہوئے بند کرنا۔ یہ "ہاتھ میں کمان لینے، پھر اس پر تیر سیٹ کرنے اور بعد ازاں اسے کھینچ کر چلانے " کے مثل ہے۔ اور دوران نماز کمان ہاتھ میں لے کر تیر چلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو دوران نماز جیب سے موبائل نکال کر اور ہاتھ میں لے کر گھنٹی یا موبائل بند کر دینے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ و الله أعلم بالصواب.

موبائل کو آف یا سائلینٹ کیے بغیر نماز پڑھنا

رہا یہ مسئلہ کہ موبائل کو آف یا سائلینٹ (Silent) کیے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟
موبائل کو آف یا سائلینٹ کیے بغیر نماز پڑھنے میں بظاہر کوئی قباحت (خرابی) لازم نہیں آتی کہ موبائل اپنی جگہ ہے۔ نماز اور نمازی اپنی جگہ۔ بات تو معقول ہے، لیکن بات اس وقت بگڑ جاتی ہے، جب کہ دوران نماز اچانک گھنٹی بجنے لگتی ہے اور گھنٹی کی مکروہ آواز مسجد یا گھر میں گونجنے لگتی ہے اور نماز کے خشوع اور خضوع کو ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ موبائل کو آف یا سائلینٹ کیے بغیر یعنی موبائل کی گھنٹی چالو رکھ کر نماز پڑھنے سے اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ دوران نماز کہیں سے کال آجائے اور گھنٹی بجنے کے سبب نماز میں خلل یا نماز کا خشوع و خضوع زائل (ختم) ہو جائے، تو اس طرح نماز پڑھنا (موبائل آف یا سائلینٹ کیے بغیر) گویا "الصلاة بحضرة مایشغل البال و یخل بالخشوع" کے قبیل سے ہے۔ یعنی ایسی چیز کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جس سے ذہن و خیال بٹے اور نماز کے خشوع و خضوع میں خلل آئے۔

حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

بقی من المکروهات أشیاء أخر .... منها الصلاة بحضرة مایشغل

البال ویخل بالخشوع.[1]

ترجمہ:- نماز کے مکروہات (نماز کو مکروہ کرنے والی اشیا) میں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ مثلاً ایسی چیز کی موجودگی میں نماز پڑھنا جو دل ودماغ کو اپنی طرف مشغول کر دے اور نماز کے خشوع وخضوع میں خلل ڈالے .... اور چوں کہ موبائل کو آف یا سائیلینٹ کیے بغیر نماز پڑھنے میں دوران نماز گھنٹی بجنے کے سبب نمازی کا ذہن وخیال بھی اِدھر اُدھر بٹتا ہے اور نماز کے خشوع وخضوع میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ اس لیے جان بوجھ کر موبائل کو آف یا سائیلنٹ کیے بغیر نماز پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ "الصلاۃ بحضرۃ مایشغل البال" کی قبیل سے ہے اور ایسی چیز کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ جس سے نماز میں خلل آئے اور نمازی کا خشوع وخضوع زائل ہو۔

نمازی کو چاہیے کہ وہ نماز کے وقت موبائل بند کر دے یا سائیلینٹ کر دے اور اپنی نماز کو مکروہ ہونے سے بچائے۔

در مختار میں ہے:

کره وقت حضور طعام تاقت نفسه إليه وكذا كل مايشغل باله عن أفعالها ويخل بخشوعها كائنا ماكان.[2]

ترجمہ:-جب کھانے کی خواہش ہو تو نماز مکروہ ہے۔ یوں ہی ہر وہ چیز جو دل کو افعال نماز سے ہٹا دے اور نماز کے خشوع میں خلل ڈالے، ایسی چیز کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اسی در مختار میں ہے:

ولذاتکرہ فی طاحون. یعنی گھر میں جہاں چکّی چل رہی ہو وہاں نماز مکروہ ہے۔

حضرت علامہ شامی قدس سرہ نے اس کی توجیہ اور وجہِ کراہت یوں بیان کی ہے:

لعل وَجْهَهُ شغل البال بصوتها.[3]

ترجمہ:- شاید اس کی وجہ چکی کی آواز سے دل کا نماز سے ہٹ جانا اور نمازی کے خیال کا

---

(۱)-ردالمحتار، ج:۱، ص:۴۸۳، مکتبہ زکریا، دیوبند.

(۲)-در مختار، ج:۱، ص:۴۰۹، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت.

(۳)-فتاویٰ شامی، ج:۱، ص:۴۱۱، مکروہات الصلاۃ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت.

ہٹ جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے مسجد میں ''بجلی کا پنکھا'' لگانے کو جو ناجائز لکھا ہے اس کی ایک علت یہ بھی بیان کی ہے کہ بجلی کے پنکھے سے نماز کے خشوع میں خلل پڑتا ہے اور نمازی کا دل پنکھے کی آواز سے نماز سے ہٹ جاتا ہے۔ (۱)

موبائل کو آف یا سائیلنٹ کیے بغیر نماز پڑھنے میں اگرچہ فی الحال نماز کا خشوع زائل ہونے اور نمازی کے دل کا افعال نماز سے ہٹنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے، تاہم موبائل کی گھنٹی کے نارمل اور چالو رہنے کی صورت میں ضرور ایسی چیز کی '' موجودگی '' ہے، جس سے قوی امکان ہے کہ دوران نماز اچانک کال آجائے اور نمازی کے دل کو افعال نماز سے ہٹادے اور نماز کے خشوع و خضوع کو زائل کردے بلکہ ایسا ہوتا ہے اور بار بار اِس کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے۔ اسی لیے علامہ شامی نے '' بحضرة مایشغل البال '' فرمایا۔ یعنی ایسی چیز کی موجودگی جو نمازی کے دل کو افعال نماز سے ہٹادے۔ و الله أعلم بالصواب.

موبائل سے میسیج یا ایس ایم ایس بھیجنے کا حکم

موبائل پر آسانی سے بات چیت تو ہو جاتی ہے مگر اس میں وقت اور پیسے زیادہ خرچ ہوتے ہیں اور میسیج کے ذریعہ اپنا مختصر پیغام مطلوبہ شخص تک کم وقت اور کم خرچ میں پہنچ جاتا ہے۔

میسیج یا ایس ایم ایس یہ خط و کتابت کا ایک آسان اور مختصر طریقہ ہے۔ میسیج بھیجنا اور میسیج ریسیو کر کے اسے پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ میسیج کا متن جائز امور پر مشتمل ہو۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی، گلوج، واہیات و خرافات اور فواحش سے بھرا ہوا میسیج بھیجنا ناجائز ہے۔

کچھ میسیج صرف ہنسنے ہنسانے اور موج مستی کے لیے بھیجے جاتے ہیں، یہ ناجائز ہیں۔ چھوٹے چھوٹے قصے کہانیاں اور لطیفے جو عبرت و نصیحت پر مشتمل ہوں، اس قسم کا میسیج جائز ہے۔ میسیج کے ذریعہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور شریعت کے ضروری مسائل بھیج کر خدمتِ دین کا فریضہ بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔

کچھ مسلم ادارے اور سنی تنظیمیں کار آمد، مفید اور دینی مسائل پر مشتمل میسیج بھیج کر خدمت دین

(۱)- فتاوی رضویہ، ج:٦، ص: ٣٨٤، ٣٨٣، سنی دار الاشاعت، مبارک پور.

کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

کل معروف صدقة.[1] ترجمہ:- ہر نیک کام صدقہ ہے۔

اگر آپ ایک دینی واصلاحی پیغام یا شریعت کا کوئی ایک مسئلہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو میسیج کردیں تو یقیناً اس عمل خیر سے آپ کو صدقۂ نافلہ کا ثواب ملے گا۔ غرض کہ موبائل میسیج کے ذریعے بھی ہم دین ومذہب اور قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ دینی واصلاحی میسیج جس قدر بھیجا جائے وہ کم ہے۔ مگر کچھ لوگ اپنے موبائل میں میسیج پیک (Pack) لے کر ہمیشہ میسیج کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اچھا برا، جائز وناجائز ہر قسم کے میسیج اپنے دوستوں کو سینڈ (بھیجنا) کرتے رہتے ہیں۔

زیادہ تر عشقیہ اشعار اور چٹکلے بھیجتے ہیں تاکہ اپنے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ ہنسایا جائے، یہ ناجائز ہے۔ تفریحِ طبع کے لیے ہنسی مذاق کی اجازت ہے، مگر اس کی ایک حد مقرر ہے۔

کبھی ہنسی مذاق والے میسیج اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اس سے اسلامی شعائر کی توہین ہو جاتی ہے، لیکن یار لوگ اسے ہنسی مذاق میں ٹال دیتے ہیں۔ ذرا غور سے سنو! جس میسیج سے کسی امرِ شرعی کی حقارت، شعار اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی عزت وآبرو پامال ہوتی ہو، ایسا میسیج بھیجنا حرام، اشد حرام بلکہ کفر ہے۔

استغفر الله ربی من کل ذنب وأتوب إلیه. معاذ الله رب العالمین.

مسلمانوں کو چاہیے کہ شعائر اسلام کی توہین واستہزا پر مشتمل میسیج بھیجنے اور ریسیو کر کے اسے پڑھنے سے سخت گریز وپرہیز کریں کہ اس سے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

میسیج کے ذریعہ کیے گئے سلام کے جواب کا حکم

جس طرح موبائل اور خط کے سلام کا جواب واجب ہے۔ اسی طرح میسیج کے ذریعے کیے گئے سلام کا جواب بھی واجب ہے۔ موبائل پر گفتگو "خطاب" ہے اور میسیج کے ذریعہ پیغام رسانی "کتاب" ہے اور فقہ کا یہ عام ضابطہ ہے "الکتاب کالخطاب"[2]

(۱)-مسند ابی داؤد طیالسی، حدیث: ۴۱۹، ج: ۱، ص: ۲۱۸، دار الکتب العلمیه، بیروت.

(۲)-هدایه آخرین، کتاب البیوع، ج: ۲، ص: ۲۸۶، مجلس برکات، مبارك پور.

ترجمہ:-کتاب (خط وکتابت) خطاب (بالمشافہہ گفتگو) کی طرح ہے۔
اگرچہ مثلِ شے، شے کا غیر ہوتا ہے، تاہم اتحادِ حکم کے لیے یہ مماثلت ومشابہت کافی ہے۔
در مختار مع ردالمحتار میں ہے:
(و يجب رد جواب كتاب التحية) لأن الكتاب من الغائب بمنزلة الخطاب من الحاضر.[1]

ترجمہ:- خط کے سلام کا جواب واجب ہے۔ کیوں کہ غائب شخص کا مکتوب (خط) حاضر شخص کے خطاب کی منزل میں ہے۔
فقہ کے اسی ضابطہ کی روشنی میں خط وکتابت کے ذریعہ "بیع ونکاح" کو جائز قرار دیا گیا ہے۔
شرع کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار منعقدہ ۴/ جولائی ۲۰۱۰ء میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ "فیکس، ای میل اور میسیج کی تحریر "کتاب وخط" کے حکم میں ہے" اور خط وکتابت کے سلام کا جواب واجب ہے تو میسیج کے ذریعے کیے گئے سلام کا جواب بھی واجب ہو گا۔
بہار شریعت میں ہے:
خط میں سلام لکھا ہوتا ہے، اس کا جواب دینا بھی واجب ہوتا ہے۔[2]
میسیج بھی ایک طرح کا خط ہے، لہٰذا میسیج کے ذریعہ بھیجے گئے سلام کا جواب بھی واجب ہے۔

میسیج کے ذریعہ نکاح کا مسئلہ

میسیج کے ذریعہ نکاح ہو جائے گا۔ اور میسیج کے ذریعہ منعقد ہونے والا نکاح از روے شرع جائز ودرست ہو گا۔ وجہِ جواز یہ ہے کہ فیکس، ای میل اور میسیج (SMS) کی تحریریں "کتاب وخط" کے حکم میں ہیں اور کتاب وخط سے نکاح جائز ہے، لہٰذا میسیج کے ذریعہ بھی نکاح جائز ہے۔
شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کا فیصلہ ملاحظہ کریں:
"فیکس، ای میل، ایس ایم ایس (S.M.S.) کی تحریریں کتاب وخط کے حکم میں ہیں۔ انھیں شاہد (گواہوں) کے سامنے پڑھ کے، سنا کے یا اس کا مضمون بتا کے پھر اسی مجلس میں قبول کر لے تو

(۱)-شامی، ص:۵، ص:۲۹٤، مکتبہ زکریا بک ڈپو، دیو بند.
(۲)-بہار شریعت، حصہ:۱٦، ج:۳، ص:٤٦۳، مکتبة المدينة، دهلی.

نکاح صحیح ہوگا۔"[1]

نکاح کے شرائط

نکاح منعقد ہونے کے لیے مندرجہ ذیل آٹھ شرطیں ہیں۔

(۱)-عاقل ہونا۔ پاگل یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو نکاح منعقد نہ ہوا۔

(۲)-بالغ ہونا۔ نابالغ بچہ اگر سمجھ دار ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(۳)-گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔

(۴)-ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ اگر عاقدین (میاں بیوی) دونوں ایک مجلس میں موجود تھے۔ ایک نے ایجاب کیا اور دوسرا قبول کرنے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا یا کوئی ایسا کام کرنا شروع کر دیا، جس سے مجلس بدل جاتی ہے تو ایجاب باطل ہو گیا۔

(۵)-قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو۔

(۶)-اگر لڑکی بالغ ہو تو اس کا راضی ہونا شرط ہے۔

(۷)-کسی زمانۂ آئندہ کی طرف نسبت نہ کی گئی ہو اور نہ کسی شرط نامعلوم پر نکاح کو معلق کیا گیا ہو۔ مثلاً اگر کسی نے یہ کہا کہ " میں نے تجھ سے آئندہ روز نکاح کیا" یا یہ کہا کہ " میں نے نکاح کیا، اگر زید آئے، ان دونوں صورتوں میں نکاح منعقد نہ ہوا۔

(۸)-نکاح کی اضافت کل کی طرح ہو یا ان اعضا کی طرف جن کو بول کر کُل مراد لیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ "میں نے فلاں کے ہاتھ یا پاؤں یا نصف سے نکاح کیا" تو نکاح صحیح نہ ہوا۔[2]

ایک شبہہ کا ازالہ

شبہہ یہ ہے کہ شرائط نکاح میں سے ایک اہم اور بنیادی شرط " اتحاد مجلس " ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ فیکس، ای میل اور میسیج کے ذریعے نکاح میں اتحاد مجلس نہیں پایا جاتا۔ دولہا کہیں اور رہتا ہے اور دلھن کسی اور جگہ رہتی ہے اور میسیج کے ذریعہ معاملۂ نکاح طے ہوتا ہے پھر میسیج کے

(۱)-شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے اہم فیصلے، ص: ۱٦۳.

(۲)-بہار شریعت، حصہ: ۷، ج: ۲، ص: ۱۹، ۱۱، مکتبہ المدینہ، دھلی.

ذریعہ نکاح کیوں کر درست ہوگا؟

اس اعتراض کا جواب اور اس شبہہ کا ازالہ یہ ہے کہ انعقاد نکاح کے لیے بلا شبہہ "اتحاد مجلس" شرط ہے کہ ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہو۔لیکن اتحادِ عاقدین یعنی میاں بیوی کا ایک مجلس میں ہونا ضروری نہیں۔ لہذا بذریعۂ میسیج (Message) میاں اور بیوی کا مجلس نکاح سے دور اور مختلف مقام پر رہتے ہوئے بھی نکاح ہوجائے گا۔

بذریعۂ میسیج نکاح ہونے کی صورت

مرد یا عورت جو بذریعۂ میسیج نکاح کرنے پر رضا مند ہیں، ان میں سے کسی ایک کا میسیج (message) دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا جائے یا میسیج کا مفہوم بتادیا جائے (یہ ایجاب ہوا) پھر اسی مجلس میں میاں یا بیوی قبول کرلے تو اس ایجاب وقبول کے بعد نکاح ہوجائے گا۔

تحریر وخط سے نکاح کا ثبوت

میسیج کے ذریعہ نکاح درست اور صحیح ہونے کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ میسیج کی تحریریں "کتاب وخط" کے حکم میں ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ یہ واضح کردیا جائے کہ تحریر وخط سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ تحریر وخط سے نکاح جائز و درست ہے تو لامحالہ میسیج کے ذریعہ بھی نکاح جائز و درست ہوگا، کیوں کہ میسیج کی تحریر "کتاب وخط" کے حکم میں ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

الکتاب کا لخطاب حتی لو کتب إلیھا "تزوجتك" فقری علیھا عند الشھود فقبلت صح.[1]

ترجمہ:- مکتوب (تحریر وخط) خطاب (بالمشافہہ گفتگو) کی طرح ہے۔یہاں تک کہ کوئی مرد یہ تحریر بھیجے "میں نے تم سے نکاح کیا" اور گواہوں کی موجودگی میں عورت کے سامنے وہ تحریر اور خط پڑھا جائے اور وہ عورت کہے "میں نے قبول کیا" تو اس طرح نکاح جائز اور صحیح ہوگا۔

---

(۱)-فتاویٰ قاضی خان مع فتاویٰ الھندیہ، ج:٤، ص:۱۵۳، زکریہ بک ڈپو، دیوبند.

ہاں! بذریعۂ خط وکتابت نکاح درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہو۔ اگر دو گواہوں کی موجودگی میں عورت کے سامنے خط پڑھا جائے مگر قبول اس مجلس میں نہ ہو، یعنی مجلس بدل جائے تو ایسی صورت میں قبول اور گواہ کی موجودگی سے بھی نکاح نہ ہوگا کہ مجلس بدل گئی اور تبدیلِ مجلس صحتِ نکاح کے منافی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام حسن بن منصور قاضی خان نے بذریعۂ خط نکاح درست ہونے کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ "اگر قبول، ایجاب سے متّصل نہ ہو یعنی اتحاد مجلس نہ ہو تو ایجاب (یعنی خط کا مضمون "تزوجتك") باطل ہو جائے گا اور نکاح صحیح نہ ہوگا۔

چناں چہ آپ لکھتے ہیں:

لٰكن يفترقان من وجه وهو أن القبول في الخطاب إذا لم يتصل بالإيجاب في مجلسه بطل الإيجاب.[1]

مکتوب خطاب کی طرح ہے اور خطاب میں "اتحادِ مجلس" شرط ہے، لہٰذا خط وکتابت میں بھی اتحادِ مجلس شرط ہوگا اور میسیج چوں کہ مکتوب کے حکم میں ہے، اس لیے میسیج کے ذریعہ نکاح صحیح ہونے کے لیے بھی اتحادِ مجلس شرط ہوگا۔ اگر میسیج کے ذریعہ نکاح میں اتحادِ مجلس پایا جائے تو نکاح صحیح اور منعقد ہوگا اور اگر اتحادِ مجلس نہ پایا جائے تو ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی سے بھی نکاح منعقد نہ ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے: و ينعقد النكاح بالكتابة.[2]

ترجمہ: خط وکتابت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

بہارِ شریعت میں ہے:

اگر ایک موجود ہے اور دوسرا غائب، اس غائب نے لکھ بھیجا، اس موجود نے گواہوں کے سامنے پڑھا یا کہا، فلاں نے ایسا لکھا ہے، میں نے اپنا نکاح اس (غائب) سے کیا تو (نکاح)

(۱)-فتاویٰ قاضی خان، ج:٤، ص:١٥٣، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

(۲)-فتاویٰ شامی، ج:٤، ص:٧٤، مکتبہ زکریا، دیو بند.

ہوگیا۔[1]

غرض کہ جس طرح خط وکتابت سے طلاق ہوجاتی ہے، اسی طرح خط وکتابت سے نکاح بھی ہو جاتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ میسیج کی تحریر خط و کتابت کے حکم میں ہے۔ لہٰذا دو گواہ کی موجودگی میں اتحادِ مجلس کی شرط کے ساتھ میسیج کے ذریعے نکاح جائزاور درست ہے۔

میسیج سے طلاق ہوگی یا نہیں ؟

نکاحِ صحیح کے ذریعے عورت، مرد کی زوجیت میں داخل ہو جاتی ہے اور اپنے شوہر کی پابند ہوجاتی ہے اور اس پابندی کو ختم کر دینے کا نام ”طلاق“ ہے۔

ملتقی الأبحر شرح مجمع الأنہر میں ہے:

”الطلاق هو رفع القيد الثابت شرعا بالنكاح“[2]

ترجمہ:-نکاح کے ذریعہ شرعاً جو قید وپابندی میاں بیوی کے درمیان قائم ہوجاتی ہے، اس قید وبند کو ختم کر دینے اور اٹھالینے کا نام ”طلاق“ ہے۔

نکاح اور منکوحہ عورت کی مثال ”شیشے کے گھر“ کی طرح ہے اور طلاق ”پتھر“ کے مثل ہے۔ سامنے سے پتھر پھینکیں یا دور سے پھینکیں، بس ”شیشے کے گھر“ تک پتھر کے پہنچنے کی دیر ہے۔ دونوں صورتوں میں پتھر کے ذریعہ شیشے کا گھر ٹوٹ پھوٹ کے بکھر جائے گا۔

ٹھیک اسی طرح سامنے سے طلاق دیں یا خط وکتابت کے ذریعے دور سے طلاق دیں، دونوں صورتوں میں طلاق ہو جائے گی۔ طلاق واقع ہونے کے لیے سامنے عورت کی موجودگی ضروری نہیں۔

میسیج کی حیثیت ”خط وکتابت“ کی ہے۔ یعنی میسیج کی تحریر خط وکتابت کے حکم میں ہے۔ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف، کے فقہی سیمینار ۴/ جولائی ۲۰۱۰ء میں اس پر فیصلہ ہوچکا ہے اور خط وکتابت سے یعنی بذریعۂ تحریر طلاق ہوجاتی ہے۔ لہٰذا میسیج کے ذریعہ طلاق دینے اور شوہر کا

(۱)-بهار شريعت، حصه: ۷، ج: ۲، ص: ۸، مكتبة المدينه، دهلى.

(۲)-ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، ج: ۲، ص: ۳، دار الكتب العلميه، بيروت.

اقرار طلاق کر لینے کے بعد طلاق ہوجائے گی۔ہاں! بذریعۂ خط یابذریعۂ میسیج طلاق دینے میں شوہر کا اقرار ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ لکھتے ہیں:

اگر سلیمان کو اس تحریر پر اقرار ہے تو بے شک صغریٰ پر تین طلاقیں ہوگئیں۔ (۱)

خط وکتابت سے طلاق کا ثبوت

عام کتب فقہ حنفی میں یہ مسئلہ واضح لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ خط وکتابت کے ذریعہ طلاق ہوجائے گی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ محدث بریلوی نے اپنی مایۂ ناز کتاب "فتاویٰ رضویہ" جلد:۵، صفحہ: ۷۱۷ تا ۷۲۱ / بذریعۂ تحریر طلاق واقع ہوجانے پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور بذریعۂ تحریر طلاق کے مختلف اشکال کا ذکر فرمایا ہے۔

کان پور سے ایک استفتا آیا کہ "شوہر زید نے یہ لکھ دیا کہ میری طرف سے (ہندہ کو) تین مرتبہ فارغ خطی ہے.........کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

صورتِ مستفسرہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔ زید کے پاس ہندہ کو جانا حرام ہے۔ (۲)

بہار شریعت میں ہے:

"زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز (نمایاں) نہ ہوتے ہوں۔ مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں۔ مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہوجائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی آداب والقاب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں، جب بھی ہوگئی۔ بلکہ اگر نہ بھیجے جب بھی اس صورت میں ہوجائے گی اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے، تجھے طلاق ہے تو عورت

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۶۵۳، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۲)-فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۷۱۷، رضا اکیڈمی، ممبئی.

کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی۔ عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجیے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اس نے (شوہر نے) نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی۔ (۱)

جب خط وکتابت اور تحریر سے طلاق ہوجاتی ہے اور میسیج، تحریر وخط کے حکم میں ہے تو میسیج کے ذریعہ دی گئی طلاق بھی واقع ہوجائے گی۔ یعنی اگر شوہر میسیج کے ذریعہ طلاق کا مضمون لکھ کر بھیجے اور طلاق کا اقرار کرے تو میسیج کے ذریعہ طلاق ہوجائے گی۔

موبائل کا میسیج بیوی تک نہ پہنچے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

تحریر وخط مکتوب الیہ (جس کے نام تحریر وخط بھیجا گیا ہو) تک ہمیشہ پہنچ ہی جائے یہ کوئی ضروری نہیں۔

بارہا کا یہ مشاہدہ ہے کہ کسی کو خط لکھا گیا مگر ڈاک کی بدنظمی سے وہ خط راستے ہی میں رہ گیا اور مکتوب الیہ تک نہیں پہنچا۔ یہی حال میسیج کا بھی ہے کہ کبھی کبھی میسیج مُرسَل الیہ تک نہیں پہنچتا اور تکنیکی خرابی کے باعث کبھی ضائع بھی ہوجاتا ہے۔

اب اگر کوئی شخص طلاق کی نیت سے "طلاق والا میسیج" لکھے اور بیوی کو وہ میسیج سینڈ (روانہ) کردے، لیکن تکنیکی خرابی کے سبب طلاق کے مضمون پر مشتمل وہ میسیج بیوی تک نہ پہنچے تو ایسی صورت میں بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ طلاق کے مضمون پر مشتمل میسیج اگر بیوی کو نہ ملے، لیکن شوہر طلاق کا اقرار واعتراف کرے تو طلاق ہوجائے گی۔

چلو مان لیتے ہیں کہ بیوی کو طلاق والا میسیج نہیں ملا، مگر جب شوہر طلاق کا اعتراف کررہا ہے تو شوہر کا اعتراف واقرار گویا خطاب ہے اور میسیج کی حیثیت " مکتوب وخط "کی ہے۔

اور "الخطاب أقوی من الکتاب" خطاب، مکتوب سے قوی تر ہوتا ہے۔ لہٰذا بیوی کو میسیج نہ ملنے کے باوجود شوہر کے اقرارِ طلاق سے بیوی پر طلاق ہوجائے گی۔

---

(۱)-بہار شریعت، حصہ:۸، ج:۲، ص:۱۱۴، پاکستان.

ایک شبہہ کا ازالہ

ابھی بہار شریعت کی یہ عبارت گذری کہ "فرض کیجیے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں، مثلاً شوہر نے تحریر نہ بھیجی یا راستے میں تحریر گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی"۔ (۱)

تحریر وخط راستے میں گم ہوجائے اور بیوی تک نہ پہنچے تو طلاق نہ ہوگی اور میسیج یہ خط وتحریر کے مثل ہے تو میسیج بھی اگر بیوی تک نہ پہنچے تو طلاق نہیں ہونی چاہیے۔ پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ بیوی کو میسیج نہ ملنے کے باوجود طلاق ہوجائے گی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بہار شریعت میں جو یہ لکھا ہے کہ "تحریر عورت کو پہنچی ہی نہیں.......راستے میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی" اس عبارت کا تعلق گذشتہ عبارت "اگر (خط میں) یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے، تجھے طلاق ہے" سے ہے۔ یہاں بات شرط وجزا کی ہے۔ شوہر نے بیوی تک تحریر وخط پہنچنے کی شرط لگائی تھی اور وہ تحریر چوں کہ بیوی تک نہیں پہنچی، راستے میں گم ہوگئی تو شرط نہیں پائی گئی اس لیے طلاق نہ ہوگی۔

اور طلاق کے مضمون پر مشتمل میسیج میں شوہر کی طرف سے ایسی کوئی شرط یا قید نہیں لگائی گئی کہ "جب یہ میسیج پہنچے تب طلاق"۔ لہٰذا شوہر کے اقرارِ طلاق کی صورت میں بیوی کو میسیج نہ ملنے کے باوجود طلاق ہوجائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب وھو الموفق للصواب.

موبائل کال سے نکاح کا شرعی حکم

نکاح کے لیے بنیادی شرط "حضور شاہدین" ہے یعنی دو گواہوں کا موجود ہونا اور ان میں سے ہر ایک کا ایجاب وقبول کے الفاظ کو سننا۔

ہدایہ اولین میں ہے:

لا ینعقد نکاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين. (۲)

ترجمہ:- نکاح منعقد نہ ہوگا مگر دو عاقل وبالغ مسلم آزاد مرد کی موجودگی میں۔

(۱)-بهار شريعت، حصه:۸، ج:۲، ص:۱۱٤، مكتبة المدينة، دهلی.

(۲)-هدايه اولين، ص:۲۸۲، مجلس بركات، مبارك پور.

اسی طرح صحت نکاح کے لیے دوسری بنیادی شرط "اتحاد مجلس" ہے۔اس کے بغیر نکاح درست نہ ہوگا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

وهو أن يكون الإيجاب والقبول في مجلس واحد. (۱)

بدائع الصنائع اور تاتارخانیہ میں ہے:

لو أرسل اليها رسولا وكتب إليها بذالك (النكاح) كتابا فقبلت بحضرة شاهدين سمعا كلام الرسول وقراءة الكتاب جاز ذالك لاتحاد المجلس من حيث المعنىٰ. (۲)

ترجمہ:-اگر کسی نے خط لکھا اور لڑکی کے پاس قاصد نکاح کا پیغام (تحریری شکل میں) لے کر پہنچا اور اس لڑکی نے خط پاتے ہی دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کر لیا، اس شرط کے ساتھ کہ دونوں گواہ قاصد کے کلام اور خط کی قراءت (مضمون) سن لیں تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا۔کیوں کہ معنوی اعتبار سے اتحاد مجلس پالیا گیا۔

مذکورہ دونوں عبارت سے معلوم ہوا کہ نکاح کی صحت کے لیے "حضور شاہدین" اور" اتحاد مجلس" شرط اور ضروری ہے۔

خط و کتابت اور میسیج کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور موبائل کال پیغام رسانی میں خط و کتابت اور میسیج سے بڑھ کر ہے تو موبائل کال سے بھی نکاح ہو جانا چاہیے تھا۔

لیکن آج کل موبائل پر گفتگو اور کلام کا جو عام طریقہ ہے، اس طریقے سے بذریعۂ موبائل نکاح درست نہ ہوگا۔کیوں کہ بذریعۂ موبائل کال نکاح میں "اتحاد مجلس" اور "حضور شاہدین" کی شرط نہیں پائی جاتی۔اس لیے موبائل کال سے نکاح کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

عصر حاضر کے مایۂ ناز فقیہ و محقق حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دام ظلہ العالی نے ٹیلی فون پر نکاح کو ناجائز لکھا ہے۔(دیکھیے:شرح صحیح مسلم اردو ۸۲۹/۳، المجمع المصباحی، مبارک پور۔)

---

(۱)-بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۲۹۰، برکاتِ رضا، پوربندر.

(۲)-بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۴۹۱، تاتار خانیه، ج:۳، ص:۷۵، بیروت.

موبائل کال سے نکاح درست ہونے کی پہلی صورت

عام حکم تو یہی ہے کہ موبائل کال کے ذریعہ نکاح درست نہیں۔ تاہم موبائل کال سے نکاح درست اور صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل دو امکانی صورتیں اپنائی جاسکتی ہیں۔

(۱)-موبائل کو ہینڈ فری (Hand free) کر دیا جائے یعنی موبائل کے ساؤنڈ کو آن کر دیا جائے اور وہاں دو گواہ موجود ہوں جو ایجاب وقبول کو سن سکیں تو ایسی صورت میں چوں کہ ایجاب وقبول اور اتحادِ مجلس پایا جارہا ہے اور دونوں گواہان ایجاب وقبول بھی سن رہے ہیں۔

لہٰذا ایسی صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اور اگر موبائل کا ہینڈ فری نہ کیا جائے اور بالعموم جس طرح موبائل پر گفتگو کی جاتی ہے، اسی طرح معاملۂ نکاح طے کیا جائے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ایک شبہہ کا ازالہ

صحت نکاح کے لیے صرف ایجاب وقبول اور دو گواہوں کی موجودگی ہی کافی نہیں بلکہ "اتحاد مجلس" بھی شرط ہے اور اس صورت میں اتحاد مجلس نہیں پایا جاتا تو پھر نکاح درست کیسے ہوگا؟

اس شبہہ کا ازالہ یہ ہے کہ نکاح میں "اتحاد مجلس" سے مراد "اتحاد زمان" ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں۔

لأن شرط الارتباط اتحاد الزمان.(۱)

ترجمہ:-شرائطِ نکاح میں اتحاد مجلس کی شرط "اتحاد زمان" ہے۔

"الفقه الاسلامی و أدلته" میں ہے:

لیس المراد من اتحاد المجلس کون المتعاقدین فی مکان واحد ....

انما المراد باتحاد المجلس اتحاد الزمن.(۲)

ترجمہ:- اتحاد مجلس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ عاقدین (میاں بیوی) ایک مکان اور ایک مجلس میں ہوں، بلکہ اتحادِ مجلس سے مراد "اتحادِ زمان" ہے۔

(۱)-البحر الرائق، ج:۳، ص:۸۳، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۲)-الفقه الإسلامی و أدلّتهٗ، ج:٤، ص:۱۵۸، دار الکتب العلمیة، بیروت.

اور موبائل ہینڈ فری کر کے دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوجائے تو اس وقت اتحاد زمانہ پالیا جاتا ہے۔اس لیے اس صورت میں نکاح ہوجائے گا۔

موبائل کال سے نکاح درست ہونے کی دوسری صورت

موبائل کال سے نکاح درست اور صحیح ہونے کی دوسری امکانی صورت ''توکیل'' ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

ثم النکاح کما ینعقد بهذه الألفاظ بطریق الأصالة ینعقد بها بطریق النیابة بالوکالة والرسالة.(۱)

موبائل پر نکاح کا وکیل بنایا جاسکتا ہے اور بطریق ''توکیل'' نکاح درست ہوسکتا ہے۔ توکیل کی صورت یہ ہے کہ لڑکی بذریعۂ موبائل گفتگو کر کے لڑکے سے کہے کہ ''تم مجھ سے اپنی شادی کردو'' اور لڑکا دو گواہوں کو بلا کر ان کی موجودگی میں کہے کہ ''تم دونوں گواہ رہو کہ میں نے فلاں بنت فلاں سے اپنی شادی کردی'' تو ایسی صورت میں نکاح ہوجائے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں گواہ لڑکی کو جانتے ہوں۔اور اگر نہ جانتے ہوں تو گواہوں کو لڑکی اور اس کے باپ دادا کا نام اور پتہ بتادیا جائے۔

خلاصتہ الفتاویٰ میں ہے:

امرأة وکلت رجلاً بأن یزوجها من نفسه فقال الوکیل. اشهدوا أنی قد زوّجت فلانة من نفسی وإن لم یعرف الشهود فلانة لا یجوز النکاح مالم یذکر اسمها واسم أبیها.(۲)

موبائل کال سے طلاق کا شرعی حکم

جس طرح نکاح صحیح ہونے کے لیے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں،اسی طرح طلاق واقع ہونے کے لیے بھی عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔

(۱)-بدائع الصنائع،ج:۲،ص:٤٨٨،برکات رضا،پور بندر.

(۲)-خلاصة الفتاویٰ،ج:۲،ص:۱۵،دار الفکر، بیروت.

عورت جہاں کہیں رہے شوہر کے طلاق دینے سے طلاق ہوجائے گی۔ چاہے خط وکتابت کے ذریعے طلاق دی جائے یا موبائل میسیج اور موبائل کال کے ذریعے، بہر صورت طلاق ہوجائے گی۔

ہاں! جس طرح خط اور میسیج کے ذریعہ طلاق دینے میں شوہر کا اقرار یا دو گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔ اسی طرح بذریعۂ موبائل طلاق دینے میں بھی شوہر کا اقرار یا دو گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔ لأن الخط يشبه الخط و النغمة تشبه النغمة (ایک خط دوسرے خط کے اور ایک شخص کی آواز دوسرے شخص کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے) اس لیے موبائل پر طلاق کی صحت کے لیے شوہر کا اقرار یا دو گواہوں کی شہادت ضروری ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

اگر سلیمان (تحریری طلاق دینے والا) کو اس تحریر کا اقرار ہے یا گواہان عادل سے ثابت ہے تو بیشک صغریٰ پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ [1]

فتاویٰ شامی میں ہے:

يا فلانة إذا أتاك كتابي هٰذا فأنت طالق طلقت بو صو ل الكتاب. [2]

ترجمہ:- اے فلاں عورت! جب میرا یہ خط تجھے پہنچے تو تجھے طلاق ہے، تو اس خط کے پہنچنے سے عورت پر طلاق ہوجائے گی۔

فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۷۱۷ / اور بہار شریعت، حصہ:۸، ج:۲، ص:۱۱۴ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کریں۔

موبائل کال خط اور میسیج سے بڑھ کر ہے اور خط و میسیج سے طلاق ہوجاتی ہے۔ لہٰذا موبائل کال سے بھی طلاق ہوجائے گی، لیکن شرط یہی ہے کہ شوہر طلاق کا اقرار کرے یا دو گواہ طلاق کی شہادت دیں۔

میموری میں قرآن شریف اور حمد و نعت کی ڈاؤن لوڈنگ

موبائل میموری (Memory) میں قرآن شریف، حمد و نعت، منقبت، اذان و سلام، اسلامک

(۱)-فتاویٰ رضویه، ج:٥، ص:٦٥٣.

(۲)-فتاویٰ شامی، ج:٤، ص:٤٥٦.

اِمیج اور غیر جان دار کی تصویر وغیرہ لوڈ کرنا، کرانا جائز ہے۔ اور ڈاؤن لوڈنگ کا یہ کاروبار کرنا اور اس پر اجرت لینا اور دینا بھی جائز ہے۔ ہاں! موبائل میں گانا، فلم، قوالی، ڈرامہ، گیمس اور جان دار کی تصویر وغیرہ لوڈ کرنا، کرانا جائز نہیں۔ اس قسم کا کاروبار کرنا اور اس پر اجرت لینا اور دینا سب ناجائز ہیں۔

فتاویٰ اشرفیہ میں ہے:

میموری کارڈ میں قرآن پاک ہو یا قرآنی آیات یا اذان ونعت اور اذکار وغیرہ کے متبرک کلمات، اسے موبائل میں (لوڈ کر کے) رکھنا یا ان کلمات مقدسہ کا رنگ ٹون (گھنٹی) رکھنا کہ جب کہیں سے فون آئے تو ان کلمات کے پڑھنے کی آواز بلند ہو، جائز ہے۔ البتہ ان کلمات مقدسہ کا احترام ضروری ہوگا۔ اس لیے اسے نیچے بغل کی جیب میں نہ رکھیں بلکہ اوپر داہنی طرف سینے کے قریب رکھیں اور استنجا خانہ میں بھی اسے لے کر نہ جائیں اور اگر مجبوری کی وجہ سے لے کر جانا پڑے تو بند کر کے لے جائیں۔ واللہ أعلم.[1]

موبائل میں گانا اور فلم ڈاؤن لوڈ کرانے کا شرعی حکم

گانا سننا اور فلمیں دیکھنا فی نفسہٖ ناجائز وحرام ہیں۔ اس لیے موبائل میں گانے، فلمیں، گیمس، مروجہ قوالیاں، ناٹک وغیرہ لوڈ کرنا یا کرانا ناجائز وحرام ہیں۔

موبائل میں فلمی گانے اور فلمی ویڈیو لوڈ کرنا، کرانا اس لیے ناجائز ہیں کہ یہ چیزیں ''فواحش'' میں داخل ہیں اور قرآنی حکم ''ولا تقربوا الفواحش'' (فواحش ومنکرات کے قریب نہ جاؤ) کے مطابق فلمی گانے اور فلمی ویڈیو کی لوڈنگ، فواحش کے قریب جانے کا ذریعہ ہے اور قرآنی حکم کی صریح خلاف ورزی ہے اور قرآنی حکم کی خلاف ورزی سخت حرام وناجائز ہے۔

فلمی گانے، ویڈیو، گیمس (Games)، مروجہ قوالیاں (جس میں مزامیر، ڈھول، طبلہ اور میوزک وغیرہ ہوتے ہیں) اور ناٹک وغیرہ ڈاؤن لوڈ کرنا، کرانا اس لیے بھی ناجائز ہیں کہ یہ چیزیں ''لہو ولعب'' میں داخل ہیں۔ اور تین کھیل کے علاوہ ہر قسم کے کھیل اور لہو لعب باطل ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)–فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہ نامہ اشرفیہ، فروری ۲۰۱۲ء، ص: ۱۱.

کل شیءٍ یلهو به الرجل باطل...... [1]

ترجمہ:-ہر لہو ولعب باطل ہیں۔

فتح القدیر میں ہے:

الملاهی کلها حرام هو الصحیح المختار عندی. [2]

ترجمہ:-ہر لہو ولعب حرام ہیں اور میرے نزدیک یہی درست اور صحیح بات ہے۔

نیز گانے اور فلمیں لوڈ کرنے میں بہت ساری برائیوں کا دروازہ کھلتا ہے، تو اس لیے بھی ان چیزوں کی لوڈنگ ناجائز ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وما کان سببا لمحظور فهو محظور. [3]

ترجمہ:-جو چیز کسی منکر دینی اور محظور شرعی کا سبب ہو، وہ خود محظور (ناجائز کام) ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ موبائل میں گانا، فلم، گیم، مروجہ قوالیاں، ناٹک اور مرثیہ وغیرہ لوڈ کرنا، کرانا ناجائز و حرام ہیں۔ ان چیزوں کی حرمت کے تفصیلی دلائل "موبائل پر گانے سننے، موبائل پر گیم کھیلنے اور فلمیں دیکھنے کے احکام" میں ملاحظہ کریں جو گذشتہ صفحات میں شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوئے۔

موبائل میں گانا اور فلم ڈاؤن لوڈنگ کے کاروبار کا حکم

موبائل کا استعمال عام ہونے کی وجہ سے مسلم نوجوانوں میں گانا اور فلم ڈاؤن لوڈ کرنے اور کرانے کا کاروبار بھی بڑھتا جا رہا ہے، جو بہت افسوس کی بات ہے۔ اس سلسلے میں شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ موبائل میں گانا، فلم، گیم، قوالی، مرثیہ وغیرہ کی لوڈنگ (بھرنا) کا کاروبار ناجائز ہے۔ یہ ایک حرام اور ناجائز کاروبار ہے، جس سے بچنا اشد ضروری ہے۔

---

(۱)-سنن الدارمی، کتاب الجهاد، حدیث: ۲٤۰۲، دار الفکر، بیروت.

(۲)-فتح القدیر، ج: ۱۰، ص: ۱۵، کتاب الکراهیة، برکاتِ رضا، پوربندر.

(۳)-رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۰٤، مکتبه زکریا، دیوبند.

مال ودولت کمانے کے اور بھی بہت سارے جائز طریقے ہیں۔ معاشی استحکام اور خوش حال زندگی گزارنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ناجائز ذریعۂ آمدنی کا سہارا لیا جائے۔ گانا اور فلم لوڈنگ کا کاوربار ایک ناجائز ذریعۂ آمدنی ہے اور مسلمانوں کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک ناجائز ذریعۂ آمدنی کا سہارا لیں۔ اس کاروبار کو شریعت مطہرہ، عوام مسلمین اور عقل بھی ناجائز قرار دیتی ہے۔ ایک عام مسلمان بلکہ ایک عام انسان بھی اسے غلط سمجھتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

مارآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ومارآه المسلمون قَبِيْحًا فهو عند الله قَبِيْحٌ.

ترجمہ:- جسے مسلمان اچھا سمجھے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا سمجھے وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔

موبائل میں گانا اور فلم لوڈ کرنے کا کام "تعاون علی الاثم" (گناہ پر ایک دوسرے کی مدد کرنا) ہے اور "تعاون علی الاثم" ناجائز ہے۔ لہٰذا گانا اور فلم لوڈ کرنے کا کام اور کاروبار بھی ناجائز ہوگا۔

وما كان سببا لمحظور فَهُوَ محظور.[1]

حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

جو چیز کسی محظورِ شرعی (یعنی وہ کام جس کا کرنا شرعاً ناجائز ہو) کا سبب ہو، وہ خود محظور (ناجائز کام) ہے۔ گانا اور فلم لوڈ کرنے کا کاروبار ایک محظورِ شرعی (گانا سننا اور فلمیں دیکھنا) کا سبب ہے، لہٰذا یہ کام اور یہ کاروبار ناجائز ہے۔

گانا اور فلم لوڈ کرنے کی اجرت کا شرعی حکم

شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں "کسی چیز کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینے کو اجارہ کہتے ہیں"

ردالمحتار میں ہے:

(۱)-ردالمحتار، ج:۹، ص:٥٠٤، مکتبہ، زکریا، دیو بند.

تمليك نفع معلوم بعوض كذلك. [1]

مزدوری اور ٹھیکہ پر کام کرنا، کرایہ اور نوکری وغیرہ یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ [2]

گانا اور فلم وغیرہ لوڈ کرنے کا کاروبار چوں کہ فی نفسہٖ ناجائز ہے، اس لیے اس کی اجرت بھی ناجائز ہے۔ اس کی اجرت لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام ہے۔

اصول فقہ کا ضابطہ ہے:

ماحرم أخذه حرم إعطاءه. [3]

ترجمہ:- جس چیز کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے۔

اگر کوئی مسلمان شخص اپنے موبائل میں گانا اور فلمیں لوڈ کرائے اور اس کے بدلے میں دوکان دار کو اجرت اور قیمت دے تو یہ اجرت وقیمت دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی حرام ہے۔ سود لینا اور دینا حرام، زنا کی اجرت لینا اور دینا حرام، رشوت لینا اور دینا حرام، گانے والے کو اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔

اسی طرح موبائل میں گانے اور فلمیں لوڈ کرنے، کرانے کی اجرت لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

ولا يجوز الاستيجار على الغناء والنوح وكذا سائر الملاهى لأنه استيجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد. [4]

ترجمہ:- گانے بجانے، نوحہ وماتم اور اسی طرح ہر قسم کے لہو ولعب کا اجارہ جائز نہیں ہے (یعنی ان چیزوں کی اجرت دینا اور اجرت لینا دونوں ناجائز ہیں) کیوں کہ یہ معصیت (گناہ) پر اجارہ ہے اور معصیت عقدِ اجارہ کے لائق نہیں ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

---

(۱)-ردالمحتار، ج:۹، ص:٤، مكتبه زكريه، ديوبند.

(۲)-بهار شريعت، حصه: ١٤، ج:٣، ص:١٠٧، مكتبه المدينه، دهلى.

(۳)-الاشباه والنظائر، ص: ١٣١، دارالكتب العلمية، بيروت.

(۴)-هدايه آخرين، ص:٥٧، مجلس بركات، مبارك پور.

گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے۔ مثلاً نوحہ کرنے والی کو اجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی، جس کی یہ مزدوری دی جائے گی۔ گانے بجانے کے لیے اجارہ کیا (یعنی کرایے پر لایا) کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اس کو اجرت دی جائے گی۔ ملاہی یعنی لہو ولعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے۔ (۱)

بہر کیف! موبائل میں گانا اور فلم وغیرہ ڈاؤن لوڈ کرنے کی جو رقم اور اجرت مسلم دوکان دار لیتے ہیں، یہ اجرت لینا جائز نہیں۔ یہ کمائی حرام ہے۔ اللہ بچائے۔

بہارِ شریعت و بحر الرائق میں ہے:

ناجائز کام مثلاً گانا، نوحہ اور لہو ولعب وغیرہ کی اجرت لینا حرام ہے اور اگر ان چیزوں کی اجرت لے لی ہو تو مالک کو لوٹا دے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس سے اجرت لی ہے۔ تو اس ناجائز اجرت کی ناجائز رقم کو صدقہ کر دے کہ ناجائز و حرام اور خبیث مال کا یہی حکم ہے۔ (۲)

ملٹی میڈیا موبائل کی ریپیئرنگ اور اس کی اجرت کا حکم

ملٹی میڈیا موبائل کی ریپیئرنگ کرنا، کرانا اور اس کی اجرت لینا اور دینا درست اور جائز ہیں۔ ملٹی میڈیا موبائل سے صرف ناجائز کام ہی نہیں کیے جاتے بلکہ اس سے بہت سارے مفید ضروری اور جائز کام بھی انجام پاتے ہیں۔ اس لیے ملٹی میڈیا موبائل خریدنا، بیچنا، اس کی ریپیئرنگ کرنا، کرانا اور اس ریپیئرنگ کی اجرت دینا اور لینا سب جائز ہیں۔ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا یہ ضابطہ یاد رکھیں، جسے علامہ شامی قدس سرہ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف "ردالمحتار، فتاویٰ شامی" میں بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

إن آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو. (۳)

یعنی آلات لہو لعب بذات خود حرام نہیں ہیں، بلکہ لہو ولعب کے قصد سے ناجائز ہیں۔

---

(۱)-بهار شريعت، حصه: ١٤، ج:٣، ص: ١٤٤، مكتبة المدينة، دهلي.
(۲)-بهار شريعت، حصه: ١٤، ج:٣، ص: ١٤٤، مكتبة المدينة، دهلي.
بحر الرائق، ج:٨، ص: ٣٥، بركات رضا، پور بندر.
(۳)-ردالمحتار، ج:٩، ص: ٥٠٥ م مكتبه زكريا، ديو بند.

پہلی بات تو یہ کہ موبائل بذاتِ خود آلاتِ لہو ولعب میں داخل نہیں اور اگر ناجائز کاموں کے لیے موبائل کا استعمال ہوتا ہے تو وہ کام ناجائز ہوں گے۔ نفسِ موبائل پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ لہٰذا موبائل کی خرید و فروخت، ریپیرنگ اور اس کی اجرت لینا اور دینا جائز ہے۔

موبائل سے قرآن کی سماعت اور سجدۂ تلاوت کا مسئلہ

قرآن کریم میں ۱۴ر آیتیں ایسی ہیں کہ انھیں پڑھنے اور سننے کے بعد سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ ان آیتوں کی تلاوت کرنے والا اور سننے والا اگر سجدۂ تلاوت نہ کرے تو ترک واجب کے سبب گنہگار ہوگا۔ پڑھنے میں شرط یہ ہے کہ اتنی آواز سے آیت سجدہ پڑھی ہو کہ عذر نہ ہونے کی صورت میں خود سن سکے اور آیت سجدہ سننے میں قصداً سننا کوئی ضروری نہیں۔ اگر بلا قصد بھی آیت سجدہ سنی گئی تب بھی سجدہ واجب ہوگا۔ سجدۂ تلاوت صرف سننے یا پڑھنے سے واجب ہوتا ہے، آیت سجدہ کو لکھنے یا دیکھنے سے "سجدۂ تلاوت" واجب نہیں ہوتا۔

بہار شریعت میں ہے:

"آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔........آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں"[1]

اردو، فارسی، انگریزی یا دوسری زبانوں میں آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو بھی پڑھنے اور سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگیا۔

بہر کیف! یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ موبائل کے علاوہ اپنی روز مرہ کی زندگی میں آیت سجدہ پڑھی جائے یا سنی جائے۔ اگر موبائل سے قرآن کی سماعت کی جائے اور دوران سماعت آیت سجدہ آجائے تو اب ایسی صورت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

اس مسئلے کا تحقیقی جواب علمائے کرام و مفتیان عظام ہی دیں گے۔

راقم الحروف اپنی ناقص معلومات کی روشنی میں عرض کرتا ہے کہ موبائل سے سنی گئی آیتِ سجدہ سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

اس کی نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے:

---

(۱)-بهار شريعت، حصه: ٤، ج: ١، ص: ٧٣١، مكتبة المدينة، دهلى.

و لا تجب إذا سمعها من الطير هو المختار.[1]

ترجمہ:- مذہب مختار کے مطابق جب پرندے (کی زبان) سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

موبائل بھی ایک ''برقی اور مصنوعی پرندہ'' ہے۔ لہٰذا اگر موبائل سے آیت سجدہ سنی جائے تو اس سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قاری یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والا تلاوت کا اہل اور مکلف ہو۔ موبائل نہ قرآن کی تلاوت کا اہل ہے اور نہ احکام شرع کا مکلف۔

لہٰذا جس طرح خود موبائل پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں، اسی طرح موبائل کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

علامہ ابن نجیم حنفی مصری ''الأشباہ و النظائر'' میں لکھتے ہیں:

ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى.[2]

ترجمہ:- اگر آیت سجدہ کسی (حیوان) کی زبان سے سنی تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مذہب مختار کے مطابق سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، کیوں کہ قاری (حیوان) تلاوت کا اہل اور مکلف نہیں ہے۔

لہٰذا موبائل کے ذریعہ آیت سجدہ سننے سے، سامنے موجود سامعین پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ کیوں کہ جس طرح پرندہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہے، اسی طرح موبائل بھی مکلف نہیں ہے۔ اور وجوب سجدہ کے لیے قاری کا مکلّف ہونا ضروری ہے۔

ہمارے موقف کی تائید مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

یوں ہی پرندے کی آواز سنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ سے آواز گونجی اور بجنسہٖ آیت کی آواز

(۱)-فتاوی عالم گیری، ج:۱، ص:۱۳۲، زکریہ بک ڈپو، دیو بند.

(۲)-الأشباہ و النظائر، ج:۱، ص:٥٤، دار الکتب العلمیہ، بیروت.

کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔ [1]

موبائل کال یا میسیج کے ذریعہ مُرید ہونے کا حکم

سلطان المحققین مخدوم بہاری حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہ کے بقول ''کعبہ شریف دنیا کی پہلی خانقاہ ہے۔'' اسی باعظمت اور متبرک روحانی مقام سے تزکیۂ نفس، تطہیر باطن اور صفائی قلب کا کام شروع ہوا اور اسی اصل و بنیاد پر ''خانقاہوں کا قیام'' عمل میں آیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ''پیری مریدی'' کی ابتدا ہوئی۔ بیعت ہونا جسے عرفِ عام میں ''پیری مریدی'' بھی کہتے ہیں۔ اس کا وجود خود زمانۂ رسالت، عہد صحابہ و تابعین میں تھا اور آج بھی یہ مبارک سلسلہ جاری ہے۔ دنیا و آخرت میں فلاح و بہبود کے حصول اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہونے کے لیے مرید ہونا بھی چاہیے۔

جو شخص علم و عمل کا پیکر اور تقویٰ و طہارت کا مجسم ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر شرائط بیعت کا جامع ہو، ان سے بیعت ہونا (مرید ہونا) جائز ہے۔ خواہ سامنے سے پیر و مرشد کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت ہو یا دور سے، اسی طرح یہ بیعت موبائل کال کے ذریعہ ہو یا میسیج اور خط و کتابت کے ذریعہ۔ ہر صورت سے بیعت جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیعت کے لیے سامنے حاضر ہونا شرط و ضروری نہیں، غائبانہ بیعت بھی جائز ہے۔

لہٰذا موبائل پر کال (گفتگو) یا میسیج کے ذریعہ مرید ہونا جائز ہے۔

موبائل کال یا میسیج کے ذریعہ بیعت ہونے سے پہلے مرید کو چاہیے کہ وہ پیر کے اندر مندرجہ ذیل باتیں اور شرطیں ضرور دیکھ لے تاکہ بیعت کے دینی و دنیوی فوائد حاصل ہو سکیں۔

پیر کے لیے شرائط

ایک پیر کے اندر مندرجہ ذیل پانچ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱)- پیر قرآن و حدیث کا عالم ہو یعنی شریعت کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔

(۲)- متقی و پرہیز گار اور نیک و صالح انسان ہو۔ گناہ کبیرہ سے بچے اور گناہ صغیرہ پر اصرار

(۱)- بهار شریعت، حصه: ٤، ج: ۱، ص: ۷۳۰، مکتبة المدینه، دهلی.

نہ کرے۔

(۳)-دنیا سے کنارہ کش اور آخرت کی جانب راغب ہو۔

(۴)-امربالمعروف ونہی عن المنکر کاالتزام کرے۔

(۵)-اس پیر کو کسی دوسرے بزرگ سے اجازت و خلافت حاصل ہو اور وہ کچھ دنوں تک شیخ کامل کی بارگاہ میں رہ کر طریقت وسلوک کے مراحل طے کیے ہوں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"مرید شدن ازاں کس درست است کہ در آں پنج شرط متحقق باشد۔"

"شرط اول: علم کتاب و سنت رسول داشتہ باشد خواہ خواندہ باشد خواہ از عالم یاد دانستہ باشد۔ شرط دوم: آں کہ موصوف بہ عدالت و تقویٰ باشد و اجتناب از کبائر و عدم اصرار بر صغائر نماید، و شرط سوم: آں کہ بے رغبت از دنیا و راغب در آخرت باشد و بر طاعات موکدہ و اذکارِ منقولہ کہ در احادیث صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید۔ و شرط چہارم: آں کہ امر معروف و نہی از منکر کردہ باشد۔ و شرط پنجم: آں کہ از مشائخ ایں امر گرفتہ باشد و صحبت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد۔ پس ہر گاہ ایں شروط در شخصے متحقق شوند مرید شدن از آں درست است۔"(۱)

غائبانہ مرید ہونے کا ثبوت

موبائل کال یا میسیج سے مرید ہونا گویا "غائبانہ مرید ہونا ہے۔" اور غائبانہ بیعت (پیری مریدی) حدیث سے ثابت ہے اور جب غائبانہ بیعت ثابت ہے تو پھر موبائل کال یا میسیج کے ذریعے مرید ہونا بدرجۂ اولیٰ درست اور جائز ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے:

حضرت عثمان بن موہب کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حج کے موقع پر ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا:

"وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ أحد اعزَّ بِبَطِنِ مَكَّةَ من

(۱)-فتاویٰ عزیزی، ج:۲، ص:۱۰۳، رحمٰن گل پبلشر، پشاور، پاکستان.

عثمان بن عفان لبعثه مکانه، فبعث رسول الله ﷺ عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ماذهب عثمان إلی مَکّةَ فقال النبی ﷺ بیده الیمنی: هذهِ ید عثمان فضرب بها علی یده فقال هذه لعثمان."(۱)

ترجمہ: بیعتِ رضوان سے حضرت عثمان کے غائب رہنے کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو (ایک اہم کام کے لیے) مکہ معظّمہ بھیج دیا تھا اگر آپ کی نگاہ میں حضرت عثمان سے زیادہ کوئی عزیز اور اس کام کے لیے مناسب ہوتا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھیجتے، بیعت رضوان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا: "هذه لعثمان" یہ عثمان کی بیعت ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح میں ہے:

عن أنس قال: لما امر رسول الله ﷺ ببیعة الرضوان کان عثمان رسول رسول الله ﷺ الی مکة فبایع الناس، فقال رسول الله ﷺ: ان عثمان فی حاجة الله و حاجة رسوله، فضرب باحدی یدیه علی الاخریٰ، فکانت ید رسول الله ﷺ لعثمان خیراً من ایدیهم لانفسهم رواه الترمذی."(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو اس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مکہ معظّمہ کے سفیر تھے، لوگوں نے بیعت کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں، پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر حضرت عثمان کی بیعت کی۔ تو حضرت عثمان کی بیعت کے لیے حضور کا اپنے ہاتھ میں ہاتھ دینا دوسرے صحابہ کے اپنا ہاتھ دینے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ موبائل پر کال کر کے یا میسیج کے ذریعے مرید اور بیعت ہونا جائز ہے۔

---

(۱)-صحیح البخاری، ص: ۵۸۲، ج: ۲، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارکپور.

(۲)-مشکوٰة المصابیح، ص: ۵۶۱، مجلس برکات، مبارك پور.

سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ لکھتے ہیں:

"موبائل پر کال یا میسیج کے ذریعہ مرید ہونا جائز و درست ہے۔

ہدایہ میں ہے:

الکتاب کالخطاب.

خط خطاب (مخاطب سے گفتگو) کی طرح ہے۔ یعنی جو حکم خطاب کا ہے، وہی حکم خط کا بھی ہے۔ موبائل کے ذریعہ گفتگو خطاب ہے اور میسیج یہ خط مکتوب ہے۔ بذریعۂ خطاب بیعت جائز و درست ہے تو بذریعۂ میسیج بھی بیعت و ارادت جائز و درست ہے۔ [1]

مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کا حکم

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر اور خالص اس کی ملکیت ہے۔ جو مسجد ایک جگہ بن گئی وہ قیامت تک کے لیے اسی جگہ مسجد ہی رہے گی اور خالص اللہ تعالیٰ کی ملک رہے گی۔ مسجد کی بیع ناجائز ہے۔ مسجد کے اسباب وآلات اور ساز وسامان اگر چہ مسجد کی ضروریات سے فاضل (زائد) ہوں، انھیں دوسری مسجد میں تملیک یا عاریت کے طور پر دینا بھی ناجائز ہے۔

فقہاے کرام بیان فرماتے ہیں:

لا یجوز نقلہ و لا نقل مالہ الیٰ مسجد آخر. [2]

ترجمہ:- مسجد اور اس کے مال کو دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے:

لا یحمل سراج المسجد الیٰ البیت. [3]

ترجمہ:- مسجد کا چراغ گھر لے جانا جائز نہیں۔

جب مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جا سکتے تو بھلا مسجد کا برقی چراغ (بجلی) موبائل میں چارج کر کے اپنے گھر کیسے لے جا سکتے ہیں؟

---

(۱)-فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۲۰۱۳ء، ص: ۱۷.

(۲)-رد المحتار، کتاب الوقف.

(۳)-فتاوی قاضی خاں مع الھندیہ، ج: ٤، ص: ۸۲، زکریا بک ڈپو، دیو بند.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

مسجد کے منتظم کو فرش (چٹائی، دری وغیرہ) نماز پڑھنے کے لیے خریدنا جائز ہے اور دوسری مسجد میں ان چیزوں کو عاریت دینا جائز نہیں۔ [1]

ہاں! مسجد ویران ہو چکی ہو اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نہ ہو اور اس کے آلات (سامان) کی حفاظت نہ ہو سکے تو اب مسجد کے کڑے، تختے وغیرہ دوسری مسجد میں دیے جا سکتے ہیں۔

مسجد کے حجرہ میں تعویز لکھ کر اسے اجرت پر دینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ ایک طرح سے خرید و فروخت ہے اور مسجد میں خرید و فروخت جائز نہیں۔ [2]

یہ باتیں تمہید کے طور پر ذکر کی گئی ہیں تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ مسجد کے احکام کس قدر سخت ہیں۔ اب اصل مسئلہ یعنی "مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کا حکم" ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا کسی کے لیے بھی جائز نہیں۔ چاہے وہ امام ہو یا مؤذن، معتکف ہو یا مسافر سب کے لیے یکساں حکم ہے۔ کیوں کہ مسجد کے آلات و اسباب اور ساز و سامان میں تصرف کا حق بندے کو نہیں ہے۔

فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے چند مسئلے ملاحظہ فرمائیں۔ ان سے "مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کا عدم جواز" خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

پانی قدرت کا ایک عظیم عطیہ اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے، اس لیے بوقت ضرورت مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے کی اجازت ہے، لیکن مسجد کی رسّی اور ڈول سے غیر نماز کے لیے پانی بھرنا منع ہے۔

(۱)۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کنویں (مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے) کی ممانعت نہیں ہو سکتی۔ رسی، ڈول اگر مسجد کا ہے، اس کی حفاظت کریں۔ غیر نماز کے لیے اس سے نہ بھرنے دیں" [3]

---

(۱)-فتاوی رضویہ، ج:٦، ص:٤٥٥، سنی دار الاشاعت، مبارک پور.

(۲)-فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:٥٩٤، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۳)-فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:٦٠٢، رضا اکیڈمی، ممبئی.

جب مسجد کی رسی اور ڈول جیسی چیز کی اجازت نہیں تو مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟
عام لوگوں کے علاوہ معتکف اور مسافر کو بھی مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
(۲)-اگر معتکف اور مسافر مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کریں گے تولامحالہ باتیں بھی کریں گے اور مسجد اس لیے نہیں بنائی گئی کہ اس میں دنیاوی باتیں کی جائیں۔مسجد تو صرف ذکرواذکار، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہے۔
مسلم شریف کی حدیث ہے:
انما ھی لذکر اللہ والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن۔[1]
ترجمہ:-مساجد تو ذکر الٰہی، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔
اس حدیث پاک کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسجد موبائل چارج کرنے کے لیے بھی نہیں ہے۔اس لیے مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا جائز نہیں۔
(۳)-"مسجد میں بے ضرورت شدیدہ درخت بونا منع ہے اور اس کے پھل پھول بے قیمت نہیں لے سکتے"[2]
جب مسجد کے پھل پھول بے قیمت نہیں لے سکتے تو مسجد کی بجلی سے بلا قیمت موبائل کیسے چارج کر سکتے ہیں؟
(۴)- فتاویٰ رضویہ میں ہے:
اہل محلہ یا کوئی اسے (مسجد کے ساز و سامان کو) اپنے تصرف میں کر لے یہ حرام ہے۔ اسے دوسری مسجد کو دے دیں (یہ بھی) حرام۔[3]
خلاصۂ کلام یہ کہ مسجد کے سامان میں تصرف کرنا اور مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا کسی

---

(۱)-مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۳۸، مجلس برکات، مبارک پور.
(۲)-فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۶۰۲، رضا اکیڈمی، ممبئی.
(۳)-فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۴۸۵، رضا اکیڈمی، ممبئی.

کے لیے بھی جائز نہیں ہے۔اگر کوئی مسافر یا معتکف مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل میں چارج کر لے تو احتیاطاً اس کی قیمت اور معاوضہ مسجد کو ادا کردے۔ واللہ أعلم بالصواب.

موبائل کے ذریعہ پنج وقتہ اذان دینا

یہ مسئلہ امکانی نوعیت کا ہے۔ابھی مسلم معاشرے میں موبائل کے ذریعہ پنج وقتہ اذان دینے اور کہنے کا رواج نہیں پڑا ہے۔اگر بالفرض ایسی نوعیت اور صورت حال پیدا ہوجائے کہ پنج وقتہ نماز کے لیے لوگ موبائل کا سہارا لینے لگیں اور اذان کا وقت ہوجانے پر موبائل کو ''مؤذن صاحب'' بنادیا جائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔

موبائل سے اذان کی صورت یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر موبائل میں لوڈ کیے ہوئے اذان کو چالو کردیا جائے اور اسے لاؤڈ اسپیکر کے سامنے رکھ دیا جائے یا الارم کے طور پر اذان کو پانچ مقررہ وقتوں میں سیٹ کردیا جائے۔

موبائل کے ذریعہ اس طرح اذان دلوانے سے اذان جیسی عبادت کی ادائگی نہ ہوگی۔اس طریقۂ اذان سے اذان کے شرعی حکم کی تعمیل وتکمیل نہیں ہوتی ہے۔

اذان شعار اسلام سے ہے۔پنج وقتہ نمازیں جو جماعت کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جاتی ہیں ان کے لیے اذان ''سنت مؤکدہ'' ہے۔اذان کا حکم واجب کے مثل ہے۔اگر اذان نہ کہی جائے تو بستی کے سارے لوگ گنہگار ہوں گے۔حدیث پاک میں اذان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ کریں۔

(۱)-اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر آپس میں تلواریں چلتیں۔ [۱]

(۲)-خلوص اور رضاے الٰہی کے ساتھ اذان کہنے والا اس شہید کے مثل ہے کہ خون میں آلودہ ہے۔جب مؤذن مرے گا تو قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔ [۲]

(۱)-مسند امام احمد بن حنبل، حدیث: ۱۱۲۴۱، ج:۴، ص:۵۹، بیروت.

(۲)-مسلم شریف، حدیث: ۳۸۸، کتاب الصلوٰۃ، ص: ۲۰۴، بیروت.

(۳) جس قوم میں صبح کواذان ہوئی اس کے لیے شام تک اللہ کے عذاب سے امان ہے۔ (یعنی وہ قوم شام تک اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گی) اور جس قوم میں شام کواذان ہوئی، اس کے لیے صبح تک اللہ کے عذاب سے امان ہے۔[۱]

بخاری شریف کی حدیث ہے:

إذا أذن المؤذن أدبر الشيطان وله حصاص.[۲]

ترجمہ:- جب مؤذن اذان کہتا ہے توشیطان گوز مارتا (ہَوا خارج کرتا) ہوا بھاگتا ہے۔

اذان کی یہ ساری فضیلتیں اسی وقت حاصل ہوں گی جب کہ منہ سے براہ راست اذان کہی جائے۔ موبائل کے ذریعہ اذان دینے سے یہ ساری فضیلتیں حاصل نہ ہوں گی۔ لہٰذا پنج وقتہ نماز کے لیے مسجد میں موبائل کے ذریعہ اذان دینا درست نہیں۔

ریچارج میں غلطی ہوجائے تو؟

بعض اوقات موبائل میں ریچارج کرتے وقت غلطی ہوجاتی ہے۔

یہ غلطی کبھی ریچارج کرانے والے (گراہک) سے ہوتی ہے کہ اپنا نمبر بتانے میں غلطی کرجاتا ہے۔ اور بیلنس دوسرے کے موبائل میں چلا جاتا ہے۔ اگر غلطی گراہک سے ہوئی تو اس کا ذمہ دار خود گراہک ہے۔ دوکان دار اس کا ضامن نہیں۔ اور اگر غلطی ریچارج کرنے والے دوکان دار سے ہوئی ہے کہ گراہک نے نمبر صحیح بتایا مگر اس نے غلطی سے کچھ اور نمبر لکھ دیا اور اسی پر ریچارج بھی کردیا تو اس کا ذمہ دار اور ضامن دوکان دار ہوگا۔ اس لیے ریچارج کرتے کراتے وقت نمبر اچھی طرح جانچ لیں اور عجلت میں ریچارج کرنے کرانے کی غلطی نہ کریں کہ جھگڑے کی نوبت آجائے۔

غلطی سے موبائل میں آئے ہوئے بیلنس کا حکم

اگر آپ کے موبائل میں غلطی سے بیلنس (Balance) آجائے اور دکان دار یا گراہک آپ کے موبائل پر کال کرکے کہے کہ بھائی صاحب! غلطی سے آپ کے موبائل میں ہمارا بیلنس چلا

---

(۱)-معجم کبیر، حدیث: ٤٩٨، ج:٢، ص: ٢١٥، دار الفکر، بیروت

(۲)-بخاری، حدیث: ٦٠٨، ج:١، ص: ٢٢٢، بیروت، دار الکتب العلمیة، بیروت.

گیاہے توآپ جلد از جلد غلطی سے آئے ہوئے بیلنس "حق دار" کو لوٹادیں کہ یہی شریعتِ اسلامی کا حکم ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تُوَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا۔

ترجمہ:- امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کردو۔

اور اگر معلوم نہ ہو سکے کہ یہ بیلنس کہاں سے آیا ہے؟ اور اس بیلنس کا مالک وحق دار کون ہے؟ تو کچھ دنوں تک حق دار کا پتہ لگائیں، اگر بیلنس کے مالک اور حق دار کا پتہ نہ چل سکے تو بیلنس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کردیں کہ اس وقت اس بیلنس کی حیثیت "لقطہ" کی ہے اور لقطہ کا یہی حکم ہے کہ مالک کا پتہ نہ چلنے کی صورت میں اسے غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔ اور اگر جس کے پاس بیلنس آیا ہے وہ خود غریب اور صدقہ وخیرات کا مستحق ہے تو اس بیلنس کو اپنے لیے رکھ لے، اس کی قیمت صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

موبائل کے ذریعہ چاند کی گواہی کا شرعی حکم

"موبائل کے ذریعہ چاند کی گواہی" یہ عصر حاضر کا ایک سلگتا ہوا موضوع ہے۔ عید منانے کی خوشی میں اس مسئلے کو لے کر جاہل عوام، علمائے کرام ومفتیان عظام کو خوب کوستے ہیں اور بہت کچھ الٹا سیدھا کہہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عوام کو عقل سلیم سے نوازے اور علمائے کرام کا ادب واحترام بجالانے کی توفیق بخشے۔

بہر کیف! موبائل کے ذریعہ چاند کی گواہی شرعاً معتبر اور جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ "تار، ٹیلیفون اور موبائل وغیرہ جدید آلات ترسیل سے چاند کی گواہی غیر معتبر اور ناجائز ہے۔ اگر بذریعۂ موبائل مختلف شہروں سے لوگ چاند کی گواہی دیں تو یہ گواہی شرعاً معتبر نہیں۔" ہاں! موبائل اور ٹیلی فون سے استفاضۂ شرعی کا تحقق ہو سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"بے تحقیق خبریں جن کی سند معلوم نہیں، اگر چہ تمام اہل شہر کی زبان پر ہو، کان رکھنے

(سننے) کے قابل نہیں ہوتیں، نہ کہ ان سے کسی حکم شرعی کا اثبات۔ انصاف کیجیے تار کی یہی حالت ہے۔ شہر والے ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ اشاعت (خبر کی) کن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوئی، تار کے فارم کس نے لکھے، تار بابو کو فارم دینے کون گیا تھا؟ تو وہی رہا: لا یعلم من أشاعها. اور استفاضۂ لغوی کے ساتھ تحقیق متحقق نہ ہوا کہ استفاضۂ شرعی ہوتا۔"[1]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

تار کی خبر مجہولین، فساق بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے، ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے نزدیک تار اور ٹیلیفون دونوں کا حکم ایک ہے۔ یعنی جس طرح تار کی خبر آپ کے نزدیک غیر معتبر ہے، اسی طرح ٹیلیفون کی خبر بھی غیر معتبر ہے۔

موبائل کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کا حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایۂ ناز کتاب "فتاوی رضویہ، جلد چہارم" میں ثبوت ہلال (چاند) کے سات طریقوں میں سے ایک طریقہ "استفاضۂ شرعی" کو بھی شمار کیا ہے۔ یعنی استفاضۂ شرعی جب کہ "مشہور اور با تحقیق" ہو تو اس سے بھی چاند کا ثبوت ہو جائے گا اور استفاضۂ شرعی کی بنیاد پر روزہ وافطار کا شرعی حکم دیا جائے گا۔

اب آئیے اور دیکھیے کہ استفاضۂ شرعی کیا ہے؟ اور موبائل کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوتا ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے "استفاضۂ شرعی" کی تعریف ووضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

وهو أن يشتهر و يسمع من قوم كثير لا يتصور اجتماعهم على الكذب.[3]

ترجمہ:- استفاضۂ شرعی اس خبرِ مشہور کا نام ہے جو اتنے لوگوں سے سنی جائے کہ ان کا

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ج:٤، ص:٥٤٤، رضا اکیڈمی، ممبئی.
(۲)-فتاویٰ رضویہ، ج:٤، ص:٥٢١، رضا اکیڈمی، ممبئی.
(۳)-فتاویٰ رضویہ، ج:٤، ص:٥٥٤، رضا اکیڈمی، ممبئی.

جھوٹ پر اتفاق متصور نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت اسی فتاویٰ رضویہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ واشتہار (مشہور ہونا) کافی نہ جانا۔ بلکہ اس کے ساتھ تحقیق کی قید زیادہ فرمائی"۔[1]

عصر حاضر کے مایۂ ناز فقیہ اور صوفی عالمِ دین حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ، جون پور لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ خبر مشہور اگر باتحقیق ہو تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور ثبوت ہلال میں معتبر ہے۔ ...... تار ہو یا ٹیلیفون یا موبائل اگر ان کے ذریعہ موصولہ خبر حد شہرت کو نہ پہنچتی ہو تو یہ مطلقاً غیر معتبر ہے، اس لیے کہ یہ نہ تو شہادت ہے، نہ استفاضہ، اور اگر حدِ شہرت کو پہنچتی ہو مگر بے تحقیق ہو تو یہ بھی غیر معتبر ہے اور افواہ ہے اور اگر (موبائل کے ذریعے موصولہ خبر) حدِ شہرت کو پہنچتی ہو اور بے تحقیق نہ ہو (بلکہ باتحقیق ہو) تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور معتبر ہے۔

موبائل کا حال، تار اور ٹیلیفون سے کافی مختلف ہے۔ اس میں (موبائل میں) وسائط (کئی واسطے) نہیں ہوتے (بلکہ) مخبر (خبر دینے والے) کی خبر براہ راست موصول ہوتی ہے۔ یہ خبر لا یعلم من أشاعها. (خبر دینے والا مجہول شخص) کی منزل میں نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر مختلف جگہوں سے (موبائل کے ذریعے) رویت ہلال کی خبریں موصول ہوں اور باتحقیق ہوں تو یہ استفاضۂ شرعی ہوں گے... لہٰذا یکلخت موبائل کے ذریعہ موصولہ خبروں کو مسترد اور بے اعتبار قرار دینا مناسب نہیں۔[2]

خلاصۂ کلام یہ کہ موبائل کے ذریعہ موصول ہونے والی خبریں اگر مشہور اور باتحقیق ہوں تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور استفاضۂ شرعی سے چاند کا ثبوت ہوجاتا ہے، لہٰذا موبائل کے ذریعہ موصول، مشہور و محقّق خبروں سے چاند کا ثبوت ہوجائے گا اور موبائل کے ذریعہ ان مصدّقہ اور محققہ خبروں کی بنیاد پر روزہ وافطار کا حکم دیا جائے گا۔

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ج:٤، ص:٥٦٢. ، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۲)-ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ٢٠١٣ء، ص:٦.

ہاں! موبائل کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کے تحقق میں یہ احتیاطی شرط ضرور لگائی جانی چاہیے کہ موبائل کے ذریعہ خبریں دینے والے عام آدمی یا فاسق وفاجر نہ ہوں، بلکہ عالم دین اور باشرع ہوں۔ اس شرط کے ساتھ اگر مختلف مقامات اور متعدّد جگہوں سے موبائل کے ذریعہ باتحقیق اور مصدّقہ خبریں موصول ہوں تو ایسی صورت میں استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوگا اور موبائل کی خبریں معتبر ہوں گی اور ان خبروں سے روزہ وافطار کرنا (عید کرنا) شرعًا درست ہوگا۔ واللہ أعلم بالصواب.

موبائل پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ اسے کہتے ہیں کہ "اللہ عزوجل کے لیے اپنے مال کا ایک مخصوص حصہ جسے شریعت نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیروں کو اس کا مالک بنادیا جائے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کرلے" (۱)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ۹ر شرطیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ " نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ (زائد) ہو"۔

حاجت اصلیہ میں وہ چیزیں آتی ہیں جن کی زندگی بسر کرنے میں انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً رہنے کا مکان، جاڑے اور گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے کپڑے، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی اور غلام، حرب وضرب کے آلات اور جنگ کے سازوسامان، پیشہ کرنے والوں کے اوزار وہتھیار، کھانے کے لیے غلہ اور اہل علم کی ضروری کتابیں۔ یہ تمام چیزیں حاجت اصلیہ میں سے ہیں۔ اس لیے ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

موبائل بھی چوں کہ حاجت اصلیہ میں سے ہے، اس لیے موبائل پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ موبائل چاہے جتنا مہنگا اور قیمتی ہو، دس بیس ہزار کا ہو یا پچاس ہزار کا، کسی بھی صورت میں موبائل پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

موبائل پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے کی نظیر فریج، واشنگ مشین، کولر، اے سی وغیرہ ہیں۔ فریج

(۱)-بهار شريعت، حصه: ٥، ج: ١، ص: ٨٧٤، مكتبه المدينه، دهلي.
(۲)-بهار شريعت، حصه: ٥، ج: ١، ص: ٨٨٠، مكتبة المدينة، دهلي.

خریدنا اور گھر میں رکھنا جائز و مباح ہے، تاہم اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیوں کہ فریج کا شمار حاجت اصلیہ میں ہوتا ہے۔

بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی مصباحی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

" فریج حاجت اصلیہ میں شمار ہوتے ہیں، اس لیے ان میں زکوٰۃ واجب نہیں "[1]

یہی حال موبائل کا بھی ہے کہ موبائل حاجت اصلیہ میں شمار ہوتے ہیں تو جس طرح فریج پر زکوٰۃ واجب نہیں، اسی طرح موبائل پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

موبائل کی تجارت اور کاروبار میں زکوٰۃ کا حکم

تین قسم کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ وہ حدِ نصاب تک پہنچتا ہو۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی، (۲) مال تجارت، (۳) جانور جب کہ سائمہ ہو۔

سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں۔ خواہ سونا چاندی دفن کر کے رکھے ہوں اور ان سے تجارت کریں یا نہ کریں۔ تجارت کے مال میں اس وقت زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ تجارت کی نیت ہو اور جانوروں میں اس وقت زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ وہ سائمہ ہوں (سائمہ اس جانور کو کہتے ہیں جو سال کے بیشتر حصے چرائی پر بسر کرتا ہو)۔

اگر کوئی مسلمان موبائل کی تجارت اور موبائل خریدنے بیچنے کا کاروبار کرتا ہو اور موبائل کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچ جائے تو تجارت کے موبائل پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس وقت سارے تجارتی موبائل کی مجموعی قیمت کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ نکالنا واجب و ضروری ہے۔ اگر تجارتی موبائل کی زکوٰۃ نہ نکالی تو گنہگار ہوگا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ " جس مال میں زکوٰۃ ملی رہے گی، اس مال کو یہ زکوٰۃ ہلاک و برباد کر دے گی۔ (یعنی جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے، وہ مال ہلاک و برباد ہو جائے گا)۔ [2]

آج کل مسلمان یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ ہماری تجارت میں برکت نہیں ہوتی یا ہمارے

(۱)-فتاویٰ بحر العلوم، ج:۲، ص:۱٤٤، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف.

(۲)-شعب الایمان للبیهقی، حدیث: ۳۵۲۲، ج:۳، ص:۲۷۲، دار الفکر، بیروت.

کاروبار میں ترقی نہیں ہوتی، ہمارا فلاں مال ضائع ہوگیا، ہزاروں کی تجارت ڈوب گئی وغیرہ وغیرہ۔

مسلمان شکایت کرنے اور مال وتجارت میں خسارے کا رونا رونے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال کریں کہ آیا ہم اپنی تجارت اور کاروبار کے مال کی زکوٰۃ نکالتے بھی ہیں یا نہیں؟

بہر کیف! تجارت کے موبائل کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچ جائے اور زکوٰۃ کی دیگر شرطیں بھی اس میں پائی جائیں تو موبائل پر زکوٰۃ واجب ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو (مثلاً موبائل ہی ہو) جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، یعنی قیمت کا (تجارت کے سامان کا) چالیسواں حصہ۔ اور اگر اسباب (تجارت کے سامان) کی قیمت نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملاکر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا، زکوٰۃ واجب ہے۔[1]

تجارت کے سامان میں زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی قیمت سونے چاندی کے نصاب کو پہنچے۔ اس لیے سونے چاندی کے نصاب کا موجودہ وزن جاننا ضروری ہے۔

سونے اور چاندی کے نصاب کا موجودہ وزن

جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، وہ مالک نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ انگریزی حساب سے ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کا موجودہ وزن یہ ہے:

دار الافتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے جاری سونے اور چاندی کا موجودہ وزن ملاحظہ کریں۔

"ہر مسلمان مرد وعورت پر جو مالک نصاب ہو، جس پر سال گزر چکا ہے اور وہ نصاب، قرض اور حوائج اصلیہ سے فارغ ہو، اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا زیور یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے مقدار نوٹ یا مال تجارت کا مالک، مالک

(۱)-بهار شريعت، حصه: ۵، ج: ۱، ص: ۹۰۳، مكتبه المدينه، دهلى.

نصاب ہے۔ سونے کا نصاب موجودہ اعشاریہ رائج وزن سے 93.312 گرام ہے اور چاندی کا نصاب 653.184 گرام ہے"[1]

سونے چاندی کی قیمت چوں کہ زمانے کے لحاظ سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، آج کچھ ہے تو کل کچھ اور ہوگی، اور مختلف شہروں کے لحاظ سے بھی قیمت میں فرق ہوتا رہتا ہے، کلکتہ میں کم ہے تو ممبئ میں زیادہ۔ اس لیے قیمت کے ذریعہ سونے چاندی کے نصاب کو متعیّن ومقرر نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں! اگر سونے چاندی کے نصاب کی قیمت دریافت کرنی ہو تو بہتر یہ ہے کہ موجودہ وقت میں اپنے شہر کے حساب سے سونے چاندی کا ریٹ معلوم کریں پھر مذکورہ بالا گرام کے حساب سے سونے چاندی کے نصاب کی قیمت معلوم کریں مثلاً آج بتاریخ ۲۹ر ستمبر ۲۰۱۴ء کو بنارس بازار کے بھاؤ سے سونے چاندی کے نصاب کی قیمت بہ حسابِ ذیل ہے:

۱۰ر گرام سونے کی قیمت: =/27300 روپے۔ (ستائیس ہزار تین سو روپے)

ار ملی گرام کی قیمت: 2.73 (۲ر روپے، ۷۳ر پیسے)

سونے کا نصاب: 93.312 ملی گرام ہے تو اس حساب سے سونے کے نصاب کی قیمت: =/93.312x2.73=2,54,741.76 ہوگی۔

یعنی سونے کے نصاب: 93.312 گرام کی قیمت دو لاکھ چوّن ہزار سات سو اکتالیس روپے، چھہتّر پیسے ہے۔

چاندی کے حساب سے:

ار کلو چاندی کی قیمت: =/39600 روپے۔ (انتالیس ہزار چھ سو روپے)

ار ملی گرام کی قیمت =/3.96 (۳ر اعشاریہ ۹۶ر پیسے)

چاندی کا نصاب: 653.184 ملی گرام (بہ غرض سہولت گرام کو ملی گرام میں بدلا گیا ہے۔)

لہٰذا چاندی کے نصاب کی قیمت: =/653.184x3.96=25,866.00 ہوگی۔

یعنی چاندی کے نصاب 653.312 گرام کی قیمت پچیس ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ روپے ہوگی.

(۱)- جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے رمضان کے اشتہار سے ماخوذ.

توجو مسلمان موبائل کی تجارت اور موبائل کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا ہواور اس کے موبائل کے کاروبار کی قیمت چاندی کے لحاظ سے =/25,866 روپے تک پہنچتی ہو، اس پر اس مجموعی رقم کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالنا واجب وضروری ہے۔

واضح رہے کہ فقہائے کرام کے نزدیک قیمت کے اعتبار سے مالک نصاب ہونے میں سونے چاندی میں سے اس نصاب کا اعتبار ہوگا جس کی قیمت کم ہو۔

موبائل اور انٹرنیٹ

آج کل انٹرنیٹ کا اسّی فیصد استعمال موبائل پر ہورہا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ موبائل پر انٹرنیٹ کے استعمال کا شرعی نقطۂ نظر بیان کردیا جائے۔ انسانی آبادی کے قافلے نے اپنا سفر حیات طے کرتے ہوئے جب سے اکیسویں صدی میں قدم رکھا ہے، تب سے ایک عظیم انقلاب کی دھمک پوری دنیا میں سنی جارہی ہے اور یہ جدید سائنس اور ٹکنالوجی کا انقلاب ہے۔ جدید سائنس اور ٹکنالوجی کے انقلاب نے موبائل اور کمپیوٹر کے ساتھ سب سے عظیم اور حیرت انگیز ایجاد "انٹرنیٹ" کو وجود بخشا ہے۔ زراعتی انقلاب اور صنعتی انقلاب کے بعد اکیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں جس انقلاب کو دنیا نے محسوس کیا، وہ دراصل اسی انٹرنیٹ کے ذریعہ رونما ہونے والا "معلوماتی انقلاب" Information Revolution ہے۔ اس انقلاب کو کسی نے "معلوماتی لہر" Information Wave کہا تو کسی نے خود انٹرنیٹ اور اس کے معلوماتی انقلاب کو "معلومات کی شاہراہ" Information High way کا نام دیا۔ انٹرنیٹ کے ارتقائی سفر میں ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر(Deks top computer) لیپ ٹاپ(Lap top) ٹیبلیٹ (Tablete) سے لے کر ایک چھوٹا سا موبائل(Mobile) بھی شامل ہے۔

موبائل پر انٹرنیٹ کا استعمال کس حد تک اور کس نوعیت وجہت سے جائز ہے اور کس جہت سے ناجائز ہے؟ اس پر گفتگو کرنے سے پہلے موضوع کی مناسبت سے "انٹرنیٹ" پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، تاکہ اس کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہوسکے۔

انٹر نیٹ کیا ہے؟

''انٹر نیٹ'' میں ''انٹر'' کا لفظ ''انٹر نیشنل'' سے اور ''نیٹ'' کا لفظ ''نیٹ ورک'' سے لیا گیا ہے۔ یعنی انٹر نیٹ ''انٹر نیشنل نیٹ ورک'' کا مخفّف ہے۔ جس کا معنیٰ ''بین الاقوامی جال'' ہے۔ یہ انٹر نیٹ کی لفظی تشریح ہے۔

اور اصطلاح میں ''انٹر نیٹ چھوٹے بڑے کمپیوٹر نیٹ ورک سے جڑا ہوا ایک ایسا عالمی نظام ہے جس میں تقریباً ۶۰۰ / ملین سے زائد افراد مختلف انداز میں اس نظام سے جڑ کر معلومات کے خزانے کو باہم تقسیم (Share) کر رہے ہیں۔ اس نظام میں ہر سال تقریباً ۲۰ تا ۵۰ / فیصد سے زیادہ کمپیوٹروں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ انٹر نیٹ کا یہ نظام ملکوں کی سرحدی بندشوں کو مسمار کرتا ہوا اس قدر پھیل چکا ہے کہ آج سارا عالم اس کی بدولت '' ایک عالمی گاؤں ''(Global Village) میں تبدیل ہو چکا ہے۔ انٹر نیٹ دراصل دنیا کا سب سے بڑا کمپیوٹر نیٹ ورک ہے جس میں تقریباً ۱۶۰ / ملکوں سے زائد ممالک براہ راست اس سے جڑے ہوئے ہیں......

اس نیٹ ورک کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ آپ منٹوں میں مواصلاتی نظام کے ذریعے کسی بھی شخص سے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں ہو، رابطہ کر سکتے ہیں۔ اس نیٹ ورک کی مدد سے آپ کا پرسنل کمپیوٹر، ایک ٹیلیفون، ریڈیو، ٹی وی، پوسٹ آفس باکس اور ایک پرسنل پرنٹنگ پریس بھی بن چکا ہے۔ اب آپ کو علیٰحدہ علیٰحدہ ان مختلف اشیا کو رکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے'' (۱)

انٹر نیٹ کی مختصر تاریخ

انٹر نیٹ کی تعریف و تشریح کے بعد انٹر نیٹ کی ''مختصر تاریخ'' بھی ملاحظہ کریں۔

امریکہ کے ایک ڈیفنس پروجیکٹ '' ایڈوانس ریسرچ پروجیکٹ ایجنسی'' نے ۱۹۶۹ء میں انٹر نیٹ کی بنیاد رکھی۔ یہ پروجیکٹ خالص فوجی اور عسکری نوعیت کا حامل تھا۔ امریکہ کے پنٹاگن میں استعمال ہونے والے کمپیوٹر کو ایک ایسے سسٹم سے جوڑ دیا گیا جو جوہری حملہ میں بھی مفید اور کارآمد تھا۔ اشتراکی ملک روس کے جوہری اسلحے کے استعمال کو سامنے رکھتے ہوئے اس نظام کو تیار

(۱)- انٹر نیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ، ص: ۱۶. ۱۷، ایفا پبلیکیشنز، دھلی.

کیا گیا تھا۔ ۱۹۹۰ء میں نیشنل فاؤنڈیشن نے اس نظام کا استعمال تحقیق وریسرچ کے طور پر تعلیمی میدانوں میں بھی شروع کر دیا اور فاؤنڈیشن نے ۵/ بڑے بڑے سپر کمپیوٹر کو انٹرنیٹ سے جوڑ دیا۔ ۱۹۹۰ء میں یورپین ہائی انرجی فزکس لیبارٹری نے ایک ایسا سافٹ ویئر (Soft Ware) تیار کر کے اسے فروغ دیا کہ اس کی مدد سے آپ چند منٹوں میں کسی بھی طرح کی معلومات کو انٹرنیٹ پر تلاش کر سکتے ہیں۔

اس سافٹ ویئر کا نام "ورلڈ وائڈ ویب" یعنی www ہے۔ ویب کا معنی جال ہوتا ہے، گویا انٹرنیٹ معلومات کا ایک عالمی جال ہے۔

مختلف علوم وفنون، ان کے انواع واقسام اور دنیا جہان کی معلومات اس جال کے اندر موجود ومقید ہیں۔ گھر کے اندر بند کمرے میں بس اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کو حرکت دیجیے اور علم وحکمت کا شکاری بن کر ساری دنیا کی معلومات کو اپنا شکار بنا لیجیے۔

انٹرنیٹ میں معلومات کا تبادلہ ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں ایک مخصوص پروٹوکول (Protocol) کے تحت ہوتا ہے۔ اس پروٹوکول کو "ٹرانسمیشن کنٹرول پروٹوکول/انٹرپروٹوکول" کہا جاتا ہے۔ جس کا شارٹ فارم "TCP/IP" ہے۔

یہ پروٹوکول ایک ایسا تکنیکی سسٹم ہے جس کے تحت ایک مشین دوسری مشین سے معلومات کا تبادلہ کرتی ہے۔ ہر معلومات کو چھوٹے چھوٹے پیکٹ کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ہر پیکٹ کے پہلے حصے میں یہ معلومات درج رہتی ہے کہ اس پیکٹ کو کہاں جانا ہے۔ غرض کہ اس طرح مختلف پیکٹ راستوں سے گزرتے ہوئے مطلوبہ مقام پر پہنچ جاتے ہیں اور انھیں دوبارہ مرتب کر لیا جاتا ہے۔

دوران سفر اگر کوئی پیکٹ غائب ہو جاتا ہے یا اس میں کسی قسم کی کوئی خرابی آجاتی ہے تو مطلوبہ مقام کی مشین اس پیکٹ کو دوبارہ بھیجنے کی درخواست کرتی ہے جہاں سے وہ پیکٹ چلا تھا۔ غرض کہ اس طرح تمام پیکٹ صحیح وسالم اپنے اپنے مقام تک پہنچ جاتے ہیں اور ان تمام پیکٹ کو دوبارہ معلومات میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔[1]

(۱)- انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ، ص: ۲۰، ایفا پبلیکیشنز، دہلی.

معلومات کا ایک سمندر پوری طغیانی کے ساتھ انٹرنیٹ پر ہمیشہ ابلتا رہتا ہے اور جوں ہی گوگل یا کسی اور سرچ انجن میں آدمی اپنی مطلوبہ چیز ٹائپ کر کے بٹن ok پر کلک کرتا ہے، معلومات کا خاموش سمندر حرکت میں آجاتا ہے اور مطلوبہ مواد سے متعلق اتنی کثیر مقدار میں معلومات فراہم کرنا شروع کر دیتا ہے کہ آدمی کا دماغ چکرانے لگتا ہے اور اس کی حالت اس شعر کے مطابق ہوجاتی ہے۔

شکارِ ماہ کہ تسخیر آفتاب کروں
کسے میں ترک کروں، کس کا انتخاب کروں

موبائل میں قرآن بھرنے اور چھونے وغیرہ کے احکام

موبائل میں قرآنِ کریم کی آیات، احادیث طیبہ، حمد و نعت اور سلام وغیرہ بھرنا یعنی لوڈ کرنا جائز ہے۔اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

موبائل اور قرآن سے متعلق چند ضروری مسائل مزید ملاحظہ فرمائیں:

(۱)- موبائل میں قرآنِ کریم کسی بھی شکل میں محفوظ ہو، خواہ ڈاؤن لوڈنگ کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے، بہر صورت موبائل کی میموری میں محفوظ قرآن، حقیقت میں کلامِ الٰہی یعنی قرآن پاک ہے۔اس کی مثال حافظ کے سینے میں محفوظ قرآن کی ہے۔

(۲)- جس موبائل یا میموری کارڈ میں قرآن پاک محفوظ ہو، اس موبائل کو یا میموری کارڈ کو بلاوضو چھُونا جائز ہے، کہ یہ حقیقت میں قرآن کا چھونا نہیں ہے۔

(۳)- موبائل کی اسکرین پر قرآنِ مقدس شکلِ مرسوم (الفاظ و حروف کے ساتھ) میں نمایاں ہو تو خود موبائل کو یا اس کی اسکرین کو (جس پر قرآن پاک مرسوم ہے) بلا حائل اور بے وضو چھُونا جائز ہے۔

یہ اصل حکم ہے۔لیکن ادب کا تقاضا اور مستحب یہ ہے کہ اسے بھی بے وضو نہ چھُوئیں۔

(۴)- موبائل کی میموری میں فلمیں، غزلیں، فلمی گانے، چٹکلے، طنز و مزاح کے مکالمے، ناٹک اور جان دار کی تصویریں لوڈ ہوں تو ان میں قرآن پاک یا اس کی بعض سورتوں کی تحمیل (ڈاؤن لوڈنگ) بے ادبی ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

(۵)-موبائل میں قرآن پاک لوڈ ہو تو بوقتِ ضرورت اسے ختم یعنی ڈیلیٹ (Delete) کرنا جائز ہے۔

(۶)-جنب (جس پر غسل ضروری ہو) اور بے وضو شخص کو قرآن پاک کمپوز کرنا جائز ہے۔

مجلس شرعی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے یہ تازہ ترین فیصلے ملاحظہ فرمائیں:

جدید ایجادات میں قرآنِ کریم بھرنے اور اسے چھونے وغیرہ کے احکام

(خلاصۂ فیصلہ)

"موبائل، سی ڈی، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیبلیٹ، آئی فون وغیرہ میں قرآن پاک کچھ خاص قسم کے نشانات وسوراخ کی شکل میں محفوظ ہوتا ہے اور وہی ان آلات سے سنا جاتا ہے یا اسکرین پر نظر آتا ہے تو وہ حقیقۃً قرآن ہی ہے۔ البتہ آلات کے جس حصہ پر قرآن محفوظ ہوتا ہے اس پر پلاسٹک کا غلاف لگا ہوتا ہے اس لیے اسے بے وضو چھونا جائز ہے۔

یوں ہی یہ نشانات جس وقت اسکرین پر نظم عربی کی شکل میں نمایاں ہوں اس کے بالائی شیشے پر بلا وضو ہاتھ رکھنا جائز ہے کیوں کہ یہ شیشہ نظم عربی اور اسے نمایاں کرنے والے شیشے کے اوپر غلاف کی طرح ہوتا ہے ہاں! رعایت خلاف کے لیے مندوب یہ ہے کہ اسے بھی بے وضو نہ چھوئے۔

فلمی گانے اور تصاویر وغیرہ کے ساتھ قرآن پاک لوڈ کرنا بے ادبی ہے، اس لیے اس سے بچیں اور جائز مقصد کے لیے میموری میں محفوظ قرآن کو ڈِلٹ (Delete) کرنا جائز ہے، جنب اور بے وضو کے لیے قرآن کمپوز کرنا بھی جائز ہے۔"

اس موضوع سے متعلق پہلا مسئلہ: یہ زیر بحث آیا کہ موبائل، سی ڈی، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، آئی فون وغیرہ میں قرآن پاک کسی بھی شکل میں محفوظ ہو تو وہ قرآن ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں بعض علمائے کرام کا موقف یہ تھا کہ جو محفوظ ہے وہ کلامِ الٰہی یعنی قرآن پاک نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ قرآن پاک خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ آیات واحادیث سے ثابت ہے۔ اور ان آلات میں جو کچھ محفوظ ہوتا ہے وہ ان کی بائنری زبان یعنی 0,1 کی شکل میں ہوتا ہے، یہ بہت سے مصنفین واہل قلم نے کمپیوٹر کے تعارف میں لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمپیوٹر میں 1 ,0 کی شکل بنتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ 1 ,0 نظم عربی نہیں ہے، اس لیے اسے قرآن نہیں کہا جا سکتا ہے۔

لیکن کمپیوٹر سائنس کے ماہرین سے تحقیق کے بعد یہ حقیقت سامنے آئی کہ ان آلات میں 1 ,0 کی شکل محفوظ نہیں ہوتی ہے، بلکہ ہر قسم کی آواز اور کلمات کچھ خاص قسم کے نشانات یا سوراخ کی شکل میں محفوظ ہوتے ہیں، وہ سوراخ کچھ گہرے بڑے اور کچھ چھوٹے ہوتے ہیں، جب مشین چالو کرتے ہیں تو ان سوراخوں سے لائٹ گزرتی ہے پھر محفوظ آواز اور کلمات نکلتے ہیں، اس میں چھوٹے سوراخ کی تعبیر 0 سے کی جاتی ہے اور بڑے سوراخ کی تعبیر 1 سے کی جاتی ہے، ہم اپنی آنکھوں سے سوراخوں کی یہ کمی بیشی محسوس نہیں کر پاتے لیکن جب وہاں سے لائٹ گزارتے ہیں تو وہ احساس کرتی ہے۔

اس سے یہ امر منکشف ہوا کہ ان آلات میں محفوظ مواد کی وہی کیفیت ہوتی ہے جو پہلے زمانے میں فونوگراف کی پلیٹوں میں محفوظ مواد کی ہوتی تھی۔ جس طرح ان پلیٹوں میں قرآن کریم کی قراءت وغیرہ محفوظ کرنے پر کچھ خاص قسم کے نشانات بنتے تھے اور جب دوبارہ سنا جاتا تھا تو وہی قراءت بعینہٖ سنائی دیتی تھی، اسی طرح عصرِ حاضر میں ان آلات میں جب قرآنِ کریم بذریعۂ کتابت یا قراءت محفوظ کیا جاتا ہے تو کچھ خاص قسم کے نشانات اور سوراخ بنتے ہیں اور جب ہم اسے دیکھنا یا سننا چاہتے ہیں تو بالکل وہی دیکھتے یا سنتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے جو کچھ ان آلات میں محفوظ کیا ہے وہی ان میں محفوظ ہے۔ اس لیے اس امر پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ اِن جدید آلات میں قرآن پاک جس شکل میں بھی محفوظ ہوتا ہے وہ حقیقت میں کلامِ الٰہی یعنی قرآن پاک ہے، اس

کی مثال حافظ کے سینے میں یا فونو میں محفوظ قرآنِ حکیم کی ہے۔

دوسرا مسئلہ: یہ زیرِ بحث آیا کہ میموری کارڈ، سی ڈی، ڈی وی ڈی یا کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک وغیرہ میں قرآن پاک محفوظ ہو تو اس صورت میں ان آلات کو بلا حائل، بے وضو چھونا جائز ہے یا ناجائز؟

اس سلسلے میں غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ ان آلات کے جس حصے میں قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے وہ ناقابل مَس ہوتا ہے، کیوں کہ اس کے اوپر پلاسٹک کا غلاف لگا ہوتا ہے اور اس غلاف کے ساتھ ہی ان کا استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اُن آلات کو بے وضو چھونا جائز ہے کہ یہ حقیقت میں قرآن کا چھونا نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تیسرا مسئلہ: یہ زیرِ بحث آیا کہ قرآن پاک، کمپیوٹر یا موبائل وغیرہ جدید آلات کی اسکرین پر شکلِ مرسوم میں نمایاں ہو تو اس صورت میں خود ان آلات یا ان کی اسکرین کو بلا حائل، بے وضو چھونا کیسا ہے؟

اس سلسلے میں باتفاق رائے یہ طے پایا کہ اس صورت میں خود ان آلات یا ان کی اسکرین کو بلا حائل، بے وضو چھونا جائز ہے، اس لیے کہ اِن جدید آلات کی اسکرین سے متّصل ایک شیشہ ہوتا ہے جو مواد کے ظاہر کرنے میں معاون ہوتا ہے، اور ان کے اوپر ایک دوسرا شیشہ ہوتا ہے جو اسکرین کی حفاظت کے لیے لگایا جاتا ہے اور یہ اوپر والا شیشہ اصل اسکرین سے جدا ہوتا ہے اور مواد کو ظاہر کرنے میں اس کا کوئی دخل بھی نہیں ہوتا، اس لیے یہ غلاف و جزدان کے درجے میں ہے اور غلاف یا جزدان کے ساتھ قرآن کریم چھونا جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"لایجوز للجنب والمحدث مس المصحف (إلا بغلافه المنفصل) أی کالجراب والخریطة دون المتصل کالجلد المشرز هو الصحیح، وعلیه الفتویٰ، لأن الجلد تبع له."[1]

اور غلاف کے تعلق سے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

(وَغِلَافُهُ مَاكَانَ مُتَجَافِيًا عَنْهُ) أَيَّ مُتَبَاعِدًا بِأَنْ يَكُونَ شَيْئًاثَالِثًا بَيْنَ الْمَاسِّ

(۱)- ردالمحتار، کتاب الطهارة، ج:۱، ص:۴۲۳.

وَالْمَمْسُوْسِ، وَلَا يَكُوْنُ مُتَّصِلًا بِهِ كَالْجِلْدِ الْمُشَرَّزِ فَيَنْبَغِي أَلَّا يَكُونَ تَابِعًا لِلْمَاسِّ كَالْكُمِّ وَلَا لِلْمَمْسُوسِ كَالْجِلْدِ الْمُشَرَّزِ. قَالَ صَاحِبُ التُّحْفَةِ: اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِي الْغِلَافِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ الْجِلْدُ الَّذِيْ عَلَيْهِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ الْكُمُّ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ الْخَرِيْطَةُ، وَهُوَ الصَّحِيْحُ، لِأَنَّ الْجِلْدَ تَبَعٌ لِلْمُصْحَفِ وَالْكُمَّ تَبَعٌ لِلْحَامِلِ وَالْخَرِيْطَةَ لَيْسَتْ بِتَبَعٍ لِأَحَدِهِمَا. (1)

یہ اصل حکم ہے، لیکن تقاضائے ادب کے پیش نظر مندوب یہ ہے کہ اسے بھی بے وضو نہ چھوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چوتھا مسئلہ: یہ زیر بحث آیا کہ ان جدید آلات کی میموری میں غزلیات فلمی گانے، لطائف، طنز و مزاح کے مکالمے، ناٹک اور جاندار کی تصاویر وغیرہ لوڈ ہوں تو ان میں قرآن پاک یا اس کی بعض سورتوں کی تحمیل جائز ہے، یا خلافِ ادب ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہے؟

اس سلسلے میں یہ طے پایا کہ اس صورت میں قرآن پاک کی تحمیل بے ادبی ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

اس کی نظیر فوٹوگراف کی پلیٹوں کے ایک حصہ پر قرآن مقدس اور دوسرے حصہ پر گانے باجے وغیرہ بھرنے کا مسئلہ ہے، جس کے تعلق سے فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

اور اگر بھرنے والوں نے ایک ہی رکاٹ کے ایک پہلو پر کچھ آیات یا اشعارِ حمد و نعت اور دوسرے پر کچھ خرافات بھری ہیں تو یہ بے ادبی و جمع ضدین ان کا فعل ہے۔ (2) الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پانچواں مسئلہ: یہ سامنے آیا کہ ان جدید آلات میں قرآن پاک لوڈ ہو تو اس کا حذف (ڈلِٹ۔Delete) جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلے میں مندوبین کرام کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ جائز مقصد کے لیے ان جدید آلات

(۱)- العناية شرح الهداية، باب الحيض والاستحاضة.

(۲)- الكشف شافيا، مشمولہ فتاویٰ رضویہ ج:۹، ص:..... رضا اکیڈمی ممبئی.

سے قرآنِ کریم کا حذف (ڈیلیٹ کرنا) جائز ہے۔ مثلاً کوئی چیز لوڈ کرنی ہے اور اس آلہ میں گنجائش نہیں ہے تو قرآن پاک حذف کر کے دوسری جائز چیز لوڈ کی جاسکتی ہے۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

وَلَوْ مَحَالَوْ حًا كُتِبَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ وَاسْتَعْمَلَهُ فِي أَمْرِ الدُّنْيَا يَجُوزُ. (۱)

البحر الرائق میں ہے:

مَحَالَوْ حًا يَكْتُبُ فِيْهِ الْقُرْاٰنَ وَاسْتَعْمَلَهُ فِي أَمْرِ الدُّنْيَا يَجُوزُ. (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

چھٹا مسئلہ: یہ سامنے آیا کہ جنب اور بے وضو کے لیے قرآنِ حکیم کمپوز کرنا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں تمام علماے کرام کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ دونوں کے لیے قرآنِ حکیم کمپوز کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ ان جدید آلات میں کمپوزر کا کام صرف بٹن دبا کر اشارہ کرنا ہوتا ہے، اور اصل کتابت یہ آلات خود کرتے ہیں، اور کمپوزر کی انگلی براہِ راست کی بورڈ (Key Board) سے مس ہوتی ہے اور اس پر ایسی کوئی چیز نہیں لکھی ہوتی ہے جس کو چھونے کے لیے وضو کی ضرورت ہو۔ دوسرے یہ کہ کمپوزنگ ایک ایک حرف کی ہوتی ہے اور وہ قرآن نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ کمپوز کرنے میں آیات قرآنیہ پر ہاتھ نہیں پڑتا اور نہ ہی مکتوب کو چھونے کا کوئی معاملہ ہوتا ہے۔

اس مسئلے پر درج ذیل جزئیات سے روشنی پڑتی ہے:

الاشباہ والنظائر میں ہے:

إذا اجتمع المباشر والمتسبب أضيف الحكم إلى المباشر. (۳)

جوہرہ نیرہ میں ہے:

وَهَلْ يَجُوْزُ لِلْجُنُبِ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ، قَالَ فِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي: لَا يَجُوْزُ وَفِي

(۱)- فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۲۲.

(۲)- البحر الرائق شرح كنز الدقائق، باب الحيض.

(۳)- الاشباه والنظائر، القاعدة التاسعة عشرة.

الْخُجَنْدِيّ: يُكْرَهُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ إِذَا كَانَ مُبَاشِرَ اللَّوْحِ وَالْبَيَاضِ وَإِنْ وَضَعَهُمَا عَلَى الْأَرْضِ وَكَتَبَهُ مِنْ غِيْرِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْمَكْتُوبِ لَابَأْسَ بِهِ. (۱)

حاشیہ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:

وأما كتابة القرآن فلا بأس بها إذا كانت الصحيفة على الأرض عند أبي يوسف لأنه ليس بحامل للصحيفة وكره ذلك محمد وبه أخذ مشايخ بخارى. قال الكمال: وقول أبي يوسف أقيس؛ لأن الصحيفة إذا كانت على الأرض كان مسها بالقلم وهو واسطة منفصلة فصار كثوب منفصل إلا أن يكون يمسه بيده. (۲)

بدائع الصنائع میں ہے:

وَلَوْ كَانَتِ الصَّحِيْفَةُ عَلَى الْأَرْضِ فَأَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَكْتُبَ الْقُرْآنَ عَلَيْهَا رُوِيَ عَنْ أَبِيْ يُوسُف أَنَّهُ لَابَأْسَ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَامِلٍ لِلصَّحِيْفَةِ، وَالْكِتَابَةُ توجَدُ حَرْفًا حَرْفًا. وَهَذَا لَيْسَ بِقُرْآنٍ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يَكْتُبَ، لِأَنَّ كِتَابَةَ الْحُرُوفِ تَجْرِي مَجْرَى الْقِرَاءَةِ. (۳)

در مختار میں ہے:

(و) لا تكره (كتابة القرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثاني) خلافا لمحمد، و ينبغي أن يقال: إن وضع على الصحيفة مايحول بينها و بين يده يؤخذ بقول الثاني وإلا فبقول الثالث، قاله الحلبي.

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ: خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ) حَيْثُ قَالَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يَكْتُبَ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ

---

(۱)- الجوهرة النيرة.

(۲)- حاشيه الطحطاوى على المراقى.

(۳)- بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة، فصل الغسل.

الْمَاسّ لِلْقُرْاٰنِ حِلْيَةٌ عَنِ الْمحِيطِ. قَالَ فِى الْفَتْحِ: وَالْأَوَّلُ أَقْيَسُ؛ لِأَنَّهُ فِى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاسٌّ بِالْقَلَمِ وَهُوَ وَاسِطَةٌ مُنْفَصِلَةٌ فَكَانَ كَثَوْبٍ مُنْفَصِلٍ إِلَّا أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ.

(قَوْلُهُ: وَ يَنْبَغِي إِلَخْ) يُؤْخَذُ هٰذَا مِمَّا ذَكَرْنَاهُ عَنِ الْفَتْحِ، وَوُفِّقَ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ بِمَا يَرْفَعُ الْخِلَافَ مِنْ أَصْلِهِ بِحَمْلِ قَوْلِ الثَّانِي عَلَى الْكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِيَّةِ، وَقَوْلِ الثَّالِثِ عَلَى التَّنْزِيهِيَّةِ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ إِلَخْ.

(قَوْلُهُ: عَلَى الصَّحِيفَةِ) قَيَّدَ بِهَا؛ لِأَنَّ نَحْوَ اللَّوْحِ لَا يُعْطَى حُكْمَ الصَّحِيفَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَحْرُمُ إِلَّا مَسُّ الْمَكْتُوبِ مِنْهُ.

یہ حکم قرآن کریم کو چھوئے بغیر اس کی کمپوزنگ کا ہے، مگر عام طور پر کمپوزر مصحف یا اوراق مصحف یا مقالات سے دیکھ کر کمپوز کرتے ہیں۔ اگر اس طرح کمپوزنگ میں مصحف یا ورق مصحف یا مضمون میں درج آیت سے ان کا ہاتھ مس ہو تو اس کے لیے طہارت اور وضو ضروری ہے کہ جنب و بے وضو کے لیے بلا حائل اسے چھونا جائز نہیں۔ اسی طرح کچھ کمپوزر زبان سے ایک ایک جملہ پڑھ پڑھ کر کمپوز کرتے ہیں اگر چہ وہ جملہ آیت قرآن ہی ہو، حالت جنابت میں یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لیے اس سے بھی احتراز واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱)

انٹرنیٹ کے فوائد و نقصانات

جاہن چیمبرس نے ۱۹۹۸ء میں کہا تھا کہ:

”انٹرنیٹ لوگوں کی زندگی کا انداز بدل دے گا، مشینی انقلاب اقتصادی طور پر فیکٹریوں تک محدود تھا، لیکن انٹرنیٹ سماج کے ہر طبقے اور ان کے سوچ و فکر پر غالب اور اثر انداز ہوگا اور اس کے نتیجے میں گلوبلائیزیشن یعنی عالم گیریت کی راہ ہموار ہوگی۔“

جاہن چیمبرس کی یہ بات سچ ثابت ہوئی اور آج انٹرنیٹ کی حکمرانی پوری دنیا پر قائم ہے۔ انٹرنیٹ دن بہ دن انسانی آبادیوں کی سوچ اور فکر پر غالب آ رہا ہے۔ انٹرنیٹ جدھر رخ کرتا ہے، راے عامہ ادھر ہی ہموار ہوتی چلی جاتی ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں انٹرنیٹ مثبت اور منفی

(۱)- ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، مارچ ۲۰۱۴ء ص: ۵۱ تا ۵۴۔

دونوں کردار ادا کر رہا ہے۔ دینی، علمی، ادبی، تہذیبی اور سیاسی جنگ بھی اب انٹرنیٹ پر لڑی جارہی ہے۔ آج انٹرنیٹ کی عالم گیری اور شہنشاہی کا یہ عالم ہے کہ چین میں ۵۶ر کروڑ ۱۸ر لاکھ، امریکہ میں ۲۵ر کروڑ ۴۲ر لاکھ اور ہمارے ملک ہندوستان میں ۱۵ر کروڑ ۱۶ر لاکھ افراد انٹرنیٹ سے جڑے ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ دنیا کے دیگر متمدن اور ترقی یافتہ ممالک مثلاً برطانیہ، اسرائیل، روس، جاپان وغیرہ ممالک میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد اربوں سے بھی متجاوز ہے۔ آئے دن انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد میں لگاتار اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''موجودہ دنیا انٹرنیٹ کی دنیا ہے''۔

انٹرنیٹ کے استعمال میں مسلسل اضافہ کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ اب انٹرنیٹ، ڈسک ٹاپ، لیپ ٹاپ اور ٹیبلیٹ سے آگے بڑھ کر موبائل تک پہنچ چکا ہے۔ تھری جی (3G) جیسی ٹکنالوجی کے ذریعے موبائل پر انٹرنیٹ کی دستیابی نے انٹرنیٹ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا ہے۔

تازہ ترین رپورٹ کے مطابق انٹرنیٹ کا اسّی فیصد استعمال موبائل پر ہو رہا ہے۔ کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، اور ٹیبلیٹ سب کے پاس نہیں ہوتا اور موبائل تو آج سب کی ضرورت یا فیشن بن گیا ہے۔ ملک کے وزیر اعظم سے لے کر ایک معمولی آدمی تک اپنی جیب میں موبائل لیے گھوم رہا ہے۔ بھنگی، چمار، موچی، رکشا ڈرائیور اور فٹ پاتھ پر ساگ سبزی بیچنے والا بھی کان میں موبائل دبائے ہیلو ہیلو کرتا نظر آرہا ہے۔ گویا موبائل کے عام استعمال نے ہی انٹرنیٹ کا دائرہ وسیع کیا ہے۔

ماضی قریب میں مشرق وسطیٰ مثلاً تیونس، مصر، شام اور لیبیا میں جو سیاسی انقلاب رونما ہوا، اس میں انٹرنیٹ کا بہت بڑا دخل تھا۔ ان ممالک کے باشعور افراد نے انٹرنیٹ کا سہارا لیا اور بلاگ (Blog) پر اظہار خیال کرتے ہوئے مطلق العنان بادشاہوں کی پر زور مخالفت کی اور جمہوری اصول واقدار کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنے خیال سے ہم آہنگ کیا اور بالآخر لاکھوں افراد احتجاجی شکل میں سڑکوں پر اتر آئے اور حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ انٹرنیٹ کا مثبت پہلو تھا۔ اب اس کا دوسرا رخ یعنی انٹرنیٹ کا منفی پہلو بھی ملاحظہ کریں۔ چند ماہ بیشتر مظفر نگر، یوپی کے فساد میں انٹرنیٹ نے بڑا منفی کردار ادا کیا۔ انٹرنیٹ پر مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا گیا اور ہندو

عوام کو مشتعل کرکے میدان میں اتارا گیا۔

غرض کہ انٹرنیٹ کی حیثیت چھری یا تلوار کی ہے۔جس طرح چھری کا صحیح استعمال نفع بخش اور غلط استعمال ضرر رساں ہے، یہی حال انٹرنیٹ کا بھی ہے کہ مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے انٹرنیٹ کا استعال کیا جاتا ہے۔انٹرنیٹ کا صحیح استعمال نفع بخش اور معلومات افزا ہے اور اس کا غلط استعمال ضرر رساں، انسانیت سوز اور جان لیوا ہے۔

انٹرنیٹ کے فوائد بھی بے شمار ہیں اور اس کے نقصانات بھی حدوحصار سے باہر ہیں۔اور ایک جملے میں انٹرنیٹ کے فوائد ونقصانات کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ" انٹرنیٹ بے شمار فوائد اور معلومات کا خزانہ اور بے شمار فحاشی اور بدکاری کا اڈہ ہے"۔

انٹرنیٹ کے ذریعے جہاں بہت سارے افراد استاذ کی مدد کے بغیر عالم وفاضل اور ٹیچر بن رہے ہیں، وہیں دوسری طرف ان گنت افراد فحاشی کے خوگر اور سیکس کے ماسٹر بن رہے ہیں۔

جی ہاں! آج اسی انٹرنیٹ نے ہزاروں بچوں کو وقت سے پہلے بالغ اور ہزاروں جوانوں کو وقت سے پہلے بوڑھا بنادیا ہے۔تو انٹرنیٹ کا اس سے بڑھ کر نقصان دہ پہلو اور کیا ہوسکتا ہے؟

انٹرنیٹ کے فوائد اور سہولیات اختصار کے ساتھ ہم بیان کرتے ہیں۔

(۱)-ای میل (E- MAIL)

انٹرنیٹ کے ذریعے ای میل کی فراہمی نے خط وکتابت اور ڈاک کے پرانے نظام کو فرسودہ اور از کار رفتہ بنادیا ہے۔اور ڈاک خانے کے بازار کو سرد کردیا ہے۔

آپ ای میل کے ذریعے بڑی آسانی سے سات سمندر پار اپنے دوست احباب کو گھر بیٹھے پیغام بھیج سکتے ہیں۔اور لمحہ بہ لمحہ ان سے رابطہ قائم رکھ سکتے ہیں۔

(۲)-ورلڈ وائڈ ویب (WWW)

انٹرنیٹ کے اس ویب کا سہارا لے کر آپ دنیا کے کسی بھی کونے میں پہنچ سکتے ہیں اور اپنے گھر آنگن کی طرح دنیا کو جھانک سکتے ہیں اور دنیا بھر کی معلومات فراہم کرسکتے ہیں۔

دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں میں کس قسم کا مال تیار ہورہا ہے؟ اور پھر یونیورسٹیوں کی تعلیمی

صورت حال اور داخلے وغیرہ کے شرائط کیا ہیں ؟آپ کا آدمی برسوں سے غائب ہے اور اسے تلاش کرنا ہے۔علم وادب،شعر وشاعری، صنعت وحرفت، سیاست وصحافت اور تجارت ومعیشت غرض کہ ان تمام چیزوں سے متعلق ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کا سر چشمہ اور واحد ذریعہ یہی '' ورلڈ وائڈ ویب'' ہے۔ مکڑی کے اس جال میں قسم قسم کی معلومات اس طرح سے لپٹی ہوئی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ دنیا کی چھوٹی بڑی کمپنیاں اور تجارتی ادارے ورلڈ وائڈ ویب میں اپنا رجسٹریشن کرا کے زیادہ سے زیادہ منافع کما رہے ہیں۔کمپنی، ادارہ، اخبار، کالج اور یونیورسٹی وغیرہ اپنی معلومات انٹرنیٹ کے اسی ویب ''www'' پر ڈال رہے ہیں اور دنیا کو اپنے وجود کا احساس دلا رہے ہیں۔

دنیا کی اکثر ترقی یافتہ قومیں اور ان کے روشن دماغ افراد ورلڈ وائڈ ویب کا سہارا لے کر اپنے مذہب کو فروغ دے رہے ہیں اور اپنی تہذیب وثقافت کو عام کر رہے ہیں۔مگر مسلم قوم ابھی اس میدان میں بہت پیچھے ہے۔گویا۔

دنیا تو گئی چاند ستاروں سے بھی آگے
ہم بیٹھے مزاروں پہ دعا مانگ رہے ہیں

(۳)-سرچ انجن(Search Engine)

خط بھیجنے کے لیے پتہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔آپ کو کسی خاص موضوع پر مواد ومعلومات حاصل کرنا ہے، لیکن آپ کو اس سلسلے کا انٹرنیت ایڈرس معلوم نہیں ہے۔اب آپ کیا کریں گے ؟ انٹرنیٹ نے اس مسئلے کو آسان کر دیا ہے۔انٹرنیٹ ایڈرس معلوم نہ ہونے کی صورت میں مطلوبہ مواد ومعلومات کی فراہمی آسان بنانے کے لیے انٹرنیٹ '' سرچ انجن '' کی سہولیت مہیا کرتا ہے۔ اور بڑی آسانی کے ساتھ اپنے یوزر کو متعلقہ مواد فراہم کر دیتا ہے۔

مثلاً اگر آپ ہندوستان کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور یا دیگر اداروں کے مختلف شعبہ جات اور ان کی تعلیمی صورت حال سے واقف ہونا چاہتے ہیں اور آپ کو اس سلسلے میں جامعہ اشرفیہ کا انٹرنیٹ ایڈریس معلوم نہیں ہے تو آپ سب سے پہلے مندرجہ ذیل پانچ بڑے سرچ انجن میں سے کسی ایک میں چلے جائیں اور وہاں جا کر ''Jamiaashrafia'' ٹائپ کریں۔ دو منٹ میں آپ کے کمپیوٹر یا موبائل کی اسکرین پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تمام تفصیلات آجائیں گی۔

کچھ سرچ انجن کے نام یہ ہیں:

(a)- www.google.com

(b)- www.altavista.com

(c)- www.khoj.com

(d)- www.yahoo.com

(e)- www.rediff.com

(۴)-انٹرنیٹ ٹیلی فون

اگر آپ کسی سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور وہ باہر ملک میں رہتا ہے تو اس کے لیے آپ کو آئی۔ایس۔ڈی (I.S.D.) جیسے مہنگے کال ریٹ کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔انٹرنیٹ نے آئی۔ایس۔ڈی کے مہنگے کال ریٹ سے لوگوں کو نجات دے کر "انٹرنیٹ ٹیلی فون سروس" شروع کردیا ہے۔بس آپ کے پاس پرسنل کمپیوٹر انٹرنیٹ کنکشن کے ساتھ، ایک اچھی قسم کا مائکروفون اور اسپیکر ہونا چاہیے۔انٹرنیٹ ٹیلیفون کے ذریعہ آپ کم خرچ میں باہر ملک میں رہنے والے دوستوں سے گھنٹوں بات کرسکتے ہیں، اور لمحہ بہ لمحہ اپنے دوست احباب سے رابطہ میں رہ سکتے ہیں۔

آج کل باہر ملک میں رہنے والے افراد اپنے احباب اور رشتہ داروں سے موبائل کے بجائے اسی "انٹرنیٹ ٹیلیفون" کا سہارا لیتے ہیں اور کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ باتیں کرتے ہیں۔

(۵)-انٹرنیٹ چیٹ

انٹرنیٹ چیٹ کے ذریعہ مختلف قوموں کے افراد اور ہم خیال لوگوں سے بیک وقت اظہار خیال اور تبادلۂ معلومات کیا جاتا ہے۔انٹرنیٹ پر بہت سارے ایسے فورم (forum) بن چکے ہیں جن پر لاکھوں لوگ مختلف مسائل پر خیالات کا اظہار کررہے ہیں۔آپ جسے آج کل "فیس بک" کہتے ہیں۔یہ دراصل اسی انٹرنیٹ چیٹ کا ایک حصہ ہے۔

(۶)-انٹرنیٹ کامرس

دنیا کی چھوٹی بڑی کمپنیاں اب اپنی تجارت انٹرنیٹ کے ذریعہ آن لائن کررہی ہیں۔ آپ گھر بیٹھے اپنی پسند کا سامان چند منٹوں میں دنیا کے کسی بھی گوشے سے خرید سکتے ہیں۔ بینک کا سارا نظام انٹرنیٹ کے ذریعہ آن لائن ہوچکا ہے۔غرض کہ آپ انٹرنیٹ کامرس کے ذریعہ گھر بیٹھے ریلوے ٹکٹ اور ہوائی ٹکٹ بھی بک کرسکتے ہیں۔ ٹیلیفون بل، بجلی بل اور انکم ٹیکس کی ادائگی اور دیگر ضروریات زندگی آپ "انٹرنیٹ کامرس" کے ذریعہ پوری کرسکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے ذریعہ فراہم کی جانے والی یہ تمام تر سہولیات بلاشبہہ حیرت انگیز اور ہمہ گیر ہیں۔ انٹرنیٹ سے متعلق یہ معلومات "انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ" نامی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

(۷)-انٹرنیٹ کی تعلیمی سرگرمیاں

انٹرنیٹ کا سب سے بڑا مثبت اور افادی پہلو اس کی علمی ،ادبی اور تعلیمی سرگرمیاں ہیں۔ محسوس دنیا کی آبادیوں کا ایک معتدبہ حصہ اور خاص طور سے علمی طبقہ انٹرنیٹ کا گرویدہ شاید اسی لیے ہے کہ انٹرنیٹ علوم وفنون کا ایک قابل قدر ذخیرہ، معلومات کا سرچشمہ اور علم وادب کا منبع ہے۔اس جہت سے اگر انٹرنیٹ کے معلوماتی انقلاب کو"معلوماتی لہر" یا"معلومات کی شاہ راہ" کہا گیا ہے تو یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت کی عین ترجمانی ہے۔

اگر آپ انگریزی زبان سے واقف ہیں یا انگریزی کی ہلکی پھلکی جانکاری رکھتے ہیں تو یہ انٹرنیٹ آپ کے لیے سب سے بڑا علمی ہتھیار ہے۔میدان صحافت سے وابستہ افراد اور اخباری میدان میں کام کرنے والے لوگ "انٹرنیٹ کی علمی فتوحات" سے فتح یاب اور کامیاب ہورہے ہیں۔

بہرکیف !آج انٹرنیٹ تعلیم کے حصول کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔اربوں تعلیمی صفحات پر مشتمل ۶۰/ کروڑ سے زائد ویب سائٹ انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ یہ تمام سائٹیں بالکل مفت ہیں۔ان سے کوئی بھی بھرپور علمی استفادہ کرسکتا ہے۔کروڑوں صفحات پر مشتمل علمی، ادبی، سیاسی، سائنسی، طبی، صحافتی اور تجارتی معلومات کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ آن لائن حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ تعلیمی ویب سائٹ ایک طرح کا "علمی دسترخوان" ہے، جس سے ہر کوئی اپنی علمی بھوک

اور تعلیمی پیاس بجھا سکتا ہے۔ اور علم کا شیدائی گھر بیٹھے اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے۔

تعلیم و تدریس اور صحافت سے وابستہ افراد کو آئے دن علمی مسئلہ، لفظی تحقیق، کسی چیز کی تاریخ و تعریف، مشہور و معروف شخصیات کے حالات اور سوانحی خاکوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ان علمی ضروریات کی تکمیل کے لیے لائبریری جاکر کافی وقت دینا پڑتا ہے اور بڑی محنت و مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن واہ رے انٹرنیٹ! تیری علمی فتوحات اور تعلیمی سرگرمیوں کا کیا کہنا!

انٹرنیٹ کے ذریعہ کم سے کم وقت اور ہلکی سی محنت کے بعد آپ مطلوبہ تمام چیزیں بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ بس آپ کو صرف اتنا سا کام کرنا ہے کہ کمپیوٹر یا موبائل کو انٹرنیٹ سے کنیکٹ (مربوط) کرنے کے بعد گوگل (سرچ انجن) پہ جاکر اپنی مطلوبہ چیز ٹائپ کر دیجیے۔ اس کے بعد دیکھیے کہ چند سکنڈوں میں معلومات کا ایک ''آئینہ جہاں نما'' آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوگا۔

آج سے ایک ماہ قبل نومبر ۲۰۱۳ء کی بات ہے، میں حسب معمول بعد نماز مغرب مطالعہ میں مصروف تھا کہ اتنے میں محب گرامی جناب حافظ و قاری محمد فرخ رشید عزیزی دام ظلہ العالی (ساکن سجان پور کٹوریہ، عمرپور، بانکا، بہار) کا فون آیا۔ سلام مسنون کے بعد آپ نے فرمایا کہ کل میرے فرزند عزیزم ذیشان سلمہ کا امتحان ہے۔ ذرا بتائیے کہ ڈاکٹر ذاکر حسین (سابق صدر جمہوریہ ہند) کے والد کا نام کیا ہے؟ ذرا جلدی سے بتائیے۔ اپنا علمی بھرم رکھنے کے لیے یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ بتاتا ہوں اور فوراً فون رکھ دیا۔

اب میں سوچنے لگا یا اللہ کیا کروں! اگر کوئی دینی و علمی مسئلہ ہوتا تو بہار شریعت سامنے رکھی تھی، دیکھ کر فوراً بتا دیتا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے بارے میں کبھی مطالعہ بھی نہیں کیا تھا کہ الٹا سیدھا کچھ بھی بتا کر اپنی جان چھڑا لیتا۔ دو منٹ تک اسی ادھیڑبن اور ذہنی کشمکش میں مبتلا رہا۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا علم تو نہیں رکھتا تھا، البتہ عزیزم حافظ محمد ثناء المصطفیٰ سلمہٗ ابن ماسٹر محمد نعیم الدین حبیبی کے ذریعہ اتنا معلوم تھا کہ موبائل میں گوگل سرچ انجن کے ذریعہ کسی بھی چیز کے بارے میں جانکاری کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟

اپنے موبائل کے Google آپشن (پروگرام) میں جاکر فوراً ''ڈاکٹر ذاکر حسین'' ٹائپ کیا اور او کے (ok) والا بٹن دبا دیا۔ چند سکنڈ کے بعد ڈاکٹر ذاکر حسین کا مکھڑا موبائل کے اسکرین پر

جھلملانے لگااور انگریزی زبان میں ان کا تعارفی خاکہ پڑھنے کوملا۔

اس تعارفی خاکہ میں لکھاہوا تھا"His father Fida Husain Khan"

تواس سے معلوم ہوگیاکہ ڈاکٹر ذاکر حسین کے والد کانام "فدا حسین خان" ہے۔

راقم الحروف نے انٹرنیٹ پر پہلی بار اس قسم کا تجربہ کیا تھا۔ بڑی خوشی ہوئی اور پانچ منٹ کے اندر اندر میں نے حافظ فرخ رشید صاحب کوان کے سوال کاجواب بتادیا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کا مقصد اپنی تعریف کرنا یا اپنی حیثیت جتانا نہیں، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس طرح کی کوئی بھی بات آپ جاننا چاہیں تو اس کے لیے انٹرنیٹ نہایت مفید اور کارآمد شے ہے۔

آج کروڑوں افراد انٹرنیٹ سے جڑے ہوئے ہیں اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کررہے ہیں۔ انٹرنیٹ سے ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔

تعلیمی میدان میں انٹرنیٹ نے بڑا اہم، نہایت موثر اور اطمینان بخش کردار ادا کیا ہے۔ عصری تعلیم کے ہر موضوع سے متعلق علمی اور قیمتی مواد انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور یہ علمی خدمات مفت مہیا کی گئی ہیں۔ مذہبیات، سیاسیات، سماجیات، اقتصادیات، طبی نظریات اور اسلامیات کا ذخیرہ بھی انٹرنیٹ پر ہر وقت دستیاب ہے۔ برقی تعلیم و تعلم (Electronic Learning) کا نیا دروازہ بھی اسی انٹرنیٹ کے ذریعہ کھلا ہے، جس نے تعلیم و تعلّم کی قدیم روایات کو فرسودہ اور طلبہ کو اساتذہ سے بے نیاز کردیا ہے۔ اور برقی کتابوں نے مطبوعہ کتابوں کی اہمیت پر پانی پھیر دیا ہے۔ لوگ پہلے مطبوعہ کتابوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، لیکن انٹرنیٹ کی آمد آمد نے اس دلچسپی کو ختم کردیا۔ اب علم و دانش کا ایک بڑا طبقہ برقی کتابوں سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے، کیوں کہ اسے مطلوبہ مواد اور ضروری معلومات بڑی آسانی سے انٹرنیٹ پر دستیاب ہوجاتی ہیں۔

انٹرنیٹ کا منفی پہلو

انٹرنیٹ ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ حسن اخلاق سے آراستہ کرنے والے مضامین بھی کتاب میں ہوتے ہیں اور اخلاق وعادات کو بگاڑنے والے مواد بھی کتاب میں شامل ہوتے ہیں۔ کچھ یہی حال انٹرنیٹ کا بھی ہے۔

انٹرنیٹ پر اچھے برے ہر طرح کے مواد موجود ہیں۔ بلکہ فحش اور گندے مواد زیادہ ہیں۔ اور فحش مناظر سے انٹرنیٹ کی دنیا بھری پڑی ہے۔

انٹرنیٹ کا منفی پہلو اس کے مثبت پہلو پر غالب ہے اور اس کا ضرر اس کے نفع پر غالب ہے۔ انٹرنیٹ کے فحش مناظر نے اخلاق و شرافت کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا ہے اور نئی نسل کے جوانوں کو بے حیائی اور اخلاق باختگی کا درس دے کر ان کے ذہن و دماغ کے سادہ خاکوں میں عیاشی و فحاشی کا رنگ بھر دیا ہے۔ گندے ناول مخرّب اخلاق کہانیاں فحش مضامین، بُری تصاویر اور نفسانی خواہشات کو بھڑکانے والی فلمیں، یہ تمام چیزیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور نئی نسل کے جوان انھیں دیکھ کر اپنی ہوس کی آگ بجھا رہے ہیں۔ اور اپنی دنیا و عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

نئے زمانے کے نشتروں نے گلوں کی رگ رگ کو چیر ڈالا

لبِ چمن پہ مگر ہے پھر بھی نیا زمانہ نیا زمانہ

انٹرنیٹ کے یہ حیا سوز اور اخلاق کش مواد صرف کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ تک محدود رہتے تو شاید برائیوں کا بازار اس قدر گرم نہ ہوتا اور نئی نسل کے اخلاق و عادات پر ان کے منفی اثرات زیادہ مرتب نہ ہوتے، لیکن افسوس! اسے زمانے کی ستم ظریفی کہیے یا قیامت کی نشانی کہ یہ حیا سوز مناظر اب موبائل کی اسکرین پر بھی نظر آنے لگے ہیں۔ نوجوان انٹرنیٹ سے جڑ کر بڑی آسانی سے انٹر نیٹ کے غلط مناظر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ والدین کو پتا بھی نہیں چلتا اور بچے بند کمرے میں لحاف کے اندر گندی فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور فحش مناظر سے لذت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ اس "راز سربستہ" نے ہمارے اخلاقی حالت کو خستہ بنا دیا ہے۔ الأمان و الحفیظ!

انٹرنیٹ پر فحش مناظر اور گندے خیالات کی اس قدر بھرمار ہے کہ انسانی شرافت و حیا کو بہا لے جانے والے اس سیلاب بلا خیز کو روکنے میں حکومت کا سائبر لا (Cyber Law) بھی بری طرح ناکام ہے۔ اور یہ سیلاب انسانی اقدار کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جا رہا ہے۔

موبائل پر انٹرنیٹ کے شرعی احکام

آج کل انٹرنیٹ کا استعمال کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ سے زیادہ موبائل پر ہو رہا ہے۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق انٹرنیٹ کا استعمال اسّی فیصد موبائل پر ہو رہا ہے۔

اس لیے شرعی نقطۂ نظر سے موبائل پر انٹرنیٹ کے استعمال کا حکم واضح کرنا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کے احکام یہ ہیں:

(۱)-گندے ناول، مخرب اخلاق کہانیاں، فحش مضامین اور سیکس اسٹوری وغیرہ ان تمام چیزوں کا پڑھنا سراسر ناجائز اور حرام ہیں۔ خواہ یہ کہانیاں (موبائل، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور ٹیبلیٹ کے ذریعے) انٹرنیٹ پر پڑھی جائیں یا مطبوعہ کتابوں میں، دونوں صورتوں میں ناجائز و حرام ہیں۔

ان چیزوں کے ناجائز ہونے کے تفصیلی دلائل ''موبائل پر گانا سننے کا حکم'' کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں، وہاں مطالعہ کریں۔ ان امور کے ناجائز و حرام ہونے کی دو دلیلیں یہاں بھی ملاحظہ کریں۔

قرآن کا حکم ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.(۱)

ترجمہ: بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی اور جو چھپی ہیں۔

دوسری جگہ قرآن اعلان کرتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (۲)

ترجمہ: اور زنا (بدکاری) کے پاس نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بُری راہ۔

انٹرنیٹ پر پائے جانے والے گندے ناول فحش کہانیاں اور سیکس اسٹوری وغیرہ ''فواحش'' میں داخل ہیں۔ اور بہ حکم قرآن فواحش سے دور رہنا چاہیے۔ اس لیے موبائل پر ان چیزوں کا پڑھنا ناجائز و حرام ہے۔ چاہے انٹرنیٹ سے جڑ کر آن لائن پڑھیں، یا میموری میں محفوظ کر کے آف لائن پڑھیں۔ بہر صورت ناجائز و حرام ہیں۔

قرآن کی ہدایت ہے کہ ''زنا کے قریب نہ جاؤ''

گندے ناول، فحش مضامین اور گندے قصے کہانیاں یہ سب زنا کے قریب لے جانے والے امور ہیں۔ اس لیے ناجائز و ممنوع ہیں۔

---

(۱)- قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت: ۱۵۱، پ:۸.

(۲)- قرآن مجید، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۳۲، پ:۱۵.

علامہ شامی فرماتے ہیں:

واعلم أن ماكان حرام من الشعر مافيه فحش.[1]

ترجمہ:- جس شعر میں فحش اور بے حیائی ہو، وہ حرام ہے۔

یعنی فحش اور بے حیائی کے مضمون پر مشتمل اشعار کا پڑھنا اور گنگنانا حرام ہے۔

یہی حکم ہر اس تحریر، مضمون، ناول اور قصہ و کہانی کا ہے، جس میں فحش اور بے حیائی کی آمیزش ہو۔

شریعت اسلامی نے زنا کو حرام قرار دینے کے ساتھ "اسباب زنا اور دواعیِ زنا" کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا انٹرنیٹ کے فحش مضامین اور گندی کہانیوں کا پڑھنا حرام ہے، کیوں کہ یہ سب دواعیِ زنا سے ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى۔ یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ۔

مفسرین کرام کے بقول "وہ تمام ذرائع اور اسباب جو زنا کے قریب لے جانے والے ہیں، وہ سب کے سب حرام ہیں"

بے پردگی، عورتوں سے خلوت، بوس و کنار، فلم، گانے، گندے اشعار اور گندی کہانیاں اسی وجہ سے حرام ہیں کہ یہ چیزیں زنا کے قریب لے جانے والی ہیں۔

مسند امام احمد بن حنبل کی اس حدیث میں انھیں باتوں کی جانب اشارہ ہے۔

معلم کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور آنکھ کا زنا (ناجائز چیز کی طرف) دیکھنا ہے۔ ہاتھ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا پکڑنا ہے۔ پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے۔ ہونٹ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا بوسہ لینا ہے۔ اور دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور معصیت کی خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتا ہے"[2]

---

(۱)-ردالمحتار، ج:۹، ص:۵۰٤، مکتبہ زکریا، دیوبند.

(۲)-مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۳٤۳، مؤسسۃ القرطبہ، مصر.

لہذاانٹرنیٹ پر گندے اشعار، بُرے ناول اورفحش مضامین اور گندے قصے کہانیوں کا پڑھنا حرام، ممنوع اور ناجائز ہے۔

(۲)-وڈیو یعنی انٹرنیٹ پر پائے جانے والے فحش مناظر اور گندی فلموں کا دیکھنا، انھیں ڈاؤن لوڈ کرنااور ان سے جنسی تلذّذ حاصل کرنا حرام وناجائز ہے۔ اس کی حرمت وممانعت کی دلیل وہی ہے جو ابھی نمبر ایک (۱) کے تحت تفصیلاً بیان کی گئی۔

انٹرنیٹ کے فحش اور گندے مواد ومشمولات خواہ آڈیو کی شکل میں ہوں یا وڈیو کی شکل میں، تصویر کی شکل میں ہوں یا تحریر کی شکل میں، ان کی حرمت پر کوئی کلام نہیں، یہ سب بہر حال حرام وناجائز ہیں۔

اب رہے انٹرنیٹ کے وہ مواد ومشمولات جو فحش اور بے حیائی پر مشتمل نہیں ہیں اور ان کے استعمال میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے، ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

الحمدللہ! اس سلسلے میں "مجلس شرعی" جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا فیصلہ سامنے آچکا ہے۔

مجلس شرعی مبارکپور کے بیسویں (۲۰) فقہی سیمینار منعقدہ ۱۷ر مئی ۲۰۱۳ء میں "انٹرنیٹ کے مواد ومشمولات: شرعی نقطۂ نظر سے" کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل فیصلہ ہوا۔

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور جولائی ۲۰۱۳ء کے ص:۵۶ پر موجود فیصلے کا یہ متن ملاحظہ کریں۔

(۱)- ویب سائٹ پر پائے جانے والے مضامین کی حیثیت کتابوں کی ہے۔ جن میں اچھی، ، بری معتبر غیر معتبر ہر طرح کی کتابیں ہوتی ہیں تو جب تک یہ وثوق واطمینان نہ حاصل ہوجائے کہ ویب سائٹ کا کون سا مضمون اچھا یا برا اور معتبر یا غیر معتبر ہے اس پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور ذمہ دار علمائے اہل سنت سے اس سے متعلق ضرور پوچھ لیں۔

(۲) یہ مواد ومضامین "پرسنل ویب سائٹ" پر ہوتے ہیں یا "شوشل نیٹ ورک اکاؤنٹ" پر۔ دونوں کی حیثیت کچھ مختلف ہے۔

پرسنل (ذاتی) ویب سائٹ

یہ ویب سائٹ کسی بھی فرد، تنظیم، اسکول، ادارہ، بینک، کمپنی کی اپنی ذاتی ویب سائٹ ہوتی ہے، جو اپنی مرضی کے مطابق بنوائی جاتی ہے۔ لیکن چوں کہ ہر ادارے یا کمپنی کا کمپیوٹر ہر وقت آن

لائن نہیں رہتا۔اس لیے اس طرح کی ویب سائٹ کو چلانے کے لیے انٹرنیٹ سروس مہیا کرنے والی کمپنی کے سرور (Server) میں مخصوص جگہ بک کرانی پڑتی ہے جہاں ہم اپنے مواد و مشمولات کو محفوظ کرسکتے ہیں اور سرور (Server) چوں کہ ہمیشہ چالو رہتا ہے کبھی بند نہیں ہوتا، اس لیے دنیا کے کسی بھی گوشے میں اپنے کمپیوٹر، لیپ ٹاپ یا موبائل کے ذریعہ Server سے رابطہ کرکے اس میں موجود مواد و مشمولات کو اپنے نجی موبائل یا کمپیوٹر پر پڑھ سکتے ہیں۔Server میں جگہ بک کرانے کے لیے کچھ رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔حکومت کی جانب سے اپنا ذاتی ڈومین نیم مل جاتا ہے اور رجسٹرڈ بھی ہوجاتا ہے۔اب یہ ویب سائٹ کسی بدمذہب کی بھی ہوسکتی ہے اور اہل حق اہل سنت وجماعت کی بھی۔دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

(۳)- بدمذہبوں کی پرسنل ویب سائٹ کا حکم وہی ہے جو ان کی کتابوں اور مضامین کا ہے کہ مسلمان انھیں نہ پڑھیں، نہ ان کے قریب جائیں، البتہ عالم محقق کو اتمام حجت کے لیے انھیں پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۴)- اہل سنت وجماعت کی پرسنل ویب سائٹ کا مطالعہ کریں۔البتہ اہل سنت کو چاہیے کہ اپنی ویب سائٹ کو شاطر ہیکروں کی خرد برد سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ احتیاطی تدابیر ضرور اپنائیں۔

(الف) اچھی کمپنیوں سے ہی اپنی ویب سائٹ ہوسٹ (host) کروائیں۔

(ب) اپنا پاس ورڈ (Password) مشکل سے مشکل تر منتخب کریں، جس کی سراغ رسانی بہت دشوار ہو۔

(ج) دوسروں کو اپنا پاس ورڈ نہ بتائیں، نہ بے احتیاطی کے ساتھ لکھ کر کہیں بھی چھوڑ دیں۔

(د) اور چھ ماہ یا کم و بیش میں اپنے پاس ورڈ بدلتے رہیں۔

(ہ) بہتر ہوگا کہ پروٹیکٹیڈ فائر وال بھی لے لیں، جس کی حیثیت گیٹ کے واچ مین کی ہوتی ہے۔

(و) ان سب کے ساتھ اپنی ویب سائٹ کے مدیر اور نائب مدیر نیک و امانت دار رکھیں۔

اتنی احتیاط کے بعد ویب سائٹ بہت محفوظ ہوجاتی ہے اور کسی شاطر ہیکر کی خُرد بُرد کا اندیشہ عادۃً نہیں رہ جاتا۔

ان احتیاطی تدابیر کے بعد پرسنل ویب سائٹ پر دیے گئے مضامین اور کتب کی حیثیت

ان مضامین اور کتب کی ہوگی جنھیں مضمون نگار یا مصنف مرتب کر کے اپنی الماری کے لاکر میں رکھ دے اور چابی اپنے کنٹرول میں اس طور پر رکھے کہ اس پر دوسروں کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں۔ تالا ایسا مضبوط اور پیچیدہ ہو کہ اس کی چابی بنانی دشوار ہو، پھر کمرے کے دروازے پر ایک واچ مین بٹھادے جو صرف مناسب لوگوں کو ہی کمرے میں آنے دے اور غیر مناسب لوگوں کو روک دے۔

(۵)- ان احتیاطی تدابیر کے باوجود کوشش یہ ہو کہ روزانہ آپ کا مدیر یا نائب، ویب سائٹ چیک کرتا رہے تاکہ آپ کو یہ اطمینان حاصل رہے کہ وہ ہیکنگ سے محفوظ ہے اور خدانہ خواستہ اگر کسی وجہ سے وہ ہیک ہوگیا تو فوراً مختلف ذرائع سے اعلان کرا کے اپنے قارئین کو باخبر کردیں۔

(۶)- پھر بھی سنی صحیح العقیدہ عالم دین یا سنی تنظیم یا ادارے کی ویب سائٹ میں اہل سنت وجماعت کے عقائد یا معمولات کے خلاف اگر کوئی بات نظر آئے تو اسے جلد از جلد آگاہ کریں تاکہ وہ فوراً اصلاح کر سکے اور بلا تحقیق شرعی اس مضمون کی بنیاد پر اس پر حکم شرعی نہ صادر کریں۔ کیوں کہ ممکن ہے کسی بدمذہب نے کرایے کے کسی ہیکر کے ذریعہ یہ غلط مضمون شامل کرادیا ہو۔

سوشل نیٹ ورک اکاؤنٹ

(۱)- سوشل نیٹ ورک ویب سائٹ بہت ہیں۔ ان میں سے بیس پچیس مشہور ہیں اور پانچ چھ تو بہت زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

فیس بک، ٹوئیٹر، گوگل پلس، انسٹاگرام، ٹمبلر، مائی اسپیس، آرکٹ۔

(۲)- ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ٹوئیٹر (Twitter) ہے۔

پھر بھی اس کا غلط استعمال ہو سکتا ہے۔ وہ اس طور پر کہ صارفین کے اکاؤنٹ کے حروف میں کچھ ترمیم کر کے کسی صارف کے نام کا جعلی اکاؤنٹ کھولا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کا اکاؤنٹ sajid.co ہے۔ تو اس کے اکاؤنٹ میں تھوڑی ترمیم کر کے saajid.co کردیا جائے اور ایک جعلی اکاؤنٹ کھولا جائے پھر اس میں غلط مواد فراہم کردیا جائے۔ اب دیکھنے والوں کو اس معمولی ترمیم کا پتہ نہیں چل پائے گا اور وہ دوسرے اکاؤنٹ کو بھی پہلے آدمی کا اکاؤنٹ سمجھ کر دھوکہ کھاجائیں گے۔

البتہ اگر کمپنی سے حفاظت کی ضمانت لے لی گئی ہے تو کمپنی ضروری تحقیقات کے بعد اس کے محفوظ ہونے کا یہ تصدیق نامہ اکاؤنٹ پیج کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔ Official Twitter Account

اور اس طرح کے جن ناموں کی ضمانت کمپنی سے نہیں لی گئی ان کے ساتھ اس طرح کی سند یا تصدیق نامہ کمپنی نہیں جوڑتی۔ اس ضمانت و تصدیق کے بعد سوشل نیٹ ورکنگ اکاؤنٹ کی حیثیت وہی ہو جاتی ہے جو پرسنل ویب سائٹ کی احتیاطی تدابیر کے بعد ہوتی ہے۔

اور جس اکاؤنٹ کے لیے یہ ضمانت و سند نہ ہو، خواہ اس کمپنی میں اس کا انتظام ہی نہ ہو یا اس سے یہ ضمانت وسند حاصل نہ کی گئی ہو، اس کی حیثیت کتابوں کے کسی میلے میں دستیاب مضامین و کتب کی ہوتی ہے۔ اپنی الماری میں محفوظ مضامین و کتب کی نہیں، پھر اس میں ہیکنگ بھی ہو سکتی ہے۔

ان وجوہ کے باعث سوشل نیٹ ورک اکاؤنٹ کے عام مضامین کے تعلق سے یہ اعتماد نہیں ہو سکتا کہ وہ قطعاً منسوب الیہ کا ہی ہے۔

(۳)-اور بہر حال سوشل نیٹ ورک کے جس مضمون کے متعلق تحقیق یا تصدیق کے ذریعہ یا قرائن سے یہ اعتماد ہو کہ وہ منسوب الیہ کا ہی ہے تو اس کا حکم درج بالا تفصیل کے مطابق ہو گا کہ مضمون بد مذہب کا ہو تو اس سے صرفِ نظر کریں اور کسی ذمہ دار سنی عالم دین کا ہو تو اس سے استفادہ کریں، ساتھ ہی ان سے رابطہ قائم کر کے اس کی تصدیق بھی حاصل کر لیں۔

(۴)- اگر کسی معتمد سنی عالم یا تنظیم کے خلاف کوئی خبر پڑھیں تو ہرگز ہرگز ان کے تعلق سے صرف اس خبر کی بنیاد پر بدگمانی کا شکار نہ ہوں، بلکہ اس عالم یا تنظیم کے ذمہ دار سے رابطہ قائم کر کے حق تک رسائی کی کوشش کریں۔ آج بہت سے ناخدا ترس سوشل نیٹ ورک کو ذمہ داروں کی ہوا خیزی کا آلہ کار بنا چکے ہیں، اس لیے اس سے ہر وقت متنبہ رہنا ضروری ہے۔

(۵)- بہتر ہو گا کہ خود علما بھی اس نیٹ ورک پر آئیں تاکہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے ساتھ اپنے مذہب و علمائے مذہب کا فوری دفاع کر سکیں۔

(۶)- پرسنل ویب سائٹ کی دفعہ کا حکم یہاں بھی جاری ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم.

(۱)-ماهنامه اشرفیه، مبارك پور، شماره جولائی ۲۰۱۳ء، ص: ۵۷، ۵۸

اب ذیل میں انٹرنیٹ کے مواد و مشمولات سے متعلق کچھ سوالات اور جواب کے طور پر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اٹھارہویں فقہی سیمینار منعقدہ جنوری ۲۰۱۱ء کے فیصلے ملاحظہ کریں۔

سوالات

(۱)-انٹرنیٹ پر اچھا، برا، مفید اور مضر سب کچھ ہے تو شرعاً انٹرنیٹ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز، بصورت جواز انٹرنیٹ پر پھیلی برائیوں سے بچنے کی تدابیر کیا ہوں گی؟

(۲)-اسلام مخالف مواد بھی انٹرنیٹ پر بکثرت ہیں، اسلام وسنیت کے خلاف اعتراضات کا جواب دینے کے لیے دوسروں کی ویب سائٹس وزٹ کرنا ہوتی ہیں، جب کہ بہت سی ویب سائٹس پر جان داروں کی تصاویر ہوتی ہیں، تو کیا ان ویب سائٹس کا وزٹ کرنا جائز ہے؟ وزٹ نہ کرنے کی صورت میں یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ ان ویب سائٹس پر اسلام مخالف کیا ہے؟ اور نہ جاننے کی صورت میں جواب دینا بھی ممکن نہ ہوگا۔

(۳)-انٹرنیٹ کا ایک آپشن ویڈیو کانفرنسنگ بھی ہے، اس میں باہم رابطہ کرنے والوں کی تصاویر مکمل نقل و حرکت کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ مختلف ممالک میں بیٹھ کر علما و دانش وران کسی موضوع پر تبادلۂ خیال کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے اسی طرح ہم کلام ہوتے ہیں جس طرح ایک مجلس میں بیٹھ کر مباحثہ اور تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ ان صورتوں میں انٹرنیٹ پر نقل و حرکت کرتی ہوئی تصویریں نظر آتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ویڈیو کانفرنسنگ جائز ہے یا ناجائز؟

جوابات

سوال (۱) کے جواب میں یہ طے ہوا کہ انٹرنیٹ بذاتِ خود ایک آلہ ہے، جو استعمال کرنے والے کے لحاظ سے جائز، ناجائز کوئی بھی کام انجام دے سکتا ہے۔ اگر اس کا استعمال جائز امور کے لیے کسی محظور شرعی کی آمیزش کے بغیر ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ بہت سی اخلاقی برائیاں بھی پھیلائی جا رہی ہیں، جن سے نئی نسل خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کو بچانا ضروری ہے۔ اس کی ممکنہ تدابیر عمل میں لائی جائیں اور اپنے تمام متعلقین کو مناسب ذرائع سے جائز و مفید

کاموں میں لگایا جائے۔

سوال (۲) کے جواب میں یہ طے ہوا کہ اسلام وسنیت کے خلاف جو کثیر مواد انٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلایا جارہا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے زیادہ موثر انداز میں انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام وسنیت کی اشاعت وحمایت میں جواب دیا جائے۔ بلکہ کچھ لائق افراد کو انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کا ماہر بنایا جائے اور انھیں اشاعت حق وجواب اہل باطل کے کاموں پر مامور کیا جائے اور ان کے مصارف بھی برداشت کیے جائیں، تاکہ موجودہ حالات کے مطابق ارشاد ربانی: واعدوا لهم ما استطعتم من قوّة کی ذمہ داری سے ہم عہدہ برآ ہوسکیں۔

سوال (۳) کے جواب میں طے پایا:

[۱] اکثر شرکائے سیمینار ویڈیو کانفرنسنگ میں نظر آنے والے ذی روح کے منظر کو محفوظ ہونے سے قبل عکس کے حکم میں مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ ویڈیو کانفرنسنگ مباح امور سے متعلق جائز ہے۔

[۲] کچھ شرکاے سیمینار نظر آنے والے ذی روح کے منظر کو محفوظ ہونے سے قبل بھی تصویر مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بلا حاجت شرعیہ ویڈیو کانفرنسنگ ناجائز ہے۔

[۳] محفوظ ہونے کے بعد ذی روح کا منظر سب کے نزدیک تصویر ہے اور ہر دو طبقہ کے نزدیک بلا حاجت شرعیہ یہ ویڈیو کانفرنسنگ ناجائز ہے۔

[۴] حاجت شرعیہ ہو تو ہر طبقہ بہر صورت ویڈیو کانفرنسنگ جائز سمجھتا ہے۔

[۵] کچھ مواقعِ حاجت یہ ہیں، جو ان کے اہل کے لیے جائز ہیں۔

[الف] اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مواد پر مشتمل ویب سائٹس وغیرہ کی تحقیق۔

[ب] اسلام اور مسلمان کی طرف سے جواب دینا اور دفاع کرنا۔

[ج] دعوت وتبلیغِ اسلام وسنیت کا فریضہ انجام دینا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[1]

---

(۱)-ماهنامه اشرفيه، مبارك پور، شماره اپريل ۲۰۱۱ء، ص: ۵۱.

موبائل کال، انٹرنیٹ اور میسیج کے ذریعہ خرید و فروخت کا حکم

موبائل کال، انٹرنیٹ یا میسیج کے ذریعہ بیع اور خرید و فروخت جائز ہے۔

موبائل کال، انٹرنیٹ اور میسیج کی حیثیت خط وکتابت کی ہے اور خط وکتابت، خطاب کی طرح ہے۔ توجس طرح خطاب (آمنے سامنے کی گفتگو) سے خرید و فروخت جائز ہے، اسی طرح خط وکتابت سے بھی جائز ہوگی اور چوں کہ انٹرنیٹ اور میسیج بہ منزلۂ خط وکتابت کے ہیں، لہٰذا اِن سے بھی خرید و فروخت جائز ہوگی۔ اور موبائل کال چوں کہ خط وکتابت سے بڑھ کر اور خطاب سے قریب ہے، اس لیے اِس سے بدرجۂ اولیٰ خرید و فروخت جائز ہوگی۔

صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین حصکفی لکھتے ہیں:

الکتاب کالخطاب.[1] ترجمہ:-کتاب (تحریر) خطاب کی طرح ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس ضابطۂ شرعی کو "کتاب البیع" کے بالکل شروع میں بیان کیا ہے، یعنی جس طرح آمنے سامنے کی باہمی گفتگو سے خرید و فروخت کا معاملہ طے کرنا جائز ہے، اسی طرح خط اور تحریر کے ذریعہ بھی عقود اور معاملاتِ بیع طے کرنا جائز ہے۔

اس ضابطۂ فقہی شرعی کی تائید کرتے ہوئے علامہ عبدالحئ فرنگی محلی لکھتے ہیں:

کان النبی ﷺ یبلغ الشرائع تارۃ بالکتاب و تارۃ بالخطاب فلولم یکن الکتاب کالخطاب لم یکن النبی ﷺ مبلغا.[2]

ترجمہ:-نبی اکرم ﷺ احکام شریعت کی تبلیغ کبھی کلام وخطاب کے ذریعہ فرماتے اور کبھی خط وکتابت کے ذریعے۔ اگر خط وکتابت، خطاب کی طرح نہ ہو تو آپ ﷺ مبلغ نہ ہوں گے۔ (حالاں کہ آپ ﷺ سب سے بڑے مبلغ بلکہ مبلغوں کے سردار ہیں)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

یکون بالکتابۃ من الجانبین فإذا کتب اشتریت عبدك فلانا بکذا، فکتب

(۱)-ھدایہ آخرین، ص: ۲، مجلس برکات، مبارك پور.

(۲)-ھدایہ آخرین حاشیہ، ص: ۳، مجلس برکات، مبارك پور.

إليه البائع قد بعت، فهذا بيع.[1]

ترجمہ:- بیع و شرا (خرید و فروخت) جس طرح باہمی گفتگو اور خطاب سے ہوتی ہے، اسی طرح بائع و مشتری کے باہمی خط و کتابت کے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے۔ اگر خریدار لکھے کہ میں نے تمھارے غلام کو اتنے روپے میں خرید لیا اور بائع اس کے جواب میں لکھ کر بھیجے کہ "ہاں میں نے اسے بیچ دیا" تو یہ بیع درست ہے۔

خرید و فروخت کا معاملہ تقریباً نکاح جیسا ہے۔ نکاح میں عقل و بلوغ، ایجاب و قبول اور اتحاد مجلس وغیرہ شرط ہیں۔ خرید و فروخت میں بھی یہ چیزیں شرط اور ضروری ہیں۔ جب خط و کتابت کے ذریعہ "نکاح" کا معاملہ طے ہوسکتا ہے تو خط و کتابت کے ذریعہ خرید و فروخت کا معاملہ بھی بدرجۂ اولیٰ طے ہوگا۔ علامہ شامی مزید لکھتے ہیں:

كما ينعقد النكاح بالكتابة ينعقد البيع وسائر التصرفات بالكتابة ايضاً.[2]

خط و کتابت کے ذریعہ جس طرح نکاح ہوجاتا ہے، اسی طرح خرید و فروخت اور دیگر معاملات بھی اس سے منعقد ہوجائیں گے۔

نکاح کی طرح خرید و فروخت میں بھی "اتحاد مجلس" سے مراد "اتحاد زمان" ہے۔ بس ایجاب و قبول کا زمانہ ایک ہونا چاہیے، اگرچہ مکان مختلف ہو، بیع درست ہوگی۔

لہٰذا اگر موبائل کال اور میسیج کے ذریعہ خرید و فروخت کا معاملہ طے ہو اور ایک طرف سے ایجاب اور دوسری طرف سے قبول ایک ہی زمانے میں ہو تو مکان کے مختلف ہونے کے باوجود یہ خرید و فروخت جائز ہوگی۔ کیوں کہ موبائل کال اور میسیج کی حیثیت "تحریر" کی ہے اور خطاب کی طرح تحریر کے ذریعہ بھی خرید و فروخت جائز ہے۔ جیسا کہ ابھی ہدایہ اور فتاویٰ شامی سے حوالہ گزرا۔

آج کل موبائل کال، انٹرنیٹ اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ تجارت اور خرید و فروخت عام ہوگئی ہے۔ جسے آن لائن بزنس (Online Bussiness) کہا جاتا ہے۔

(۱)-ردالمحتار، ج:۷، ص:۲٦، مکتبہ زکریا، دیو بند.

(۲)-ردالمحتار، ج:۷، ص:۲٦، مکتبہ زکریا، دیو بند.

جس طرح موبائل کال اور میسیج کے ذریعہ خرید وفروخت جائز ہے، اسی طرح انٹر نیٹ اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ بھی خرید وفروخت جائز ہے۔

خرید وفروخت سے متعلق فقہائے کرام کے یہاں ایک جزئیہ ملتا ہے۔ اس جزئیہ کو سامنے رکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ موبائل کال، انٹر نیٹ ویڈیو کانفرنسنگ اور میسیج وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ خرید وفروخت جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

البيع وإن كان نهرا عظيما تجري فيه السفن ...إن كان البعد بحال يوجب التباس مايقول كل واحد منهما لصاحبه يمنع والا فلا . فعلیٰ هذا الستر بينهما الذي لا يمنع الفهم والسماع لا يمنع .[1]

ترجمہ:- اگر عاقدین کے درمیان چھوٹی نہر حائل ہو تو بیع درست ہے اور اگر عاقدین (بیچنے والا اور خریدنے والا) کے درمیان اتنی بڑی نہر ہو کہ اس میں کشتیاں چلتی ہوں اور عاقدین کے درمیان اتنی دوری ہو کہ دونوں کی گفتگو مشتبہ ہو جائے تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر دونوں کی گفتگو مشتبہ نہ ہو، ایک فریق کیا کہہ رہا ہے، دوسرا اسے بآسانی سن رہا ہو اور سمجھ رہا ہو تو بیع جائز ہے۔ تو اس ضابطہ کے تحت یہ مسئلہ متفرع ہوگا کہ اگر عاقدین کے درمیان پردہ حائل ہو اور یہ پردہ ایک دوسرے کی بات سننے اور سمجھنے سے مانع نہ ہو تو بیع جائز ہوگی۔

اس ضابطہ کو ذہن میں رکھیں اور ہماری گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

موبائل کال، انٹر نیٹ اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ خرید وفروخت کرنے میں اگر چہ بڑی نہر جیسی دوری رہتی ہے لیکن عاقدین (بائع ومشتری) کی گفتگو مشتبہ نہیں ہوتی۔ ایک فریق کیا کہہ رہا ہے، دوسرا اسے بآسانی سنتا اور سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو دیکھتا (ویڈیو کانفرنسنگ کی صورت میں) ہے اور اس کی آواز بھی پہچانتا ہے۔

لہٰذا موبائل کال، انٹر نیٹ اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ خرید وفروخت جائز اور درست ہے۔ موبائل کال، انٹر نیٹ اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ خرید وفروخت کا طریقہ تو ظاہر ہے۔

(۱)-البحر الرائق، ص:٥، ص:٤٥٦، دار الكتب العلميه، بيروت.

رہا میسیج کے ذریعہ خرید و فروخت تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے کو میسیج کی صورت میں یہ مضمون لکھ کر بھیجے کہ "فلاں سامان اتنی رقم مثلاً پانچ سو روپے میں میں نے تم سے خریدا" تو دوسرا فریق جواب کے طور پر فوراً یہ میسیج لکھ کر بھیجے کہ " میں نے فلاں سامان اتنے روپے میں تمھیں بیچ دیا" تو اس صورت میں بیع درست اور تام ہو جائے گی۔

ایک ضروری تنبیہ

یہ نکتہ ذہن نشیں رہے کہ موبائل کال، انٹرنیٹ اور میسیج کے ذریعہ خرید و فروخت جائز اور درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایجاب و قبول کا زمانہ ایک ہو، اسی کو " اتحاد مجلس" کہتے ہیں۔

موبائل کال، انٹرنیٹ یا میسیج کے ذریعہ بیع درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جیسے ہی ایک فریق ایجاب کرے (مثلاً میں نے خریدا یا بیچا) تو دوسرا فریق فوراً اسی وقت قبول کرے تاکہ بیع کی بنیادی شرط " اتحاد مجلس" پر عمل ہو سکے۔ ورنہ بیع درست نہ ہوگی۔ مثلاً صبح گیارہ بجے دن میں میسیج کے ذریعہ ایجاب کیا گیا اور اس میسیج کا جواب ایک گھنٹہ کے بعد قبول کی صورت میں موصول ہوا تو بیع اور خرید و فروخت جائز نہ ہوگی۔ کیوں کہ اتّحادِ مجلس یعنی ایجاب و قبول کا زمانہ بدل گیا۔

بحر الرائق میں ہے:

فلو أوجب أحدهما فقام الآخر او اشتغل بعمل آخر بطل الإيجاب لان شرط الارتباط اتحاد الزمان.[1]

ترجمہ: اگر ایک فریق نے ایجاب کیا اور دوسرا فریق کھڑا ہو گیا یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو ایجاب باطل ہو گیا۔ (یعنی بیع درست نہ ہوئی) کیوں کہ ارتباط (اتحاد مجلس) کے لیے اتحادِ زمان شرط ہے۔

(اور دوسرے فریق کے کھڑے ہو جانے یا دوسرے کام میں مشغول ہو جانے کے سبب اتحاد زمانہ ختم ہو گیا۔ لہٰذا بیع درست نہ ہوئی۔)

---

(۱)-بحر الرائق، ج:۳، ص:۸۳، دار الکتب العلمیة، بیروت.

موبائل اور فیس بک

آئینِ نَو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اَڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

اب وہ زمانہ ختم گیا جب لوگ آئین نو سے ڈرتے تھے اور طرز کہن پہ اڑے رہتے تھے۔ آج لوگوں کی حالت "در حیث دار الزمان" یعنی "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی" جیسی ہے۔ "سوشل میڈیا" نام کا دس سالہ بچہ اب جوان ہو چکا ہے اور اس نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس جوان نے لاکھوں کروڑوں نوجوانوں کو اپنی زلف کا اسیر بنالیا ہے۔ نوجوان "فیس بک" کے حد درجہ شیدائی اور اس کے دامِ محبت میں بری طرح گرفتار ہیں۔

سوشل میڈیا سے مراد انٹرنیٹ بلاگز، سماجی رابطے کی ویب سائٹس، موبائل ایس ایم ایس اپلی کیشنز اور دیگر سہولیات ہیں، جن کی بدولت خبریں اور عالمی معلومات منٹوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچائی جاتی ہیں۔ فیس بک بھی سوشل میڈیا کی ایک قسم اور انٹرنیٹ کی ایک ہر دلعزیز اور مقبول ترین ویب سائٹ ہے۔ پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد معلومات کو عوام تک پہنچانے کے لیے سوشل میڈیا سائٹس مثلاً فیس بک، ٹوئیٹر، یوٹیوب، مائی اسپیس، ڈگ اور گوگل پلس وغیرہ سے جڑے ہوئے ہیں۔

"فیس بک" جو آج لاکھوں کروڑوں جوان کے دلوں کی دھڑکن ہے، اس کی ابتدا ۲۰۰۴ء میں ہوئی۔ اس ضمن میں ۱۹۹۵ء میں "کلاس میٹس ڈاٹ کام" نامی ویب سائٹ سامنے آئی، جو خاص طور سے طلبہ کے لیے شروع کی گئی تھی۔ اس کے ایک سال بعد "بولٹس ڈاٹ کام" اور پھر اس کے ایک سال بعد "ایشین ایوینو" وغیرہ سائٹیں وجود میں آئیں۔ ۲۰۰۴ء میں "آرکٹ" اور "فیس بک" کا کامیاب تجربہ ہوا اور دن بہ دن اس کی ترقی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (۱)

ہندوستان سمیت دیگر ایشیائی ممالک میں فیس بک شروع میں زیادہ کامیاب نہ ہو سکا، لیکن ۲۰۰۹ء کے بعد سے فیس بک میں ایسی حیرت انگیز ترقی ہوئی کہ ساری دنیا فیس بک پر سمٹ آئی

(۱)-روز نامہ راشٹریہ سہارا، یکم دسمبر ۲۰۱۳ء، لکھنؤ.

اور آج حال یہ ہے کہ جدھرنظر دوڑایئے اُدھر آپ کو فیس بک کے جلوے نظر آئیں گے۔ آج فیس بک پر ایک ارب سے زیادہ اکاؤنٹس ہیں۔ اس سے آپ فیس بک کی اہمیت و مقبولیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس فیس بک نے دوست احباب سے رابطے کو نہایت آسان کر دیا اور ہزاروں بچھڑے ہوئے دوستوں کو آپس میں ملا دیا ہے۔ ہمارے ایک کرم فرما دوست جناب مولانا عرفان احمد ازہری (چھپرا، بہار) کافی دنوں سے ہم سے بچھڑ گئے تھے۔ وہ جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم تھے، لیکن ہم دونوں کے درمیان خط و کتابت اور پیغام رسانی کا سلسلہ بہت دنوں سے منقطع تھا۔ اس فیس بک نے ہم دونوں کو آپس میں ملا دیا۔

ہم اس سے پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ انٹرنیٹ کا اسّی فیصد استعمال موبائل پر ہوتا ہے۔ اسی طرح آج فیس بک کا استعمال بھی زیادہ تر موبائل ہی پر ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔

ہماری کتاب کا عنوان "موبائل فون کے ضروری مسائل" ہے اور موبائل پر "فیس بک" کا کثرت سے استعمال ہو رہا ہے۔ اس لیے فیس بک پر قدرے تفصیل سے گفتگو کی جاتی ہے۔ "فیس بک" پر پیغام رسانی کے ساتھ چیٹ (Chat)، جاندار کی تصویروں کا تبادلہ اور شیئر کرنے (Share) کا کام بھی عظیم اور وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے۔ اس لیے شرعی نقطۂ نظر سے "فیس بک" کے استعمال کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے کس حد تک فیس بک کا استعمال جائز اور کس حد تک ناجائز ہے؟

لیکن اس سے پہلے یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں تاکہ فیس بک کا تعارف، اس کی حقیقت و مقبولیت اور طریقۂ کار کا اندازہ ہو سکے۔

فیس بک کیا ہے؟

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ماہر جناب خورشید اقبال صاحب لکھتے ہیں:

"اس مشہور (مگر بدنام) ویب سائٹ کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ یہ (فیس بک) ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ ہے۔ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق آج فیس بک کے فعال ممبران کی تعداد ۸۰ رکروڑ سے زیادہ ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تعداد کتنی بڑی ہے۔ صرف چین اور ہندوستان کو چھوڑ کر دنیا کے کسی بھی ملک کی آبادی سے زیادہ انسان فیس بک کے شہری ہیں۔

تو آخر کیا ہے یہ فیس بک.......؟

لیکن اس سے قبل آپ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ کیا ہے؟

سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس دراصل ایسی ویب سائٹس ہیں جن کے ممبر آپس میں پیغامات، تصاویر، ویڈیو اور دوسری فائلوں کا تبادلہ Real time میں کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے سے دوستی کر سکتے ہیں، مختلف موضوعات پر آپس میں بحث و مباحثہ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ ان ویب سائٹس کو ایک مجازی کلب ہاؤس کہہ لیں یا پھر گاؤں کی چوپال، جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے (مجازی طور پر) ملتے جلتے اور بات چیت کرتے ہیں۔

ایک سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ اور ایک عام ویب سائٹ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک عام ویب سائٹ کا وزیٹر اس میں صرف اسی مواد کو دیکھ سکتا ہے جو اس ویب سائٹ کے موجد نے اس میں اپ لوڈ کیا ہوتا ہے۔ وہ خود سے اس میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، جب کہ ایک سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کے ممبران جب چاہیں اس سائٹ میں اپنی طرف سے نیا مواد شامل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ فیس بک کے ممبر ہیں تو آپ اپنی مرضی سے اس میں اپنی یا دوسروں کی تصاویر، آڈیو، ویڈیو یا کچھ اور شامل کر سکتے ہیں جنھیں دوسرے ممبر دیکھ سکیں گے۔

سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کا سلسلہ بیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوا۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی (classmates.com) ہے جس میں ممبر اپنا پروفائل بنا سکتے ہیں اور اس کی مدد سے اپنے اسکول یا کالج کے دوستوں کو ڈھونڈ کر رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

لیکن پہلی ویب سائٹ جسے حقیقی معنوں میں سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کہا جا سکتا ہے وہ تھی، 1997 میں قائم ہونے والی ویب سائٹ Sixdegrees.com۔ پھر اس کے بعد تو سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ 2002 میں Frindster ، 2003 میں Myspace، Linkedln اور Hi5، 2004 میں Orkut اور Flickr، 2005 میں Ning, Bebo اور 2006 میں You Tube، Face Book اور Twitter اور 2011 میں Google Plus وغیرہ ویب سائٹس کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں میں نے صرف انھیں

سائٹس کا نام لکھا ہے جو بہت زیادہ مقبول ہیں، ورنہ اس قسم کی سائٹس کی فہرست کافی طویل ہے۔
گزشتہ برسوں میں مقبولیت کی دوڑ میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کی کوششوں میں مصروف یہ ویب سائٹس نمبرون کی چوٹی پر پہنچنے کے لیے نت نئے طریقے اختیار کرتی رہی ہیں، لیکن آخر کار فیس بک نے ان سب کو کافی پیچھے چھوڑ دیا۔

(Facebook) کی بنیاد Mark Zuckerberg نے 2004 میں اپنے کالج کے دوستوں کے ساتھ مل کر رکھی تھی۔ ابتدا میں یہ ویب سائٹ صرف ہارورڈ یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کے لیے مخصوص تھی لیکن جب 2006 میں اسے عام لوگوں کے لیے کھول دیا گیا تو ایک انقلاب آگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ویب سائٹ نمبرون سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ بن گئی اور آج کی دنیا کا ہر آٹھواں آدمی فیس بک کا ممبر ہے۔ تو یہ تھا فیس بک کا ایک مختصر تعارف![1]

فیس بک کا شرعی حکم

فیس بک بذات خود رابطے ایک ذریعہ ہے، جو استعمال کرنے والوں کے لحاظ سے جائز اور ناجائز کوئی بھی کام انجام دے سکتا ہے۔ اگر فیس بک کا استعمال جائز امور (چیزوں) کے لیے کسی شرعی قباحت کی آمیزش کے بغیر ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔

خط وکتابت، اپنی بات دوسروں تک پہنچانا، اپنے دوستوں کی خبر خیریت دریافت کرنا، اپنے دین ومذہب کی تبلیغ، انٹرنیٹ پر اسلام وسنیت کے خلاف کیے گئے اعتراض کا سنجیدہ انداز میں جواب دینا وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں فیس بک کے ذریعہ انجام دی جاسکتی ہیں۔ اور یہ چیزیں فیس بک پر جائز ہیں اور فیس بک میں اس قدر محو اور مشغول ہو جانا کہ دیگر فرائض وواجبات چھوٹ جائیں، اس حد تک فیس بک کا استعمال جائز اور درست نہیں۔

کیوں کہ فیس بک میں اس حد تک محویت ومشغولیت یہ "لہو ولعب" میں داخل ہے۔ اور اسلام میں تین کھیل کے علاوہ ہر قسم کے لہو ولعب باطل اور ناجائز ہیں۔ لہٰذا فیس بک کی وہ تمام باتیں جو "لہو ولعب" کے زمرے میں آئیں گی، وہ بھی باطل اور ناجائز ہوں گی۔

(۱)-ماهنامه اردو دنیا، شماره جنوری ۲۰۱۲ء، قومی کونسل اردو، دهلی.

حدیث پاک میں ہے:

کل شئی یلھو به الرجل باطل الا الرمی بقوسه وتادیبه فرسه وملاعبته أهله، فإنهن من الحق.[1]

ترجمہ:- جتنی چیزوں سے آدمی لہو(کھیل)کرتا ہے، باطل ہیں۔ مگر کمان سے تیر چلانا، گھوڑے کو ادب دینا اور اپنی بیوی سے ملاعبت کہ یہ تینوں چیزیں حق ہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج" فیس بک " کا استعمال دینی ضرورت اور دنیاوی حاجت (مثلاً پیغام رسانی، تجارتی پبلسٹی وغیرہ) سے زیادہ" لہوولعب " اور تضییع اوقات یعنی ٹائم پاس کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔ آئیے اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا حکم ملاحظہ کیجیے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ " لہوولعب " سے متعلق لکھتے ہیں:

" مطلقاً کسی بھی کام میں مشغول ہونا" لہوولعب " ہے، خواہ فی نفسہ وہ کام جائز ہو یا ناجائز۔ مثلاً اگر کوئی شخص نفل نماز، ذکرواذکار، تلاوت قرآن اور اس کے معانی کے اندر غور وفکر کرنے میں اس قدر محو اور مشغول ہو جائے کہ قصداً فرض نماز کا وقت نکل جائے تو وہ بھی لہو ہے۔ جب جائز چیزوں میں مشغولیت کا یہ حکم ہے تو پھر ناجائز چیزوں میں حددرجہ مشغولیت کا کیا حکم ہوگا؟[2]

یعنی جب جائز کام میں مشغولیت اس حد تک بڑھ جائے کہ اس سے قصداً فرائض و واجبات چھوٹ جائیں تو یہ جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ تو جو کام فی نفسہ ناجائز ہے، اس میں اس حد تک مشغولیت تو اور بڑا ناجائز کام ہوگا۔

ہدایہ میں ہے: الملاهی کلها حرام.[3]

یعنی ہر لہوولعب ناجائز و حرام ہے۔

عام مشاہدہ ہے کہ ہمارے مسلم نوجوان " فیس بک " میں اس قدر مگن اور مشغول رہتے ہیں کہ قصداً فرائض و واجبات ترک کر دیتے ہیں۔ لہٰذا اس حد تک فیس بک میں مشغولیت اور

---

(۱)-جامع ترمذی، حدیث: ۱٦٤٣، ج:۳، ص: ۲۳۸، دار الكتب العلميه، بيروت.

(۲)-فتح الباری شرح البخاری، ج: ۱۲، ص: ۳٦٧، دار الفكر، بيروت.

(۳)-هدايه آخرين، ص: ٤٣٩، مجلس بركات، مبارك پور.

انہماک واشتغال ناجائز ہوگا۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

وکل لھو حرام بالإجماع.(۱) ترجمہ:- ہر لہوولعب بالاجماع حرام ہے۔

اسی طرح فیس بک اکاؤنٹ پر اپنا یا کسی جاندار کا فوٹو اَپ لوڈ اور شیئر کرنا، اجنبی اور غیر محرم عورت سے دوستی کرنا، اسے چیٹ کرنا وغیرہ ناجائز و حرام ہیں۔

فیس بک کے ممبران اپنے نجی پروفائل میں دنیا بھر کے جان داروں کی تصویریں محفوظ کر کے رکھتے ہیں اور اپنے دوستوں کو دکھاتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہیں۔

جس طرح جان دار کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز و حرام ہے، اسی طرح جاندار کی تصویر رکھنا بھی ناجائز ہے۔ خواہ ان تصویروں کو موبائل کی گیلری میں رکھا جائے یا فیس بک کی فائل میں، بہر صورت ناجائز ہے۔

فیس بک پر چیٹ (Chat) کی شکل میں جو سلام کیا جاتا ہے تو تحریر و خط اور میسیج کی طرح اس کے سلام کا جواب دینا بھی واجب ہے۔ فیس بک پر غیبت، چغلی اور گالی گلوچ کا حکم یکساں ہے کہ یہ چیزیں فیس بک پر بھی ناجائز و حرام ہیں، جس طرح آمنے سامنے۔ خط و کتابت، موبائل اور میسیج سے بیعت (مرید ہونا) جائز ہے، اسی طرح فیس بک کے ذریعہ بھی بیعت جائز ہے۔

وہاٹس ایپ کا شرعی حکم

جو حکم فیس بک کا ہے، وہی حکم وہاٹس ایپ (Whatshapp) کا بھی ہے۔ یعنی جو چیزیں فیس بک پر جائز ہیں، وہ وہاٹس ایپ پر بھی جائز ہیں اور جو چیزیں فیس بک پر ناجائز ہیں، وہ وہاٹس ایپ پر بھی ناجائز ہیں۔ واللہ أعلم بالصواب.

(۱)-فتاوی عالم گیری، ج:۵، ص:۳۵۲، زکریا بک ڈپو، دیوبند.

مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین	مطبع/ناشر
۱	قرآن مجید		
۲	بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۳	مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری	دارالمعرفۃ، لبنان
۴	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	مکتبہ رشیدیہ، دیوبند
۵	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	دارالمعرفۃ، لبنان
۶	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	دارالغرب الاسلامی، بیروت
۷	مشکوٰۃ شریف	امام محمد بن عبد اللہ تبریزی	دارالفکر بیروت
۸	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دار ابن حزم، بیروت
۹	شعب الایمان	امام ابو محمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۰	مسند ابی داؤد طیالسی	امام سلیمان بن داؤد طیالسی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۱	سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی	دارالفکر بیروت
۱۲	جامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	
۱۳	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین بن علی بن ابی بکر	دارالمعرفۃ، بیروت
۱۴	معجم الکبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	دار ابن حزم، بیروت
۱۵	فتح الباری شرح البخاری	علامہ ابن حجر عسقلانی	
۱۶	النہایۃ		داراحیاء التراث العربی، بیروت
۱۷	فیض القدیر	امام عبد الرؤف مناوی	دارالکتب العلمیہ، بیروت

۱۸	ہدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی	مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور
۱۹	بدائع الصنائع	شیخ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی	برکات رضا، پوربندر، گجرات
۲۰	فتاویٰ قاضی خان	علامہ حسن بن منصور اوزجندی	زکریا بک ڈپو، دیوبند
۲۱	بحر الرائق	شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی مصری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۲	فتاویٰ عالمگیری	ملا نظام الدین ودیگر علماء ہند	زکریا بک ڈپو، دیوبند
۲۳	فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی	برکاتِ رضا پوربندر، گجرات
۲۴	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۵	فتاویٰ شامی	علامہ محمد امین بن عابدین شامی	مکتبہ زکریا، دیوبند
۲۶	در مختار	شیخ علاء الدین حصکفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۷	الفقہ الحنفی وادلتہ		مکتبہ زکریا، دیوبند
۲۸	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا محدث بریلوی	رضا اکیڈمی، ممبئی
۲۹	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی	مکتبۃ المدینہ، دہلی
۳۰	فتاویٰ مصطفویہ	مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی
۳۱	فتاویٰ بحر العلوم	مفتی عبد المنان اعظمی	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی
۳۲	فتاویٰ یورپ	مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ	مکتبہ جامِ نور، دہلی
۳۳	ماہنامہ اشرفیہ	مبارک حسین مصباحی طفیل احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۳۴	انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ		ایفا پبلیکیشنز، دہلی
۳۵	روزنامہ راشٹریہ سہارا		لکھنؤ یوپی